

دوپیکر

قانون زبان اردو خصوصاً تکریم و تانیث کی دریافت میں جبرین... استثنیٰ
ادخلات قریباً سراسر احاطہ اور انکی تفسیر میں حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی گہری
مصنفہ

نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر
یکے ادا علیان خاندان نواب کرہنگ

منظور انٹرکشن
وائر کٹر آف پبلک انٹرکشن
کالکتہ

DO PAIKAR

OR

AN URDU GRAMMAR TREATING SPECIALLY
ON THE DISTINCTION BETWEEN THE
MASCULINE AND FEMININE GENDERS
WITH 1700 EXCEPTIONS WITH
THEIR EXAMPLES ALPHABETI-
CALLY ARRANGED.

BY

NAWAB ZAHIR-UD-DIN AHMAD KHAN BAHADUR
A MEMBER OF THE CARNATIC ROYAL FAMILY.

AS APPROVED OF BY
THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION.

Calcutta.

Second Edition.

جلد ۱۰۰۰

جلد ۱۰۰۰

دوپیکہ یعنی

قانون زبان اردو خصوصاً تذکیر اور تائید کی دریافت میں جس میں...
اور خلاف قیاس الفاظ اور انکی نظیرین حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں

مصنفہ

ظہیر الدین احمد خان بہادر
یکے اراعیان خاندان نواب کرنٹک

منظورہ

ڈیرکٹر آف پبلک انسٹرکشن
کلکتہ

طبع دوم

مطبع حسینی ابا کن دیانہم امجد علی اکبر دہلی طبع شد

سنہ ۱۹۱۷ء

تقریظ

رخیستہ خامہ افضل شماسہ مولانا و اولانا مولوی
شیاعت حسین صاحب مولائی غازی پوری دامت مجده

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان فجعل منه الزوجین الذکر والانثی + والصلوة علی خیر خلقہ محمد المصطفی
والآلہ العتبی واصحابہ المقتدی + اما بعد المنة للہ کہ اس زمان فرحت تو امان میں عجب معشوقہ
ولفریب نے حسن و جمال اپنا دکھایا ہی + طرفہ غنچ و دلال سے منصفہ شہود پر جلوہ فرمایا ہے +
نئی نئی ادائیں مین طرح طرح کے ناز مین عجیب عجیب کرشمے مین کیسے کیسے انداز مین -
دیدہ ورون کو حیرت ہے نظر باز دن کو حیرانی ہے + کہ خدایا یہ جادو ہے یا طلسم ہے یا کوئی
شکل روحانی ہے + کوئی کہتا ہے کہ پری ہے + لیکن عیب سے بری ہے + وہ جسم ناز ہے
یہ ہیکل نورانی ہے + کوئی کہتا ہے کہ حور ہے + مگر روز از تصور ہے + وہ مایہ عیش جسمانی ہے
سر زینت نفس روحانی ہے + جل جلالہ کیا شاہد ملنا ز شمع و لہوا ز سراپا انداز رشک ناہید غیرت ماہ و
خورشید ہے + کیا ایسی صورت دلچسپ خرد و فروزہ زندید ہے نہ شنید ہے + جس نے اس عروس زریبا
خریدہ رعنا کو ایک نظر دیکھا ہے + ہر شب اوس کی شب برات ہے ہر روز اوس کا روز عید ہے + جس کی
اوس پر نگاہ پڑی ہے اور اوس کے حسن ترکیب مین طبیعت جس کی لڑی ہے اوس کا محو نظارہ
ہے اور اسی شاہد کا شہید ہے + عیش رغید ہے + گنجینہ مقصد کی کلید ہے + یوسف مصری ہے ماہ عید ہے +

ہر شخص اوسکا طالب ہے + سب کا اقصای مطالب ہے + تمام عالم در پرتی خریداری ہے ہر سوس
 اوس کی دید و ادید ہے + سبحان اللہ باد بہاری ایام فرحت انجام نے گلشن عالم میں کس
 لطف کا یہ گل کھلایا ہے جس کی شمیم روح افزا سے مشام جان جہان و عالم روحانی سوسر
 معطر ہے + اور دماغ مشتاقان معانی حقہ مشک و عنبر + بارک اللہ چمن آلا کے گلستان فضل
 و کمال نے حقیقتی میں کیا خوب یہ شجرہ آمال و نہال طوبی مثال بجایا ہے کہ برو بار عیدیم
 المثال اوس کا لذت بخش مذاق طالبان علم و ہنر ہے + اور ہر شاخ پر برگ و بہارا + س کی
 ساحت امید اہل زبان پر سایہ شمس بس بس اے خامہ کج معج بیان و اے قلم مقطوع
 اللسان جائے ادب ہے + نہ محل بیہودہ شور و شغب + کنایات تیرے بے محل ہیں اور
 تشبیہات تیری تمیز + مشبہ تو اعلیٰ و افضل ہے اور شبہ بہ اخس و ازل + ہوش میں
 آ + ہوشیار ہو جا + کہ ایک مطبوع خاص و عام + نخبہ ایام + برگزیدہ انام + یکتا
 روزگار + خلاصہ اعصار + زبدہ ادوار میل و نہار + نے یہ کتاب سرت انتساب چشمہ
 فیض عام + منبع افادت تام + تحقیق تذکرہ و تانیث زبان اردو دین تصنیف فرمائی ہے +
 قوت طبع رساد کھائی ہے + در حقیقت تصنیف ہے + نہایت لطیف ہے + نتائج انکا سابقین
 کا انتخاب نہیں + کسی ذخیرے کا اخذ و انتساب نہیں + صرف مصنف عالی وقار و الانبار
 کی طبیعت کی آمد ہے + راست راست کتا ہوں کہ یہ کلمہ خالی از خوشاد ہے + اس ربط و ضبط
 سے بیان قواعد کلیہ زبان اردو کا سیری نظر سے نہیں گزرا ہے + ایسا نظم و نسق اس گفتگو کا
 میں نے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے + چشم بہ دور + کیا تجسس ہے کیا تلاش ہے + آفرین مہذوقین
 شاہاں ہر شاہاں ہے + حق تو یہ ہے کہ مصنف عالی طبع نے ایسے قوانین کلیہ ضبط کئے
 ہیں + کہ فرائسیدیہ کے نام ملو گئے ہیں + کج بازار میر کا سر دھوا + خلیل و کسائی کے

کھیت پر پالا پڑ گیا + شستگی تحریر لایق تقریر نہیں + جیسی کچھ تقریر ہے محتاج بہ تحریر نہیں
 کیا شیرین زبانی ہے۔ کس درجہ کی غدوبت بیانی ہے + واہ کیا بات ہے + ہر لفظ مصری
 کی ڈلی ہے ہر فقرہ کوزہ نبات ہے + لکھنؤ والوں کے دانت کھٹے ہوئے + اہل دہلی پھیکے
 پڑ گئے + مدراسیوں کی لپکائیاں ہیں + اللہ جل شانہ اس نورس نہال یکنائی کو لذت بخش
 مذاق خاص و عام کرے + اور مصنف والا دودمان کو فیض رسان عالم رکھے عمر و دولت
 میں ترقی بخشے آمین یا رب العالمین آمین فقط

نقل پرچہ نصرت الاخبار دہلی نمبر ۲۲ جلد ۲ مطبوعہ عظیم الہ آباد ۱۸۷۸ء

الحمد لله الذي خلق الذكاء والا نثى والصلوة والسلام على رسول الله المصطفى و
 آله المجتبى واصحابه اولى الرشد والهدى من بعد محمد وحماته كبره وانتم به
 اور اردو دانوں کو لایح ہوئے کہ اگرچہ تمہاری زبان کو مدت سے رواج ہے مگر آج کل اس
 زبان کو معراج ہے + اپنی زبان تھی + گویا سہل و آسان تھی + عربی اور فارسی کی تدریس
 کرتے تھے + اوس کی تحصیل و تعلیم پر مہرتے تھے + پڑھتے اور پڑھاتے تھے +
 سعی و کوشش بجالاتے تھے + آخر اس ناتدر نے بھی تدریس بائی + خدا نے اوس کی
 بھی منزلت بڑھائی + جو نثر پر وہ عالی ہے + نظم سلک لالی ہے + ہر لفظ کی فصیح ہے + ہر لغت کی
 تنقیح ہے + کون سی صنعت ہے جو اس زبان میں نہیں + کون سی کیفیت ہے کہ اس کے بیان
 میں نہیں + ہر زبان ایک اور چارہ فرے + اس کی ہر بات میں ہزار مزے +

اب اس زبان کی تحقیق ہے + اور لفظ کی توثیق ہے + قواعد اردو کے رسالے ہیں + اسانوں
 ہیں اور جو اسے ہیں + اور اگرچہ پوچھو تو اس زبان کی تحقیق بڑا کام ہے + اور جو اس میں

سہمی کرے اوس کا بڑا نام ہے۔ اس واسطے کہ ہر زبان گویا ایک جہان ہے۔ اگرچہ ہندوستان کی
 زبان ہے۔ ہر جگہ کا لغت اس میں داخل ہے۔ ہر ایک ملک کی گفتار اس میں شامل ہے۔ اس پنج
 پر اس کی ترویج ہے۔ جیسے عرب و عجم میں ترویج ہے۔ خدا کی بڑی قدرت آشکار ہے۔ سب
 زبانوں سے یہ ایک گفتار ہے۔ ہر زبان دان کو خوش آتا ہے۔ بیان اُردو + کیا بڑی ہند
 کے ملکوں میں ہر شان اُردو + ہر زبان سے ہر کم و بیش علاقہ اس کو + سب زبانوں کا خلا
 ہے۔ زبان اُردو + تاکسی کو اپنی زبان پر غرہ نہ آئے + اور کوئی یہ خیال نہ لائے کہ خالق نے
 ہر گردہ کو محبوب کر دیا ہے + اور ایک ہی کلام پر مسدود کر دیا ہے۔ نہیں۔ نہیں ہر کسی کو اس نے
 طاقت بخشی ہے۔ اور ہر زبان پر طاقت بخشی ہے۔ جو لغت چاہے زبان پر لائے۔ جو کچھ
 سیکھے وہ آجائے + بعد ازاں اُس نے اپنی قدرت کا یہ نمونہ دکھایا + کہ ایک زبان کو
 چند لغت سے بنایا + رفتہ رفتہ اس زبان کو دور وادج کر دیا + کہ ایک ملک کے زن و مرد کو گویا
 فرمایا۔ پس اس زبان کی تحقیق کئی زبانوں کی تحقیق پر منحصر ہے + اور بدین اس کے نہایت
 مستعد + جس کسی نے جو کچھ اس میں لکھا ہے + جو اس کی آہستہ زبانوں سے آگاہ ہے + اس
 کی خوبی کا گواہ ہے + چنانچہ اس زمانہ میں ایک بڑے دان + تکلم کے توانا + فصیح زبان +
 شگفتہ بیان + **نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر** ہمدان + نے بڑی
 جائگاہ کی ہے + اُردو زبانوں سے غیر خواہی کی ہے + ایک رسالہ تذکیر و تانیث کے
 بیان میں تالیف فرمایا ہے + واقعی بڑی سہمی اور عرق ریزی سے تصنیف فرمایا ہے + مذکور
 مونسٹ کلمہ کا بیان ہے + ہر زن و مرد مشکل پر اسان ہے + ذکر زن و مرد ہے + مگر اپنی خوبی میں
 فرد ہے + جتنی اس کی قدر افزائی ہو سکا ہے + اور جس قدر اس کی روائی ہو رہا ہے + زن و مرد بڑے
 اور پڑھائیں + اپنا روزمرہ بنائیں + چنانچہ کلکتہ کے حکام والا مقام بہر سپند نے اس کو

پسند کیا ہے۔ مدارس میں اوس کے رولز کا فرمان دیا ہے۔ واقعی وہ کتاب لاجواب ہے۔
 ہر شخص کو دستیاب ہے۔ یہ گوہر یکتا کم قیمت کو بکتا ہے۔ ایک روپیہ کو مل سکتا ہے۔ اتناست
 ہے۔ اہل زبان لین۔ گویا زبان لین۔ حضرت مصنف کو راقم کی زبان سے دعا دین
 اس منت اور محنت کا یہ صلا دین۔ ۵ واہ کیا فکر کا نتیجہ ہے۔ سچ تو یوں ہے بڑا نتیجہ ہے۔
 یہ نتیجہ جہان میں رائج ہو۔ باعث کثرت نتائج ہو۔ اوس کی اولاد کے اناث و
 ذکور اس قدر ہوں جہاں میں نامحصور۔ شہر کے شہر جن سے ہوں آباد۔ مال
 سے اور جاہ سے ہوں شاد۔ تادبان اور زبان پہ ہر محفوظ۔ چشم بد سے رہیں وہ
 سب محفوظ۔ خود مصنف بھی اون سے شاد رہے۔ لفظ و معنی سا اتحاد رہے۔

نقل پرچہ جدیدہ روزگار مدراس شمارہ ۳۹ جلد مطبوعہ اکتوبر ۱۸۷۸ء

جلوہ محبوبیہ دو پیکر برنصہ بصیرت ارباب فضل و ہنر
 دیدہ بازان شاہد فرحت افزاے علم و کمال۔ وجان بازان دلرباے مسرت انتہا
 فضل و جلال نے مدت دراز۔ و زمانہ دیر باز۔ اس آرزو میں بسر کیا۔ کہ ایک بار
 معشوقہ زبان آرد جس سے تمیز تذکیر و تانیث کی حاصل ہو اپنے بر میں آجائے۔ او
 دل فرمودہ سخنوران اس سے بسان گل نو خندان ہو جائے۔ لیکن یہ بات انھیں
 میسر نہ ہوئی اور اس شوق و دلولہ میں اونہوں نے اپنی جان شیریں دے دی خدا کا
 شکر ہے۔ ۵ فلک پر یہ مبارکباد یہ اب کس کے ملنے کی۔ یہ ایسا کون نجات دہ ہے جس
 کا بخت جاگاہ ہے۔ آس زمانے میں عشاق و آشفنگان لسان کو ایسی مرغوبہ و دلکش
 اور رعنا سے جان بخش یعنی ڈو پیکر ہر مشاغل بیاقت ماب جناب مولوی طہیر الدین

احمد خان بہادر فرزند جناب مولوی نواب محمد خیر الدین خان بہادر محمود جنگ و ام
افضل سالہ کے ہیں کہ جس کی مسرت میں وہ یہ کہہ رہے ہیں ۵ آج محبوب دوپکیر سے
وصال اپنا ہوا + صدقے سوچی سے نہ کیوں اس پر ہون فرحان ہو کر + الحق عیسیٰ علیہ
حسینہ شکیلہ اس حسن و جمال سے جلوہ آراے عالم ہوئی ہے کہ کبھی اس سے پہلے
نہ ہوئی تھی جس کی دید مرزدہ نوید جاوید ہے اور جس کا نظارہ قابل دید ہے نہ لایق گفت و شنید
اس کی زلف رسا کو مشاطہ جمال افزا بہ شانہ حسن بخش اس درستی سے سلجھایا ہے کہ
جس کے ہر تار سطر سے بولے تحقیق جھک رہی ہو واہ واہ اس محبوبہ مرغوبہ کے ایک ہزار
پانچو جلوه ہیں کہ جو نہایت ستنی اور خلاف قیاس کہلاتے ہیں ہر ایک جلوہ پر ایک
ایک استاد شعر خوان اگر راست پوچھو تو شعر کیا بلکہ غزل خوان ۵ کو نہا جلوہ ہے اس کا
جس پر آتش اور صبا + ناسخ و آباد و موسمن اور ظفر مر تا نہیں + اللہ تعالیٰ ہمارے
مولوی صاحب جلیل القدر کی اس تیزی و ذکاوت و فہم و فراست میں اور ترقی بخشے
اور جواہر ولالی آباد سے آپ کے دامن مرادات ملو ہوں - پس ہر ایک سنخو را اور نہرور
پر شکر یہ ہمارے لایق و فایق مولوی صاحب کا واجب و لازم ہے اور اشاعت اس رسالہ
بے بہا کی جو مفید خاص و عام ہے نہایت ضرور و اہم ہے -

نقل پرچہ کشف الاخبار کا کشف الاسرار بمبئی

نمبر ۲۲ جلد ۲۶ مطبوعہ ۱۴۱۱ - اگست ۱۹۹۹ء روز پنجشنبہ
ان دنوں جناب ظہیر الدین احمد خان صاحب بہادر نے ایک کتاب

سوسومہ و پیکر منظور شدہ دیگر طرف پہلک انشگرشن کلکتہ اپنی تصنیفات تو سے ہر شے بہ ذریعہ
 ڈاک ہم کو مرحمت فرمائی ہے۔ سبحان اللہ اوس کے مطالعہ سے کمال دل شاد ہوا ہمارا
 ہمت اور جرات ایسی نہیں ہے کہ جناب موصوف کے خیال عالی اور فکر ساسکی ایک شمس
 تعریف لکھ سکین۔ یوں تصور فرمائے کہ تمام حدائق مضامین سے ایک ایک پھول چیدہ
 چیدہ جمع کر کے وہ گلہ تہ بنایا ہے کہ جس کے دیکھنے سے دور پیکر محبوب اور بتان چین
 چین بول جائیں مقام انصاف ہے کہ پندرہ سو الفاظ مذکور و موش کا ثبوت کامل دینا
 اور اوستاد لیل سلف کے کلاموں سے نظیرین لانا کیسی محنت شاقہ ہے اور کیا کیا سوزی
 فرمائی ہوگی گویا واسطے طلبہ اور محققین کے ایک لغت مذکور و موش کا جدا گانہ طبع کر کے
 تذکر اور تائیت کی بحث کا عدم کردی ماشار اللہ ہمارے دانست میں بہ مقابلہ اس کے
 زبان اردو میں آج تک کوئی کتاب نہ چھپی ہوگی اور نہ آئندہ امید پائی جاتی ہے اوس پر طرہ یہ
 ہے کہ کتاب لا جواب قیمت ایک روپیہ فی جلد کمال اختصار کے ساتھ معین فرمائی ہے معلوم
 ہوا کہ مصنف صاحب کو فیض رسائی خلائی اور بقائے نام اپنے کا زیادہ تر خیال مساف
 ظاہری سے کم توجہی ہے لہذا ہم ہم برادر اس کے کہ ہمارے ناظرین اخبار اوس کے
 مطالعہ سے محروم نہ رہیں اور نگلی کاٹ شہید و ن مین داخل ہوتے ہیں اور شتر کئے دیتے
 ہیں کہ جن صاحبوں کو اس کتاب نادارہ کا ملاحظہ منظور ہو منگا لین۔

نقل نامہ مولوی عون الدین صنا مورخہ ۲۲ رمضان ۱۲۹۵ھ

نسخہ نادارہ متبرکہ کو پیکر کہ جس سے بندہ ملتجی واقعی کئی ابواب میں مستفید و مستفیض ہوا
 نعمت غیر مترقب و حلوائے بے درد کی طرح شرف درود سے مشرف فرمایا کیا عرض

کیجئے جو دل و جان نے حفظ اٹھایا کیا کیا شکر اُسی زبان پر آیا۔ اس سے پیشتر ترجمہ رسالہ ملا علی قاری کہ اُس رسالہ کو یہ ترجمہ نہایت وسیع و سزاوار اور موجب افزونی عز و وقار اوس رسالہ کا اس دیار میں ہر زبان نعمت غیر مترقب بندہ ملتجی پر مبذول و مفضل ہوا جس جس نے یہاں اوس رسالہ کو دیکھا بصد شوق پڑھا اور اوس ترجمہ کی اپدلی و سلاست پر دم بہ دم صلئے کہا۔ کیا رنگارنگ توصیف و ثنائی۔ افسوس کہ اس نعمت بے بہا کے شکر کئے میں بندہ ملتجی نے تاخیر کی بلکہ ادا ہی نہ کیا اس پر بندہ ملتجی نہایت نجل و شرمسار ہے بلکہ صد گونہ عتاب کا سزاوار ہے مگر اوس عفو عام و کرم مخصوص کا امیدوار و طلبگار ہے امید کہ یہ امید و طلب چیز ہو اور آئندہ خدا بخیر استاس آئین کے انعامات و کرامات کے کبھی محرومی نہ دیکھی جائے۔

ترجمہ تحریرات افسران سرکار انگریزی بابت طبع اول

مورخہ ۹ اکتوبر ۱۸۶۵ء

نمبر ۸۶۵۸۔

خدمت ظہیر الدین احمد خان صاحب بہادر مقام حیدر آباد دکن

جناب۔ آپ نے جو اپنی تصنیف دربارہ تذکرہ و تانیث اسمائے اردو بھیجی ہیں اوس کی کاپیت

ممنون ہوں۔ صوبہ ہذا میں اتنے قلیل طلاب اردو ہیں کہ میں کوئی جلد خرید نہیں سکتا جبکہ مجموعہ افسوس ہے بہر حال میں نے آپ کی کتاب ایک فاضل زبان اردو کے پاس بھراؤ لفظ بھیجی ہے

آپ کا خادم

سی۔ ای۔ آر۔ برونگ ایم۔ اے

ناظم تعلیمات ملک متوسط

الہ آباد ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۸ء

نمبر ۸۸

خدمت نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر

جناب عزت عرض یہ کہ آپ کی کتاب قانون زبان اردو شعر بہ دریافت مذکور و مونث تبارج ۵
اکتوبر ۱۸۷۸ء پہنچی۔

میں نے سالم کتاب پڑھی اور بہت محظوظ ہوا۔ نہایت عمدگی سے مرتب ہوئی ہے اور اس
ثابت ہوتا ہے کہ مصنف نے محنت شاقہ اٹھائی ہے اور پائیہ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

اب میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ بالفعل سر شہ تعلیم کو کوئی نئی کتابین خریدنا نہیں ہے اس
آپ کی خالص اور ولی شکریہ کے ساتھ واپس کرتا ہوں۔

آپ کا خادم

آر۔ ٹی۔ ڈبلیو۔ گرفت

ناظم تعلیمات۔ ملک شاہی غری وادوہ

مرقوم ۳۰ اکتوبر ۱۸۷۸ء ح مقام اکولہ

نمبر ۴۷۲۔

خدمت نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر

جناب بہجواب خط مورخہ ۵ مارچ حال عزت عرض یہ کہ آپ کی اردو گرامر موسوم بہ دو چکر شری
کتاب انعام سال ۱۸۷۸ء کر لی گئی ہے کیونکہ سال حال کی کتابین خریدی جا چکی ہیں۔

آپ کا خادم

نارائن۔ ٹی ڈبلیو

ناظم تعلیمات ملک منتر کہ حیدر آباد

خدمت مسٹر طہیر الدین احمد خان بہادر

جناب میں آپ کی کتاب کی ایک تقریظ ملفوف کرتا ہوں۔ جو رائے اس میں دی گئی سرے نہایت مفید ہے۔ براہ کرم چار جلدیں اور بشمول ایک جلد سلسلہ جلد پانچ جلدوں کی ایک بل روانہ فرماے

آپ کا خادم

سی۔ اے۔ اذیر ذنگ۔ ایم۔ اے

ناظم تعلیمات ملک متوسط

تقریظ متذکرہ بالا

دو پیکر

میں نے اس دلچسپ رسالے کو تمام وکمال پڑھا اور بہت محظوظ ہوا یہ اون اسماء سے بحث کرتا ہے جس کی جنس کی تمیز صرف محاورہ پر ہے اس میں نظائر بریل اور عمدہ منتخب ہوئی ہیں اور اکثر کر کے نسخہ و آتش اور مومن وغالب سے لی گئی ہیں جو نہایت نامور شعرا لکھنؤ اور دہلی کے ہیں مگر خود یہ زبان اردو کی کلین بھی باہم بعض اہل علم کی جنس میں اختلافات کھنڈ ہیں مثلاً بلبل و نقاب وغیرہ ان کو مصنف نے مناسب نظائر دیکر بہار ہے۔

یہ رسالہ ہندیت جانکاہی سے تیار کیا گیا ہے اگرچہ عملاً کارآمد کم ہے۔ ان کتب خانجات مدارس کے لئے ایک قیمتی انوائس ہو سکتا ہے۔

یہ تحریر بادب تمام خدمت ناظم صاحب تعلیمات ملک متوسط پنجاب نشان ۲۷ ۸۷ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۸۷۸ء

گزارنی جاتی ہے۔ دستخط۔ سید ابوالحسن۔ مدرس فارسی۔ ہی اسکول بل پور

نمبر ۱۶۴

روز ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام مدرسہ کلکتہ

منجانب سچ - بلاکمن سکریٹری ایم۔ اے

مہتمم مدرسہ کلکتہ

خدمت ناظم تعلیمات

منجانب آپ کے سرکاری مراسلہ نشان ۲۰۰۷ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۹۶ء کے جواب میں عرض نیاز یہ کہ کتاب
 "طریقہ مصنف کی ادا کا یہ ہوگا کہ چند نسخے فرغ کر کے ۳۰ جلدیں بجا و تقسیم ہر مدرسہ دینی اسکول
 کو ایک جس خرید لی جائیں سرکار تو اس کی چھپائی اپنے ذمہ نہیں لے سکتی۔ خود مصنف کو اس کا طبع
 کرنا چاہیے تا متعدد مقامات کے وزن و قافیہ کی غلطیوں کی صحت کا اطمینان حاصل ہو۔ مطبع
 عبد الرحمن واقع کانپور سے مصنف خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ مجھے جہاں تک علم ہے مطبع
 ناریت عمدہ ہے۔

آپ کا خادم

سچ - بلاکمن مہتمم

نمبر ۲۲۵

نقل بذات خدمت افسر منصرم کارریڈ ٹرنسلی حیدر آباد بغرض اطلاع و جواب نشان ۳۶ مورخہ ۶ مارچ
 سال ۱۳۱۱ و بکاش کہ میں ۳ نسخے بقیہ مناسب خریدنے کو مستعد ہوں۔
 دستخط۔ اے ڈبلو۔ گیت

منصرم ناظم تعلیمات

EDUCATIONAL DEPARTMENT.

No. 8658.

om,

The Inspector General of Education.

Central Province.

Zahir-ud-din Ahmad Khan, Sahib Bahadur,

Hyderabad (Deccan).

Dated 9th October 1878.

I am much obliged to you for your treatise on Masculine and minine Nouns in Urdu. We have so few Urdu learners in these Provinces that I regret I can take no copies, I have sent your book for review to a competent scholar.

I have &c.

(Signed) C. A. R. BROWNING, M. A.,

Inspector General of Education

Central Provinces.

No. 88.

Allahabad, 21st October 1878.

To Nawab Zahiruddin Ahmad Khan Bahadur.

Sir,—I have the honor to acknowledge the receipt on the 5th October 1878 of your Urdu Grammar, regarding the distinction of genders.

I have read the whole Book and it has given me a great amount of pleasure. It has indeed been neatly got up and shows that its author has taken great pains, and that he has attained a high degree of proficiency.

I have to apprise you that at present the Educational Department does not stand in need of purchasing any new books, and your Manual is therefore returned with sincere and hearty thanks.

I have, &c.

(Signed) R. T. W. GRIFFITH,

Inspector General of Education,

North West Provinces and Oudh.

DEPOT.

No. 472 of 1878-79.

From,

THE DIRECTOR

OF PUBLIC INSTRUCTION,

Hyderabad Assigned Districts,

To

Nawab Zahiruddin Ahmad Khan Bahadur, Hyderabad.

Dated Akola, 30th October 1878.

Sir,

With reference to your letter dated the 5th Instant I have honour to state that your Urdu grammar entitled "Do Paikar" has entered in the List of Prize books and that some copies of it will be ts for Prizes for the year 1879-80, the books for the current year having been purchased.

I have the honor to be,

Sir,

Your most obedient servant,

(Signed) NARAYAN B. DANDKAR,

Director of Public Instruction,

Hyderabad Assigned District.

EDUCATIONAL DEPARTMENT.

No. 9012.

From,

The Inspector General of Education,

Central Provinces.

To,

Mr. Zahir-ud-din Ahmad, Khan Bahadur

Hyderabad (Deccan)

Dated 19th October 1878.

Sir,

I enclose a critique on your book. The criticism is favourable. Please send me four copies and a bill for all five copies, including the originally sent.

I have, &c.

(Signed) C. A. R. BROWNING, M. A.

Inspector General of Education,

Central Provinces.

DO PAIKAR.

I have read through this interesting pamphlet. It greatly amused me. It treats of those nouns, the determination of whose gender depends altogether upon usage. The quotations are appropriate and well selected. They are taken generally from *Nasikh* and *Atish*, Momin and Ghalib, the most eminent poets of Lucknow and Delhi. But these manufactories of the Urdu language themselves differ as to the gender of certain nouns as ببل "nightingale" نقاب "veil" and many others. These the author has supported by appropriate quotations.

The treatise seems to be of little practical value, though very elaborately executed. It may form a valuable addition to school libraries.

Respectfully submitted to the Inspector General of Education, Central Province, with reference to his No. 8727, dated 10th instant.

(Signed) S. ABUL HUSSAN
Persian Teacher High School,
Jubulpore.

No. 1649.

From,

H. BLOCHMAN, Esq. M. A
Principal Calcutta Madrasah.

To,

The Director of Public Instruction
Calcutta Madrasah, 24th April 1877.

Sir,

In reply to your Office Memo No. 2007, of the 14th instant, I beg to inform you that the best way of assisting the author is to subscribe for a certain number of copies (say 30) for distribution among the Madrasahs, High schools and colleges. The Government cannot undertake the printing of the work; it is necessary that the author should see it through the press himself, in order to ensure the correctness of the numerous metrical passages. The author might apply to the manager of Abdurrahman's Lithographic Press at Khanpur (Cawnpore) to lithograph the work. This press is the best that is known to me.

I have &c.
(Signed) H. BLOCHMAN,
Principal.

No- 2255.

Copy forwarded to the Officer in charge of the Hyderabad Residency for information, with reference to his letter No. 46-P., dated the 6th. Instant, with an intimation that I am willing to subscribe for 30 copies of the work at a moderate price.

Fort William,	}	(Signed) A. W. GUIT,
The 26th. April 1877.		Officiating Director of Public Instruction.

Translation of the Preface written by the very Reverend
Mowiana Mowlavi Zhuja-at Husain Sahib.
DO PAIKAR.

The above work is designed to supply a want which has long been felt by those who have the care of the youth of both sexes. An extended work showing the general usages of the Urdu language to be presented to the attention of the young during those years which are assigned to scholastic instruction is a task which has never before been undertaken by any person. Yet it is of no small importance that they should acquire a relish for such study as will lead them in the maturity of their faculties to desire the highest advantage from the author's production. In this point of view the grammatical works in general use in schools exhibit some cardinal faults and difficulties. They contain rules on Syntax and Etymology framed by a variety of authors whose invention could not be perused by the youth of either sex without serious damage to the purity of their style. In addition to this the tendency of the selections thickly scattered over many of our school grammars is not only not in harmony with, but is in some respects hostile to the more enlightened spirit of the present age. The volume now submitted to public patronage aims to produce an entirely opposite effect. Its design is to bring before the minds of the young the highest accuracy of the language of our country. It has been compiled and written in the hope of attaching them to those principles which good and wise guardians would desire that their proteges should imbibe.

The volume before us can fairly claim to have been compiled with diligence, care and good sense and contains very choice selections, these qualities are sufficient to make a book valuable and at the same time readable. Such proprieties are rarely found in modern books. The rules and examples with which the author furnishes us must still, we apprehend, be considered as so

nuch raw material. It will be highly useful to drop the metaphor. I am afraid that this work will be less acceptable to those who read for the sake of reading than to those who read in order to speak and write the Urdu language with accuracy. We think the literary men of Lucknow and Delhi will be chagrined on perusing this volume compiled by a Madrassah noted for the purity and elegance of its style

**Extract Translation from an Article which appeared in
the Nusrathul Akhbar No. 22. Vol. 6.**

DO PAIKAR

1st. August 1881.

Our learned friend Nawab Zahir-ud-din Ahmad Khan Bahadur has undertaken the difficult task of compiling and composing an Urdu Grammar. The subject matter of his manual is the distinction of gender. It contains several exceptional rules and numerous illustrations with copious notes. The book has been received by the Urdu knowing public at large with the greatest pleasure, for it is more advantageous to young students, who have been endeavouring to knock at the doors of the India universities, and it is also serviceable to other young, intelligent and deeply interested, and highly educated minds of this vast peninsula. Copies of the same book have been forwarded to the constituted educational authorities of Bengal and other Sister Presidencies. The author expecting that his manual would be introduced into several higher and middle class institutions; and we learn that the Director of Public Instruction in Bengal has kindly given the manual a place in the curriculum of studies for the Government schools throughout that Presidency. We hope that similar steps will also be taken by the authorities of the Sister Presidencies.

JURREEDAI ROZGAR No. 39 Vol. 4

Dated 15th. October 1878.

A certain gentleman of high reputation in letters had often endeavoured and tried to the best of his knowledge to prepare an Urdu Grammar, but time and circumstances permitted him not to gain his object in view. But our learned friend Nawab Moulvie Zahir-ud-din Ahmad Khan Bahadur, son of the very Reverend Nawab Moulvie Khir-ud-din Khan Bahadur Mahmud Jung has brought out a work of mental labour on the same subject with numerous exceptional rules, and innumerable illustrations with copious notes. The manual treats mostly of the distinction of the gender, which part of speech generally perplexes the minds of young students

and tyros in Urdu. This *vademecum* has surely earned for him a high literary reputation and has placed him in the most conspicuous position among the Urdu scholars of his age.

The book is excellently got up and is written in such a highly practical style that the best Urdu Poets of the middle ages like Zulfur, Momin, Nasikh and Aabad might envy his position. Our young author has immortalized his name and rendered himself famous not only among his contemporaries, but to ages yet unborn; even among wit, humour, literary taste and high and noble sentiments appear in the work. We sincerely pray for his success in all similar undertakings for the benefit of young Urdu students and the Public at large.

“Honor and Shame from no condition rise,
Act well your part,—there all the honor lies.”

In the path of life each should follow the bent of his own genius
so far as it is innocent.

KASHFUL-AKHBAR BOMBAY, No. 42, Vol. 26.

THURSDAY, 14th. August 1879.

We have to acknowledge, with thanks, the receipt by post, of a Work entitled “Do paikar,” compiled by Zahir-ud-din Ahmad Khan Bahadur and published with the approval of the Director of Public Instruction, Calcutta. The appearance of a work, so original in its conception, and so ingeniously and carefully elaborated, requires no comment. We confess our inability to do it full justice, by pointing out its various merits. The learned author has spared no pains to make the work exhaustive. His selection of 1,500 words, to show the distinction of gender in Urdu, a subject always difficult for the learner to master, speaks not only for his patience and industry, but also for his intimate acquaintance with Urdu literature. The Student of Urdu Grammar will, if he exercises ordinary perseverance, in a short time, find his mind stored with quotations and apt sayings from various authors, with which the work is enriched, illustrative of the distinction of gender in Urdu. The advantage to be derived from such illustrations is that the young mind acquires a foretaste for literature, which it cannot fail to seek to satisfy in time. The author, we are glad to see, had carefully tested the practical usefulness of his brochure before he ventured to launch it on the great ocean of literature. We have little hesitation in saying that posterity will remember with gratitude an author who has contributed to facilitate the study of Urdu Grammar; and we have every hope that the “Do Paikar” will soon acquire an extensive popularity and become a class book wherever the Urdu tongue is spoken.



حامد اومصلیاً و مسلماً

الحمد لله والمنة کہ اس رسالہ کے دوبارہ طبع کی بھی نوبت آئی۔ پہلے پہلے تو قوم بلکہ اہل علم کی بے قدری نے اسے عزت گزین ہی بنا رکھا تھا مگر جیسے عادت دنیا پر بیس بائیس سال گزرنے کے بعد اب اس کی مانگ ہونے لگی ہے اور بہت سے خطوط اس کی طلب میں مصنف کے پاس آئے ہوئے ہیں حال یہ کہ کوئی نسخہ باقی نہ رہا لہذا اسے نظر ثانی کر کے چھپوانا لازم آیا۔

جس کسی نے اس کا نسخہ طبع اول دیکھا ہو گا وہ اب یہ نسخہ دیکھ کر کہہ ڈھینگا کہ یہ بالکل جدا کتاب ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے بہت باریکی سے اس میں نظر کی ہے اور نصف سے زیادہ کو بدل دیا ہے اور بہت سے نواید تحقیقات کے ساتھ بڑھا ہے میں جس سے سچ مچ اس کی اگلی صورت اور حیثیت ہی بدل گئے ہے اور بیچ قریب دو گے ہو گیا ہے۔

یہ بات مخفی نہیں کہ دنیا میں مثنیٰ زبانیں ہیں اور ان کی روانی اور سیاق پر سے

پتہ لگ جاتا ہے کہ بانیِ اول نے کس ضابطہ پر اس کی بنا رکھی ہے کہ نہ کہ اہل زبان بے خواستہ اسی
 ایک طریقہ پر اپنے مفردات و مرکبات اور جملوں کو استعمال کئے جاتے ہیں قواعد کسی بھی
 زبان کے سابق سے نہیں لکھے گئے بلکہ اسی طرزِ تشکیلیں سے بعد کو بہت آسانی کے
 ساتھ قواعد مرتب ہوتے گئے ہیں اور یہ بھی مخفی نہیں کہ عوام کسی کسی موقع پر جامے
 سے دور جا پڑے ہیں تو وقت انضباط قواعد خواص کی خرابیوں اور تقریروں پر سے
 صحت کر لی گئی ہے اور بعض وقت امتداد زمانہ اور کثرت استعمال کے باعث یا جیسے عادت
 شعراے اہل ہند ہے بے پرواہی یا رعایت شعر کے لئے مثلاً مونث کو مذکر یا ادوس
 کے برعکس باندھ دینے سے ایسے مستند اہلِ لسانوں میں بھی اختلاف آن پڑا ہے
 مگر جب دونوں ہی بیاہرِ مسلم ہوئے ہیں تو خواہ مستثنیات میں یا ذوجتین کے طور پر کلیہ
 بنا دیا گیا ہے اور اسی کے ماننے پر سب عام و خاص مجبور ہوئے ہیں۔ لیکن میں اپنے
 ناظرین سے معافی چاہ کر یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ ہندوستان اس قاعدہ واجب التعمیل
 سے بے بہرہ ہے۔ یہاں ہر شخص جو دریاے جہنا کے پار یا حد و داری ملک و کن سے
 شمال جانب کا رہنے والا ہے خواہ وہ کسی بھی پایہ کا کیون نہ ہو اہلِ لسان ہے اور یہ خرابی
 زیادہ تر اس وجہ سے پڑی ہوئی ہے کہ یہاں کے افرجہ میں تقلیدِ پند ایک کتاب میں نے
 لکھی جس استاد مان لیا گیا۔ دوسرے نے میری زبان سے بدل کر کوئی عبارت گڑھی
 اور وہ متوطن ملک شمال ہے تو وہی میرا بھی استاد مسلم ہوا پھر یہ تمیز نہیں کہ ہمیں کاروبار
 دنیاوی میں کس کے مقلد ہونا چاہیے علمی مسائل میں کس کی اتباع مناسب ہے دینی امور
 میں کس مطاع بھین اور کس فن کا کون سند مانا جائے۔ بلکہ میں افسوس کے ساتھ
 کہتا ہوں کہ کوئی صاحبِ سخن کسی حکومت پر سے ایک فاش غلط فقرہ بھی کہہ چھین

توان کے زیر دست اوسی کو دجی سمجھ لیتے ہیں اور رفتہ رفتہ ملک بھر میں اوسی کا رواج ہو جاتا ہے۔ ہمارے محاورہ میں یہ جملہ یعنی پتا چلتا ہے کبھی نہ تھا بلکہ اس کے عوض پتا لگتا ہے مستعمل تھا ایک صاحب حکومت نے میرے ہی دربار کو کہہ دیا کہ قلان کا راول کا پتا نہیں چلتا بس اون کے ایک ماتحت نے فوراً ہی یہ جملہ اپنے مراسلہ میں لکھ مارا اور اب ملک بھر میں یہی محاورہ ہے اور سابق کا محاورہ کم ہو چلا یعنی بہت تھوڑے عرصے میں کم ہو جا گیا یہی حال معلوم دنیا کا ہوا ہے حالانکہ لفظ معلوم اسم مفعول ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ لفظ ہونا سوزن ہو گا نہ لفظ دینا۔

میرے استاد مرحوم مغفور مولوی شجاعت حسین صاحب بولائی فرماتے تھے کہ ایک وقت اونھوں نے ایک حاکم کی عبارت میں وقتاً فوقتاً گو کاٹ کر وقتاً فوقتاً بنا دیا حاکم موصوف بہت خفا ہوئے کہ ایک فصیح محاورے کو تم نے کاٹ دیا۔ اب عربی دان انصاف فرما سکتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً کس قدر لغوی ہے۔

بعض وقت ایسی غلطیوں کے دو فرقی اور دو راہیں ہو جاتی ہیں اور اگر وہ غلطی کرنے والا مقبول عام ہے یا اسے قبول کرنے والے تعداد اور قوت میں بڑھ کر ہیں تو عموماً اس کی غلطی فصیح ترین شمار ہونے لگتی ہے جیسا سی اور اس کے دراصل صحیح اور راست تھے اور اب بولین مستعمل ہیں۔

تقلید کی یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ منے بے منے بھی الفاظ مستعمل ہو جاتے ہیں چنانچہ انگریزی میں لکھتے ہیں ایٹ سیٹر ایٹ سیٹر اور چونکہ اس کے اصل معنی وغیرہ کے لئے گئے ہیں اور وہیں لکھنے لگے وغیرہ وغیرہ حالانکہ لفظی منے کے لحاظ سے ایٹ سیٹر کے منے ہیں اس کے سوا اور بھی اور وغیرہ کے منے ہیں اس کے سوا

جو کچھ ہو جیسا اس شعر میں لفظ ورائے کے معنی ہیں ناسخ و رائے ابو الفتح سلطان غازی
 فدائے ابو الفتح سلطان غازی + پس ایٹ سیٹر حاوی ہر جامع دماغ نہیں اوس کی تکرار ممکن
 ہو بہر خلاف لفظ وغیرہ کے۔ قطع نظر اس کے وغیرہ کا شنیدہ اور وغیرہ کی جمع بھی ہوتی ہو بہر خلاف
 ایٹ سیٹر کے جیسا وغیرہ اور وغیرہ ہم پس اگر وغیرہ کی تکرار جائز ہو تو وغیرہ اور وغیرہ ہم
 وغیرہ ہم بھی کتنا جائز ہوگا۔

جس تقلید کی بہن شکایت ہو ادسین ایک رسم الخط کی بھی تقلید ہو۔ ایک اہل شمال
 نے محقات سے کہہا کہ برہان کوئی بھی صحیح املا لکھنے والا نہیں مٹا۔ لفظ تک کو ایک مرکز
 بڑھا کر تک لکھا کرتے ہیں مین کسی سے کتابت نہیں کر سکتا۔ یعنی اون کے پاس صرف
 لفظ تک کا املا غلط کرنے سے کل دکھنی ناخواندہ تھے حالانکہ خود صاحب ممدوح لفظ مفرد
 کے ٹکڑے اور ابا کرتے تھے چنانچہ کر لگا کو لکھتے تھے کہے گا اور یہ رسم اب عالمگیر بھی
 ہو چکی ہے۔

رسم الخط کا قاعدہ یہ ہو کہ ایسا لفظ منقطع کر کے نہ لکھا جائے جس کے اجزاء بالذات
 معنی نہیں کر سکتے اور ایسے اجزاء متصل نہ لکھے جائیں جو علیحدہ معنی کر سکتے ہیں مثلاً کیجیگا
 اور کر لگا دونوں لفظ مفرد غیر منقسم ہیں پہلے مین کان الف امر کے ساتھ ادب مخاطب ظاہر
 کرنے کے لئے متصل ہو اور دوسرے مین بطور علامت مستقبل کے اور یہ دونوں متصل
 معنی نہیں کرتے اس واسطے اپنے جزو املا یعنی خاص فعل سے منقطع و منفصل نہیں
 ہو سکتے پھر کیجئے اور گا اور کرے اور گا کس طرح جدا کر کے لکھے جاسکتے ہیں برخلاف
 اس کے لفظ نے ایسی علامت ہو جو بالذات با معنی ہو جیسا اوس کے خاص بیان مین
 مذکور ہوگا پھر سینے اور تنے مار کر لکھنا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مین اور کے اور کر

اور کو اور سے اور کا وغیرہ علامتوں کو لفظ اصل کے ساتھ ملا دیتے ہیں چنانچہ حالتین
 اسکیرا سٹے۔ لیکے۔ دیکھکر۔ کیونکر۔ ٹھکر۔ ہمسے۔ اسکا وغیرہ اور اس سے بڑھ کر دو یا
 تین جدا مستقل لفظوں کا ملا دینا ہی مثلاً فیصد رحبت۔ ضلع مراد آباد۔ پانیوالا۔ بیوجہ۔ نکجاے
 رکھلیگی۔ لگیا۔ بھیجہ بجائیگی۔ جسطرح۔ انک۔ جبکہ۔ وغیرہ۔ جس سے بعض صورتوں
 میں تو معنی ہی خط ہو جاتا ہے مثلاً دے جائیں (جمع مذکر) کو دے جائیں لکھتے ہیں جس
 سے وہ لفظ جمع مونث ہو جاتا ہے۔ ہاں ایسے لفظوں کا املا کر لکھنا ضرور ہے جو مرکب ہو کر شل
 مفرد کے معنی کرتے اور مستقل ہوتے ہیں جیسے علیحدہ۔ عالمگیر۔ باہد گیر۔ چپا یہ وغیرہ
فارسی وغیرہ کے املا کو لگا کر نا بھی ایک نامحذوبات ہے۔ چنانچہ فارسی میں ذال
 ننہین ہر کچھ کا ذر اور گذر اور گذارشش وغیرہ ذال سے غلط ہے۔ سمنش لفظ انگریزی
 ہو اور انگریزی میں حرف (ث) ننہین ہر مگر اہل شمال اسے ث سے لکھتے ہیں۔ لفظ
 و تیرہ اور تو تیا تیا سے قرشت سے ہے اور کو طے حطی سے لکھنا خطا ہے۔ اور
 اور بہت سے الفاظ عربی کی ناقابلیت کے باعث محرف اور ساختہ کر دئے گئے ہیں اور
 اسی بے علمی سے ناخواندہ جاہلون میں ایسے جھگڑے برپا ہو گئے ہیں کہ بعض نیم ملا
 ان کے رفع کرنے کی غرض سے اس کوشش میں پڑے ہوئے ہیں کہ املا ہی کا
 امتیاز اٹھادیا جائے۔ مصالح ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ایسی چیزیں جو درستی
 کے لئے استعمال میں آتی ہیں مثلاً سالن اور بان کو خوش مزہ اور خوشبو کرنے کی شیا۔
 یا عمارت میں استحکام پیدا کرنے والے اسباب و سامان مگر سالہ سین دہاکے ہوز سے
 مستعمل ہو رہا ہے۔ ایسا ہی لفظ شل پر بحث ہونی لگی ہے اور بعض دکھنی بھی باتباع اہل شمال
 مسل سین سے لکھنے لگے ہیں اور حجت یہ لاتے ہیں کہ یہ سلسلہ سے مشتق ہے چنانچہ

ایک مالدار ذی وقار کی زبان یہ توجیہ سن کر مجھ سے نہ رہا گیا بے اختیار کہہ اٹھا کہ اب معلوم ہوا کہ رباعی سے ثلاثی پیدا ہوتا ہے اسی طرح لفظ مقطوعہ عربی ہے یعنی ایک حصہ زمین کا جو کسی بڑے قطعہ سے قطع کر کے علیحدہ کیا گیا ہو مگر جن بیچاروں نے یہ لفظ عربی سنا ہی نہ تھا اخباروں تک میں ہنسی اڑائی اور اپنی ہی جہالت کا ثبوت دیا۔ کسرات سین سے اجڑاے ادون کو کہتے ہیں اور کثرات ثاے مثلاً سے زیادہ کے معنی پڑتا ہے پس حسابات میں کسرات نہ پائی سین سے چاہیے نہ ث سے۔ اسی طرح عربی مذکر الفاظ کو ی لگا کر مونث بنا دیتے ہیں چنانچہ منتظاری۔ اضطرابی۔ انگساری۔ تساہلی۔ تنافلی۔ تقرری۔ تبدلی۔ تبدیلی۔ وغیرہ۔ اور کبھی فارسی میں بھی ایک سی زائد کر دی جاتی ہے جیسے دیری۔ مبارکبادی پرورش وغیرہ۔

وتیسرہ باطنی سیاق زبان یعنی وہ آہ اور زبان کی رو جو ثابت کرتی ہے کہ وضع نے کس قاعدہ و اصول پر اسے ڈھالا ہے صاف بتاتی ہے کہ جس لفظ کے حرف اخیر کے ماقبل یا اے معروف ہو وہ مونث ہونا چاہیے اسی بنا پر جتنے لفظ تفعیل کے وزن پر آتے ہیں سب مونث ہوتے ہیں مگر اس میں سے خاص کر ایک لفظ تعویذ کیون مذکر ٹھہر گیا اور دکن والے اصلی قاعدہ کی پابندی پر اسے مونث باندھیں تو میسوب کیون ہوا ایسا ہی تیرا و رگیت باجوڑ حرف اخیر کے ماقبل یا اے معروف ہونے کے شمال میں مذکر باندھے جاتے ہیں۔ تو دکن میں سب کا مذکر باندھنا کیون نہیں معفو عنہ سمجھا جاتا۔ اسی طرح قاعدہ بتاتا ہے کہ جو لفظ الف و ہا میں ختم ہو مونث ہے جیسے آہ۔ باہ۔ کاہ۔ تھاہ۔ وغیرہ حتیٰ کہ چاہ بعض محبت بھی مونث ہے مگر چاہ بھنی کنواں کیون مذکر ٹھہرا چنانچہ آتش جان شیرین سے بھرے دلی کو تمنا ہے یہی + لب شیرین کے عوض چاہ دن خداں تیرا +

محاورہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر ملک کی خصوصیات کو ظاہر کرتا ہے۔ بعض الفاظ بعض
 قوموں کے سیل جہل یا بعض عادتوں اور حادثوں کی وجہ سے کسی خاص ملک میں پیدا
 ہو جاتے ہیں جو دوسرے ملک میں نہیں ہوتے بلکہ وہاں اسی غرض کے پورا کرنے
 کو دوسرے ہی الفاظ ہوتے ہیں مثلاً یہاں ٹپہ وہاں ڈاک یہاں کرہوڑ گری وہاں پڑ
 یہاں پن وہاں لگان یہاں جام وہاں امرود یہاں سیتا پھل وہاں شرفہ بہان پانی
 وہاں ارٹہ خربزہ یہاں بٹانا وہاں مٹرا سی پھل سے نیلام ایک لفظ ہے جو ہندی ہونے اور
 انگریز حاکموں نے خداجا نے کمان سے اسے لاکر شمال ہند میں چھوڑ دیا اس کی
 جگہ پر یہاں لفظ ہراج متعل ہوا۔ پس میں نہیں جانتا کہ ہراج کے بولنے والے نیلام پرانا
 نیلام کے لکھنے والے ہراج پر کیوں نہیں اڑا میں چنانچہ اسی طرح شیکرا زبان
 اردی کا اور جھٹکا ہندی لفظ ہے اور یہ دونوں جلدی کے معنے رکھتے ہیں اور مدراس وغیرہ
 سے یہاں اگر دو قسم کی گاڑیوں کے معنے پر متعل ہو گئے ہیں۔ اور لفظ ڈا بمعنی ریل
 کی ایک گاڑی کے کہیں سے آیا ہے۔ اور اسی طرح آلو کو کہیں میں چونکہ انگریز لائے ہیں
 وہاں اسے بٹاتے بولتے ہیں جو لفظ پوٹیکو کا بگڑا ہوا تلفظ ہے اور ایسا ہی ایک قلمی
 آم ہوتا ہے جو حیدرآباد میں گوٹے آیا ہے یہاں اس کا نام گو دا بندر ہے اور مدراس میں وہ
 پیٹرینڈ کہلاتا ہے کیونکہ مٹر پٹرنے وہاں اسے رواج دیا۔ غرض ایسا ہی کھانا اس غذ کو
 کہتے ہیں جو معمولاً بیٹ بھرنے کے لئے استعمال میں آتی ہے جس چونکہ دکن میں چانول
 معمولی غذا ہے اور روٹی شاذ اور کمتر کھائی جاتی ہے اس لئے کھانا پکے ہوئے چانولوں کو
 بولتے ہیں روٹی کو نہیں کہتے اور پکے اور کچے چانولوں کی تمیز کے واسطے خشکا اور
 چانول دو جدا لفظ متعل ہیں اور اگر خشکے کو چانول کہہ دیجئے تو ہنستے ہیں پس اس شمال کا

لفظ کھانا پر نہ بتایا کہ ہے اور کچے و دونوں کو چانول بولنا کیون کر جایز ہو سکتا ہے وہ چاہیں روٹی کو یہ وجہ ان کی معمولی غذا ہونے کے کھانا کہہ لیں۔ ہم اون پر نہ منینگے۔

ایسا ہی لفظ تقصیر ہو جو یوں مثلاً استعمال ہوتا ہے تقصیر آپ ہی فرمایا کہ میں نے کیا عرض کیا تھا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تقصیر معاف آپ ہی فرمایا کہ میں نے کیا عرض کیا تھا۔ پس اگر یوں تقصیر بولنا تصور ہے تو دہلی میں بادشاہ کو کرات کیون کہتے تھے اور سالم ہندوستان بھر میں تقصیر کے مقام پر حضور کیون مستعمل ہے۔ اس کے تو معنی سامنے کے ہیں یہی حال تسلیم اور تسلیمات اور آداب کا ہے۔ کیا جناب اور صاحب کے اصل معنی وہی ہیں جن معنوں پر ہم انھیں استعمال کرتے ہیں۔ پھر کیون نہ ہر لفظ پر ہم اپنے ہی آپ پر نہیں لیں۔

ایسا ہی بہت سے محاورے اہل شمال خود استعمال کرتے ہیں مگر ہم کو اس کے مجاز نہیں سمجھتے چنانچہ دلی کی بیگم کی زبان میں ہے ہم سار کی غریبوں کو کون بوجھتا ہے ملاحظہ ہو انشاء ہادی النساء مگر کسی دکنی کی زبان سے لفظ سار کا یا سار کا نقل جانا قابل مضحکہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی لفظ آسرا۔ وزیر زور زور بازو سے جو ان آسرا ہے ہیر کا + دیکھ لو دست کمال میں بھی عصا ہے تر کا + آور دھاگا۔ ایضا کوئی زنا رہنہتے ہیں ہم بہت عبت دھاگے دیا کرتے ہیں + اور کتنا رند لرزایہ اضطراب سے میرے مرامز + ہر گ لوج اپنی جگہ سے سرک گیا + آور ننھا اور ننھی وغیرہ جان جی سے بھانے ہیں مجھے باجی تمھارے ہاتھ پاؤں + گورے گورے ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤں + رنگیں آنری ہے چار شنبہ چل دوادان جس جگہ + مشکنا سا باغ ہو اور ننھی ننھی کیاریان + اور جتن جاننگوڑی بھٹیاں ایسی ہی یہ ہوتی ہیں + کسی جتن

سے پکا و لعاب رہتا ہے نہ اور کاٹھنا اور ناٹھنا وغیرہ دیکھو فرہنگ آصفیہ صفحہ (۲۷ و ۵۵ جلد دوم)
ہاں بے شک محاوروں اور اصطلاحوں کے اختلاف سے یہ الفاظ ہمارے ہاں کسی قدر
وسعت معنی کے ساتھ متعل ہوتے ہیں جس طرح آپ کے ہاں لفظ کھانا کہ کھیلنا کا
متعدی بھی رہی ہے اور کھانا کا متعدی بہ دو مفعول بھی رہی حالانکہ صورت اول میں بالکسر ہوتا
اور شق ثانی میں بالفتح۔ اسی طرح جیسا شمالی حصہ ہند میں پوربی پنجابی وغیرہ الفاظ اور محاور
مخلوط ہو گئے ہیں اور معیوب نہیں سمجھے جاتے یہاں بھی اختلاط اقوام جیسا کہ واسطہ
متنوعہ سے بعض غیر زبان کے الفاظ زبان پر چڑھ گئے ہیں اور یہ خلاف داب و شان و
عادت اہل لسان نہیں ہے۔ مگر بمعنی نہیں چاہیے اور ہو بمعنی ہاں اور پتر تا بمعنی چھٹنا
گٹھنا یا کڑا جانا اور ہلو بمعنی آہستہ مہی لفظ ہیں جو کن والوں کی زبان میں آمیزش
ہا گئے ہیں یہ اگر گناہ ہے تو سرت اور جیوڑا اور جیٹرا اور دھرن بمعنی رجم یا بچہ دان اور سٹھنی
یعنی وہ گالی جو شادیوں میں ایک سہمن کے جانب سے دوسری کو ستائی جاتی ہے اور
اور بت سے ایسے الفاظ کیوں دہلی میں متعل ہیں چنانچہ رنگین گانا تو نہیں آنا بھلائی
جون جی اپنا + ہون لئے سے نہ میں واقف ہے مگر نہ کچھ سرکی + جہان کبھی
نہ جھوٹھوں بھی آکے پوچھا کہ تیرے جوڑے کا حال کیا ہے + یہی تھے افراد تو نے
جس دم کو اچھل تھام اوتا را + سوڑ جوڑ تاہن تو آتسو پونچھ کر کتا ہے پس ست رو + تراول
پاس میرے ہے تو کیوں جوڑا کرکھتا ہے + جہان دانائی یہ کیسی ہے لی عاقلہ خیلہ ہیں + نادان
کے جیٹرے گالی جان خدا حافظ + ایضاً دان کیا پیٹ رہا + سوکھو بیل پانی + جب
ہر ہا ہو گیا اکدم میں دھرن سے باہر + انشا سٹھنی کی عوض تو نے جو تیار کی گالی
گالی پر وہ کچھ اور ہی اس کی گالی + اور الفاظ انگریزی کر یہ تلفظی سے اور غلط موقع پر

معنی یہ لفظ
پنجابی و کچھ
رنگ آصفیہ ۱۱

کیون استعمال کئے جاتے ہیں چنانچہ کیا پٹن کا کپتان کرنل کارنیل بروزن سدریل اور
 کیا سٹر کا کنٹر اور پٹن کا بوتام اور کیا سب کا کپو اور بائل کا بوتل اور ریفیل کارفل اور گراس
 کٹر کا گراس کٹ اور کیا بیج کا کوئی اور کارک کا کاک اور آئڈ کا اینڈ اور اسکول کا سیکول
 اور اسٹیشن کا سٹیشن وغیرہ چنانچہ ظفر جو وہ آراستہ کرتے ہیں پلٹن اپنی فرکان
 کی + تو ناز و غمزہ کو کپتان اور کرنل کرتے ہیں + رمد عوض ساغرئے دیتا ہر خالی کنٹر +
 مین تو بکامیر اساقی بھی برابر بکنا + ایضاً محتب کچھ نور ہے چشم مروت مجھ سے +
 ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے + آتش اتنی شکار گاہ جہان مین ہر
 آرزو + مین سامنے ہوں اور تمھارا رفل چلے + سہ بھی جانے دیجئے رہائش کو نسا
 لفظ ہر آرو کا مصدر رہنا اور فارسی کا شین حال بالمصدر دونوں لنگا جتنی - اور ادائی کی جگہ
 ادائی اور رستی کے عوض درستی اور تنازع کی جگہ پر تازہ اور موقع کی عوض موقعہ کیون
 پھر مین جو دودھ مین دیا جاتا ہر تا وہ جم کر دہی مین جاوے صان مین کیون کر ہو گیا لفظ صان
 ہندوستان مین داخل ہونے سے پیشتر سے دہی مین رہا ہر اوس وقت کو نسا
 لفظ اس معنی سے متعل تھا خیر اوتنے دور کیون جاوے مین بائیس سال سے جو صان
 کا استعمال شروع ہوا ہر اوس کے آگے بتا دیا جاوے کہ دودھ اور دہی کا صان کون تھا
 اور اسی کے قریب لفظ سن جو ہر نیسے ٹھنڈھا پانی جو گرم پانی مین ملا کر سمو تے یعنی معتدل
 بناتے ہیں وہ کیون نہیں بدل دیا گیا کیونکہ وہ بھی اسی طرح کا صان ہر جیسا دہی کا جن ہر
 آد ملائی بالائی کیسے بن گئی فارسی مین تو اسے سر شیر کہتے ہیں لفظ تب کی جگہ جب اور اگرچہ
 کے عوض اگر چیکہ اور دودھ اور سامنے باہے مخلوط کو بدل کر دودھ اور سامنے بلا ہا
 غلط عوام اہل ہند - اور دودھ کھانا ایک یا محاورہ اس خوف سے بنا ہر کہ دودھ پینا

رضاعت کے معنے پر بھی متعلیٰ ہوتا ہے کہ مین کوئی دکھنی انہیں دودھ پتیا بچہ نہ کھدے۔
 پھر تو بہت سے محاورے ذومعنے ہوتے ہیں جیسے اٹھا دینا خشکہ کھانا کدو لینا
 وغیرہ کیا وہ سب ترک کر دئے جائیگے۔ ایسے محاورے ہر زبان میں ہوتے ہیں
 کوئی کہانٹک یہ کام کر سیکے گا اسی طرح ہند میں متعلیٰ محاورے علیٰ الدوام ترک ہوتے
 رہتے ہیں ہم اس پر مجبور کیوں گردانے جائیں کہ فوراً ہم بھی اوس کی اتباع کریں۔ ہم کہیں
 نہ لفظ جھاڑ کا استعمال کریں جب آپ خود جھاڑی اور بلور کا جھاڑ لکھا کرتے ہیں اُردو لفظ
 کے ہوتے فارسی کو ترجیح بلا مرجح کیوں۔ بتلانا۔ دکھلانا ملک ہینگا رہوے مت اور مضر
 بود و محسول مثل کرد اور کھاو کے اور ہو کی جگہ ہووے اور لاین اور لین کی جاپر لاین اور لیون۔
 اور کر رہا ہو کے عوض کوئے ہو غرض بہت سارے الفاظ جو آج متروک ہیں مومن وغالب و اسیر
 تک کی زبان میں موجود تھے ایسا ہی لفظ تین بھی قریب کے زمانہ تک کمالی محاورہ رہا ہے پس
 یہ نا انصافی ہے کہ چند شاعر ان ہند اپنے ہی اسنادوں کے محاوروں کے چھوڑ بیٹھے ہیں دن
 کو ہم بھی فوراً نہ ترک کر دینے پر ہدف تیر ملاست بناے جائیں۔
 یہ سمان ایک نکتہ سمجھ رکھنے کے لائق ہے مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی مرحوم فرماتے
 تھے کہ دلی جو شاعر مستند اپنے وقت کا گورا ہو دہلوی تھا۔ فرنگی آصفی میں اشعار دلی مثال
 میں موجود ہیں اوس کی زبان یہہ پتا دیتی ہے کہ قدیم دہلوی زبان اور دکھنی زبان ایک ہی مگر
 اہل ہند یہ سچا رہے کہ دکھنی ہی بناے دیتے ہیں۔

ہم آب حیات میں لکھنا ہے کہ دلی احمد آباد گجرات کے رہنے والے تھے یہ اپنے وطن سے دلی آئے (اور وہیں
 رہ چکے) پھر کشاں پران کا دیوان اوس عہد کے شاعروں کی بولتی تصویر ہے کہ اگر آج دریافت کرنا چاہیں
 کہ اوس وقت کے امرا و شرفاء کی زبان تھی تو اوس کی کیفیت سوادہوں دلی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا انہیں
 کے دیوان سے ہم اوس وقت اور آج کی زبان کے فرق بہ خوبی نکال سکتے ہیں۔ پھر کشاں پران کے مضمون ۱۲

فارسی ترکیب اردو و عامل سے سنین بدلتی وزیر فقیر دن کے قدم لیتے ہیں سلطان

یہ ہر تاثیر نقش پوریا کی + لیکن اس کا لحاظ سنین کیا جانا اور لکھ دیتے ہیں مثلاً نکاح ہو گون کو اور
ملکون مذکورہ کے اور یارون گزشتہ سے وغیرہ۔ اور ترکیب فارسی کا مصنف الیہ جب واحد

ہوتا ہے تو اردو میں بے جمع کئے ہوئے بطور جمع کے استعمال نہیں ہو سکتا مگر اس کی پروا
سنین کی جاتی بلکہ سالم جلے کو بطور لفظ مفرد کے استعمال کر بیٹھتے ہیں وزیر رات صیاد نے

یہ کہہ کے سرفراز کیا + رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر + بجائے قفس ہائے
مرغ کے اس پیر و صوان اوٹھتا ہر لب تک نالہ سوزان سنین آئے + سنین سینے

میں دل کو باکباب آتش میں پکتا ہے + بجائے نالہ سوزان کے۔ آہا و یہ جہاز
ہفت گردون غرق ہو گئے دیکھنا + ہجر میں دم بھر اگر طوفان چشم تراوٹھا + بجائے جہاز

ہفت گردون کے۔ اور اکثر فارسی جمع بھی اردو میں متصل ہے چنانچہ میسر چو رکب دست خنائی
میں پڑے وان ہو گئے + لے گئے رنگ اوڑا تیرے شہیدان ہو گئے + امائست

جوش میں آیا جو دریاے شباب اے یاران + میں ہوا اوس دریا باب سے ایسا چپا +
لیکن بھولے سے بھی اہل و کن الف و نون سے جمع کر دین تو یکلفت ادن کی کہنتی ہی

آجاتی ہے۔ غضب تو یہ کہ ترکیب فارسی کی ایک نئی جمع ہند میں ایجاد ہوئی ہے۔ یعنی تار برقی
بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ دیکھنی۔ تمہے اس لئے ادن کے کلام میں بعض بعض الفاظ دہرائے گئے ہیں

نیز کہتا ہے مگر یہ لطیف بھی کچھ کم نہیں کہ شاعری کا چراغ و کن میں روشن ہو اور ستارے اوس کے دلی
کے افق سے طلوع ہو اگر کن۔

نیز کہتا ہے کہ ان کا ابتدا سے عمد شاید عالمگیر کا آخر زمان ہو گا اور وہ مع اپنے دیوان کے سہ محمد شاہی میں
دلی بونچھے آئے

عجب ہے کہ مصنف آب جات ان کو گمراہی بھی کہتا ہے و کن بھی بنانا ہے فقط مصنف

کی جمع تار ہاے برقی کے عوض تار برقیان کی جاتی ہو اور لفظ تار باوجود مذکر ہونے کے اس جمع تصرفی سے مونث بنا دیا جاتا ہو۔ سچ ہی اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔ یہی حال تاریخ پیشی کا ہو کہ اس کی جمع بجائے تاریخ ہما ہے پیشی کے تاریخ پیشیان لکھی جاتی ہیں۔ جب کوئی فارسی ترکیب اردو میں مستعمل ہوتی ہو تو اس کے ساتھ اسم مرکب کا سائل کیٹھتے ہیں مثلاً حقیقت حال جان مطلب غایت نشاد غیرہ کو مونث اور تار برقی کو مذکر باندرجہ کے عوض لکھ جاتے ہیں حقیقت حال یہ تھا جان مطلب یہ پایا گیا غایت نشا یہ معلوم ہوتا ہے وجہ ثبوت پیش ہوتا برقی آئی وغیرہ اور اردو کے دو لفظوں یا جملوں کو حرف ربط فارسی سے ملا دیتے ہیں جیسے ہاتھ و پاؤں ضرورتوں و لحاظات وغیرہ۔ یا فارسی وغیرہ کے الفاظ اور جملوں کو حرف رابطہ اردو سے مثلاً امور جزئی اور کلی۔

اب ایک اور طریقہ رواج پانے لگا ہے یعنی جملہ مترضہ جو سابقین میں جن کے ساتھ سلسلہ عبارت میں لکھا جاتا تھا اب تقلید غلط بر غلط پرتوسین میں تحریر ہونے لگا ہے مگر اس میں مثل کوے اور ہنس کی چال کے عجیب غلطیان ہوتی ہیں یعنی چونکہ عبارت نویسن کو یہ تک نہیں معلوم کہ کس قدر حصہ اس کا خطوط منحنی یعنی توسین میں ہونا چاہیے اور کس قدر باہر یا کون سے لفظ پرتوسین کے اندر کا حصہ ختم ہونا لازم ہے۔ اور تکمیل عبارت کو کون سا نقطہ کم یا زیادہ کرنا اس لئے ناممکن ہے کہ ادن کی توسین والی عبارت اپنے اول و آخر اجزا سے بیرون توسین کے ساتھ مل کر صحیح پڑھی جاسکے مثلاً ایک صاحب لکھتے ہیں اصفہان (جو ملک ایران میں واقع ہے) کے رہنے والے تھے۔ حالانکہ صاف عبارت یہ تھی اصفہان کے جو ملک ایران میں واقع ہے رہنے والے تھے یا ذرہ اولٹ پھیر کر کے لکھ تو یوں ہو سکتا تھا اصفہان کے رہنے والے تھے جو ملک ایران میں واقع ہے۔ اسی طرح ایک

صاحب تحریر فرماتے ہیں چند رنگر (کلکتہ کے قریب فرانسیسی مقبوضہ شہر) کے حاکم نے درحالیکہ یون لکھنا چاہئے تھا چند رنگر جو کلکتہ کے قریب فرانسیسی مقبوضہ شہر ہزاروس کے حاکم نے۔ اور ایک صاحب رقم طراز ہیں ہارون الرشید اپنی زوجہ زبیدہ (جو اون کی چھتری بہن بھی تھیں) کے پاس بیٹھے تھے جس کے عوض یون ہونا لازم تھا ہارون الرشید اپنی زوجہ زبیدہ کے پاس جو اون کی چھتری بہن بھی تھیں بیٹھے تھے۔ ایسا ہی یہ جملے۔ دول یورپ (جو روم کے دشمن ہیں) کی رائے۔ رعایاے ہند (جو لارڈ صاحب کی نظروں میں وفادار ثابت ہو چکے ہیں) پر اس کا اثر۔ ایک سنٹری جس نے اسی وقت پہرا بدلتھا (گو گولی ماری کارروائی چار سالہ ندوہ (جو عنقریب چھپگی) سے معلوم ہوگی۔ خدا آں خطاب (اپنے سے مراد ہر) سے اس کا سوال کر لیا وغیرہ۔

ایک اور فرقہ وہاں وجود میں آ رہا ہے جو شاید قانون زبان کو بھی نیچر پڑھالنا مطمح نظر رکھتا ہے چنانچہ اون کی چند عبارتیں بیان نقل کرتا ہوں۔

حضرت عثمان بولے جس نے قوی امین کو دیکھنا ہو وہ اون کو دیکھے۔ اون کے مقبوضہ بازوون نے انتظام اور قانون اور عدل کی تعمیل کا سکھ بٹھایا ہوا تھا اللہ نے اون پر فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ۵ تھامے ہوئے ہر تو نے زمین اور آسمان تیرے سوا کوئی بھی اون تھیں تھا متا نہیں + شمس و قمر ہیں تو نے مسخر کئے ہوئے کوئی بھی حکم سے تو سے باہر ذرا نہیں +

اس کے علاوہ استادان مسلم البتہ ہند اور غلطیان بھی بے پروائی سے کرتے ہیں جن کے منجملہ یہ ہیں (میں اس جگہ ظفر اختر تقسیم (صاحب گلزار) اور امانت سے قطع نظر کرتا ہوں)۔

مومن صفحہ حیون پر جو کبھی ہم سوزش دل لکھواتے ہیں + سارے حجاب دریا بتھالے سے بن جاتے ہیں + تب کو مشدوبانہا ہو۔
آتش مین نے لیا بغل مین بری وصال کو + دیو فراق کشی مین مجھ سے کچھڑ گیا + پر بری کو مشدوبانہا ہو۔

مومن مہر و مہ دونوں دشمن کین توڑ + داغ دین کیا نئے نئے شب دروز + بجائے داغ دے لئے جمع مذکر کے۔

ایضاً ہر سرخ پٹکا اور خون غیر مین رنگا ہوا + کیا قتل پر میرے کمر نکلے ہو گھر سے باندھ کر + رنگا کو مشدوبانہا ہو۔

اسیر تم جو بے پردہ ہوئے ہو گئے روشن نہ فلک + تیرگی نام کو خسار زل مین نہ رہی + تصرع اولے مین نہ کی ہا کو صاف ساقط کر دیا ہو۔

ایضاً حسن بے پردہ کی گرمی سے کلیجہ پکا + تنج کی آنج سے گھر مین کھانا پکا + ہر طرح ہاتھ اوٹھا ناہی زبان سے مشکل + بیٹھ رہنے کو بھی گھر چاہئے کچا پکا + لفظ پکا کو حالت صفت مین بھی مشدوبانہا ہو اور حالت فعل مین بھی۔

رند مین کمان خواب ترا اور بت خود کام کمان + جس کا دل پھوڑا سا پکے او سے آرام کمان + حسب شرح بالا۔

صبا کوے جانان سے اوٹھا دینا مر کیا سل ہو + آسمان کو بھی بست پڑ جائے شکل چاہئے + باغ مین مجھست سے گرجت نالہ آپڑے + بیٹھ جاے دم مین آواز عنادل چاہئے + لفظ چاہئے بالکل بیکار ہو۔

ایضاً من و سلا جے ہم سمجھے مین + زہر آلود ہو کیا ہونا ہو + جو ہر روح من خلکی مین +

کیا نکل اندوہ ہو کر کیا ہوتا ہے + کیا ہونا ہی محض یہ کار ہے۔

تیز ہر تو کو کسے فراق و دوست دشمن میں + خدا نے آنکھیں دیان و دیکھ بھال
یہ لئے کو + فعل ہونے کی جمع یا دونوں سے چاہئے نہ کہ الف و نون سے ہاں
الف و نون سے جمع کرنا البتہ بہت قدیم محاورہ ہے۔

ہر ایک زبان پر نوحصل کلام آیا + وہ رشتا ہے جسے طرح تیرا نام آیا +
اس کا وزن غیر مفہوم۔ اور اگر وزن کو سو کتابت پر حمل کرو تو یہ محال کلام ہے
اضافت کی کیا۔

بیقراری دل عاشق پر + دل تڑپ جائیگا ہل جائیگا + شاید تڑپ جائیگا تو دل اور
ہل جائیگا مستحق کیونکہ مضارع میں ہمزہ صیغہ مخاطب بنانے کو بڑھاتے
ہیں اور یہاں مخاطب مستحق ہے۔

رہا ترک ادب کا پاس مجھ کو اس قدر باقی + میں دوڑا اسکے لینے کو جسے تیرا تم پاپا +
ادب کا پاس کہ ترک ادب کا۔ ترک ادب کا خوف چاہئے۔

نہ ہوا رمان دل آزاری کا میری + علاج آئے نہ عیاری کا میری + مطلب غیر مفہوم
سن کے میں نے کہا عتاب کے ساتھ + گریہ آیا مجھے جواب کے ساتھ + بات کہتے
میں رو دیا میں نے + جو جواب آیا سو دیا میں نے + یہاں اگر لفظ کہا ہو مصرع
اول میں واقع ہوا اسم مفعول ہے تو بھی اور فعل ماضی ہے تو بھی مطلب نشہ ہے۔ غل
کافضل اور مبتدا کی خبری مفعول ہے کہ کہا تو کیا کیا یا مستحق کا کاسن کر کیا تو کیا کیا۔

طہان ایسا دل شتاق بے صبر + کہ شوق اس زلزلے سے ہو گئی قبر + بعد طہان
کے ایک لفظ ہوا ضرور ہے۔

رہا

ایضاً

صبا

نسیم

مومن

ایضاً

ایضاً

مومن

مبارک در دے در مان و تدبیر کہ دوسرے در دے جس کی یہ تصویر + یہاں ایک ہر
اور چاہیے۔

ایضاً

نشان رشک سو واقفہ خال + کہ وہ بے مثل تھی جس کی یہ مثال + ایک
تھی اور چاہیے۔ اور شعر کے معنی بھی نہیں بنتے۔

ایضاً

ہنرمندی سے ہو تو کیوں کھلے عیب + کہ وہ سارے جو عالم الغیب + ایک
ہو اور چاہیے۔

وزیر

دیکھ کر تجھ کو حسین کٹتے ہیں بھولے ہیں بناؤ + کنگھیاں کرتے نین سر پر
آرے ہیں + کنگھیاں بہ لفظ جمع تکلف غیر ضروری۔ کنگھی کافی ہے۔

مومن

اگر مشہور ہوا فسانہ اپنی بت پرستی کا + برہمن کیا عجب ایمان لے آوین بنارس
مین + لے آنا اور لانا جملہ مفہوم رکھتا ہے۔

وزیر

یوسف جو کہا او نہیں تو بولے + کیا آپ نے مول لے لیا ہے + لے لیا کیون کیا
لیا کافی نہ تھا۔ مول لے لیا سے قیمت لے لی مراد ہوتی ہے۔

اتش

بہار گلستان کی ہر آمد آمد + خوشی بھرتے ہیں باغبان کیسے کیسے + خوش بے
یا کے صحیح ہے۔

رند

دل جگر دونوں ہی مشتاق ہیں اس خنجر کے + سینے پر کھاؤ لگا جو ضرب دودستی
ہوگی + واو اور تون سے جمع خود انحصار کے واسطے ہر چہ لفظ ہی بیکار ٹھہرا۔

ایضاً

خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہر خلق + والا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا + یہاں دونوں
جا۔ سے لفظ کسی کو چاہیے۔

صبا

حوان جہان کو کبھی کبھی دیکھ ہی لینگے + پر یوں سے تو اسے بار پری تو نظر آیا +

پہری اسم ہر صفت نہیں پھر تفہیم کیوں کر ہو سکتا ہے۔

یون ہر فرقت میں یاں جگر بے تاب + مرغ بسمل ہو جس قدر بے تاب +
یون کا مصلہ جس قدر بجائے خود نہیں۔

سامان و اصل میں تر سے اسے بادشاہ حسن + نارون سے بھی زیادہ اوتھار
تمام رات + لفظ تمام رات ایسے موقع پر بولا جائیگا جب کوئی فعل بلا انقطاع
واقع ہو زور کا اٹھانا ایسا نہیں بلکہ ہر جزو کا خراج کر دینا جدا فعل ہر پس اگر مقدار
کا سبب متصور ہو تو لفظ میں بعد لفظ رات کے بلا سبب متروک ہوا ہے
اور اگر تکرار فعل کا اظہار منظور ہو تو اوتھار یا چاہیے۔

اے صبا جب سے ابھی تک ہر خزان کا دور دورہ + آگئی بھی یا نہ آگئی بہار
اب کے برس + لفظ ابھی یا تو معنی استمرار کے رکھتا ہے یا فوراً کے۔ لفظ
اب کا مرادف نہیں ہے۔

جذب وشت کا اثر اتنا تو دیکھا آگئے سے + آبلوں کے منہ میں آجنا زبان خار کا
عبارت صاف نہیں۔ یون چاہیے کہ آبلوں کے منہ میں زبان خار آجاتی
ہو یا آگئی۔

خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی + یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہو جا
لگائی ہوتی اور قابل ہو جا۔ کے ایک ہی جملہ میں غیر مربوط ہے۔

ٹھن گئی جب کہ تونہ آئے گا + موت کا ہم کو انتظار رہا + انتظار رہیگا درست ہے۔

اب چند مادہ ہاے تاریخ بھی ملاحظہ طلب ہیں اور اون کے ساتھ شاعر کے

اور محال اور بھی درج کروائے جاتے ہیں تا ناظرین خود ہی اندازہ کر لیں کہ ان سے

صبا

رعد

صبا

نسیم

وزیر

ایضاً

دہی اعداد و نکل سکتے ہیں یا اور کچھ۔

میرزا علی صبا لکھنوی	عیسوی گفت صبا تاریخش فکر تاریخ چون صبا کردم از سر آہ صبا ہوشتم صبا نے نظم کی بننے کی تاریخ	پنجہ سرید بیضا گشت گفت دل خانہ خند آباد مومنہ زینت فردوس شدہ زیارت گاہ سیدہ غنی تھی سال
میرزا محمد صفحہ علی خان سیم دہلوی	سر عدد تراش و نویں آنچہ باند چون نصف گشت بکن باز نصف نصفش چنان در خیال سید آمدہ میرزا ممدی علی خان قبول اساد وقت صاد و وال نون ہے سحر کاف کا یاد رک یکہ زرد و صد و ہفتاد و دو تاریخ شد	دو نیم کن دل آنرا کہ سخت و سنگین است انام پاؤہ بنا گشت سال او این است چہ ہر درخشان پدید آمدہ طبع شد دیوان اور تاریخ ہما گفتم بے چون نمود جمیع کاف و لام ہے ضد و او کردش آنا ز صد و ختم آن بوداں

ہمان سید بھی عجب ہے کہ فارسی تو اشعار اون میں حروف کے نام
ارو و سواے ایک یا کے اور حرف رابطہ فارسی۔

میرزا محمد شفیع علی خان صاحب کتب	کسی آوس کی تاریخ ہاتف نے خوب فکر پہلی تاریخ کی ہم کو آئی ہاتف کی سیر صدا سال تاریخ آن چہ ہر سیدم آمدندے غیب پہ تاریخ فرستاد گفت ہاتف سال مولود این چنین تاریخ گفت بہر طاوت سر و ش غیب	کہ منظوم جلد حیوانہ القلوب کامل عالم شیعہ مومن ہاتف زاد پیدا گفت مول مومنہ یہ جنت رفت رفت از بہان جناب مسیح بل آسمان آفتاب علم مہر اجتہاد آمد گل طرب بہ گلستان اجتہاد
----------------------------------	--	--

غرض میں نے جرات کر کے چنہ غلطیان گنوا دی ہیں اور بہنیں ڈرتا کہ کوئی
 موجد و پیشوا یا کوئی مفلسد و پیر مجھ سے بگڑے گا کیونکہ بالذات تو بے بضاعت
 ہوں ہی ع نے غم دزد دئے غم کالا + جو کچھ لکھا استادان فن کے وثیقہ
 پر جرات کے ساتھ لکھ دیا میں بری ہوں -

خادم الحقیقین
 مصنف



محمد اوس مقدس پاک کو لایق ہو جس نے اپنے حبیب کے سے جناب کو سارے
ذکور و ناٹ کا وسیلہ دین و دنیا اور شافع یوم الحجۃ اٹھلایا نعت اوس سرور لو لاک کو شہر دار
ہو جس نے ذوق و مدد کو خداے بزرگ و برتر کے پہچاننے کا راستہ بتایا۔ اللہم صل علیہ
و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ صلوۃ طیبہ و ایماء بعدا کل
معلوم لاف۔

اما بعد کہ کتاب ہر پیچہ ان ظہیر الدین احمد خان بن نواب مولانا مولوی محمد خیر الدین خان
محمد و جنگ بن مرشد نا مولانا افضل العلماء اکمل الکلام۔ نواب مولوی محمد خان عالم خان
تھو و جنگ نور اللہ مرقدہ ہما سکن مدراس مہنت اساس متوطن حیدرآباد قزخندہ بنیاد
صا نہما اللہ عن الشر و الفسا و کہ یہ ایک رسالہ ہر دو سیکر نام جس میں میں نے چند تہذیب
مذکر و مہنت اردو کی دریافت اور اوس کے تعلقات میں درج کئے ہیں اور
جو الفاظ بہ لحاظ ان قواعد کے اکٹھے نہیں ہو سکتے اور جدا اور مستثنیٰ طور پر یا اول قوانین
کے خلاف خواہ مذکر یا مہنت مستعمل ہوتے تھے جیسے احتیاج و وقوع وابتدا و آسیا
کا مہنت ہونا یا ہر دو صورت پر استعمال میں آتے تھے چنانچہ فکر و نقاب کا مذکر و مہنت
و دونوں ہونا یا جدا معنوں پر جدا جنس قرار پاتے تھے جیسے چاہ بہ معنی کنواں مذکر اور مہنت

پابندی اول

اسما کا مذکر یا مینٹ ہی بنا حرف اضافت اور افعال سے ثابت ہوتا ہو پس ہر مثال
 میں لیا خاص بات کا کیا گیا کہ وہ مثال لفظ کے مذکر یا مینٹ ہونے پر صاف صاف
 دلالت کرتی رہے یعنی مضاف یا مبتدئ یا فاعل مذکر ہو تو حرف اضافت یا خبر یا فعل اضاف
 میں آخر ہوا اور مونث ہو تو یا کے معرّف میں اور او سے قافیہ یا ردیف پر سے جانچ
 لیا چنانچہ - مومن ہو س راحت آہ کیا کیا تھی + لے گئے بخت خواب میرا بھی +
 گرچہ تھا اور طرح کا نہ مزاج + یک شدت سے ظریفانہ مزاج + پس ان اشعار میں خواب
 اور مزاج کا مذکر ہونا ردیف و قافیہ سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔ مگر بعض صورتوں میں
 معترض کو شک لائیکل گنجائش مل جاتی ہے چنانچہ مومن یوں شربت دیدار سم آئینہ نہیں تھا
 کچھ نرگس بیمار کو پرہیز نہیں تھا + اس مثال میں یوں کہنا ممکن ہے کہ لفظ اخیر تھا نہیں بلکہ
 تھی ہو اور شربت اور پرہیز دونوں مونث ہیں اور چونکہ یہ شعر غزل کا نہیں بلکہ مثنوی
 کا ہے اس واسطے ردیف کی دلیل بھی قائم نہیں ہو سکتی نہ وزن شعر ہی کوئی ثبوت دے سکتا
 ہے لہذا ایسے اشعار مثال میں استعمال نہ کئے الا اس صورت میں کہ اس میں سے کسی
 بھی ایک لفظ کا مذکر یا مینٹ ہونا دوسری مثال سے ثابت کر لیا چنانچہ شربت کا مذکر
 ہونا اس شعر سے ثابت ہوتا ہے **آتش** بوسہ نب کا مزہ لے کے پیامین نے +
 حلق سے سیر ہو جب شربت عتاب او ترا + تو پھر پرہیز کا بھی مذکر ہونا اتنا ثابت ہو گیا
 اور ایسی دونوں مثالیں اپنی اپنی جگہ پر لکھ دیں۔ ایسا ہی صورت ذیل میں مومن
 مانا بھی کہ سیر ہی رنگ رو تھا + ایسا ہی وہ چہرہ نکو تھا + یعنی چونکہ وہ لفظ جس کے

آخر میں الف یا ہا ہو نہ کہ ہوتا ہی لفظ چہرہ نہ کہ ہوا اور لفظ تھا کو جو اس کی خبر ہی صحیح ماننا پڑا
اس واسطے رنگ بھی مع اپنی خبر کے نہ کہ ٹھہرا اور جن لفظوں کی نسبت ایسے ثبوت نہ مل
سکے ان کے مثال میں لانے ہی سے احتراز کیا چنانچہ جن اور صدان اشعار میں اس پر
رو نماے دخت رز ہی گنج زر برسات میں + ہن برسات ہر مے ساقی کے گھر برسات میں
موسن صدان لکھتی ہر مل کر ہو اسے کیا ہو فرق + کہ بانگ خندہ گل ہر کہ نالماے خروس +
اسی طرح اگر کسی لفظ کے لئے غزل میں سواے ردیف و قافیہ کے اور دلیل نہ ملے تو
بھی اس سے حذر کیا جیسے ناسخ اس گل کے کان کو نہیں زیور کی احتیاج + ہر وہ
صدف نہیں جسے گوہر کی احتیاج + ایضا ہر نازکی سے قامت بانان سمن کی شاخ +
میں سوز عشق سے ہون چار کن کی شاخ +

واضح رہے کہ اگرچہ اس قسم کی غیر صریح الدلالات مثالیں نہایت شاذ اور سخت
مجبوری ہی کی صورت میں دی ہیں پھر بھی جہاں وہ نظر سے گزرین غور و تامل انصاف
و دستون کی طبع سلیم پر حوالہ کیا جاتا ہے۔

پابست مدنی وم

فعل نہ کہ جمع یاے مجہول سے اور مونث کی یاے معروف و نون غنہ سے آتی ہے
ایسا ہی حرف اضافت میں جمع نہ کہ یاے مجہول سے اور واحد و جمع مونث یاے معروف
سے ہوتا ہے اور یہ بات ردیف سے خاص کر جب او سے دوسرے معروف کے
ساتھ ملا کر دیکھا جائے بہ خوبی معلوم ہو جاسکتی ہے کہ آیا مبتدا یا فاعل یا مضاف نہ کہ باندھا
گیا ہے کہ مونث پس مثال دینے میں ان سب باتوں کا پورا لحاظ رکھا گیا مثلاً امانت
گالوں پر نہیں اس کے نشان سبزہ خط کا + اڑنے کو ہرین بر حسن کے شہباز نے کھو لے

یہاں لفظ پر کا ذکر ہونا ذیل مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ اگر موٹ ہو تو فعل صحیح ہوگا
یعنی کھولیں ہو نا لازم آتا اور اس صورت میں ردیف ثبوت کی ہوتی اور دوسرے سب
مصرع خبط ہو جاتے۔

واضح رہے کہ شعراے ہند اپنی اوستادی کے زعم ارعانی میں مذکور موٹ
کا تک خیال بعض حال میں نہیں رکھتے اور قافیہ میں جمع و واحد کے صیغوں میں ایسی
ایسی غلطیاں کر گزرتے ہیں کہ اون کے کلام کو نظیر مانا کیسا بلکہ اون کی اطلاع سے
حدروا جب ہوتا ہے چنانچہ آتش معرفت میں تیری ذات پاک کی + اوڑنے پیر ہوش
حراس ادراک کے + جس کا مطلع ثانی ہے **گل کھلے پرزے** اوڑا پوشاک کے + پاؤں
پھینا تا بہ دامن چاک کے + اور مومن کیا جھٹھ تھی کثرت افات کی + ہنشین میں جمع اس
برذات کے + یعنی ایک نے مطلع میں دوسرے نے مثنوی یاے معروف کو
یاے مجہول کے ساتھ ردیف باندھا ہے اور میں دونوں اوستادان مسلم الثبوت ایسا
مومن مہر و مدد دونوں دشمن کین توز + ذاع دین کیا نے نے شب و روز + یعنی فعل
نذر کی جمع یا دونوں سے لکھی ہے۔ پس احتیاطاً ایسی مثالوں سے بھی حذر کیا

پابندی سوم

جو فعل کسی شعر میں مذکور یا موٹ باندھا گیا ہو اور وہ ردیف یا قافیہ میں نہ واقع ہوا ہو تو یہ غور کیا
گیا کہ او سے مخالف صورت میں سمجھ لینے سے وزن تو خبط نہیں ہو جاتا مثلاً مومن
بے گنہ مجھ کو ستایا اوس نے + اُن نہ کی تو بھی جلایا اوس نے + یہاں دیکھا گیا کہ اُن کو
نذر تسلیم کر دے تو فعل کو بھی نذر ماننا پڑیگا یعنی اُن نہ کیا مگر اس صورت میں وزن باقی نہیں رہتا
پس لامحالہ اُن موٹ ٹھہرا ہی ٹھہرا۔ ایسا ہی جمع کی صورت میں جیسا سوم سے ابھر دے

کان اوس سر یا ناز کے۔ خاک سہ میں تضرع انداز کے۔ یہاں اگر کان سونٹ ہو تا تو
بھسروی یا سہے معروف۔ ہونا لازم آتا جس سے وزن شعر باقی نہ رہتا
وہ سہے ہذا۔

پابندی چہارم

فعل مرکب جو اسم و فعل سے مل کر بنا ہو جب ترکیب میں فعل واقع ہوتا ہو تو مذکورہ پیشہ
اور واحد و جمع ہونے میں تابع فاعل و مبتدا کا ہونا ہی پس اسما کے مذکر یا مونث قرار دینے
اور نظیرین لکھنے سے پیشتر غور کر لیا گیا کہ آیا فعل جو اوس شعر میں آیا ہو مفرد ہی یا مرکب اور
اوس فعل کے ساتھ جو اسم متصل ہوا ہو وہ اوس فعل کا جزو ہی یا بالذات استعمال کیا گیا مثلاً
وزیر میر جھوٹ کہوں جو راست ہو قد + یہ تو سن جن الف ہو اہی + تا سح تو ہر طرف
ہی اور یہ موزی ہین ہر طرف + کلک اہل سے چہرہ ترا صدا ہو گیا + ناخ بڑا عجبی ہی خدا جانے
کس طرح + مدت میں ایک نام تر یاد ہو گیا + ایضا ہوے جزو زبان الفاظ مثل کنندہ
خاتم + بیان کرنے لگا جس دم میں اپنی ناتوانی کا + مومن مجھے یاد آگئی بس وہ میں
اوس کے قد و قامت کی + چمن میں : یکہ کر کل : دین نے کیا قیامت کی + پیران
اشعار میں الف ہونا ناصدا ہونا اور یاد ہونا فعل مرکب ہو اور بیان کرنا اور یاد آنا فعل مفرد
واضح رہے کہ لفظ بیان کرنا اور یاد آنا کے فعل مرکب ہونے کی یہ مثال ہی میں نے
اپنی ناتوانی بیان کی اور اوس نے مجھے یاد کیا۔

پابندی پنجم

جو الفاظ بدل مبدل یا مبتدا خبر ایک دوسرے کے اس طرح واقع ہوے ہوں کہ نظر الی
میں بلا تعق کے جاننا اس معنی کا دشوار ہو کہ تذکیر یا تاثیر کس لفظ کی نکل سکتی ہے

یہ لفظ اور ادن کی مثالیں اکثر کر کے نہیں لکھیں مثلاً حسباً ہوئی اس قدر مجھ کو غلط رویداد
 رخ یا رکامردک تل ہوئی + ناسخ مرا سینہ پر شش بق آفتاب داغ ہجران کا + طلوع صبح
 محشر چاک ہر میرے گریبان کا + اسپر شش ہرین دوستوں سے دوست سے نہ ترک
 انبوہ جشن عام ہوا + اس بدل بدل کا قاعدہ بھی آگے بونماحت تمام لکھ دیا جاتا ہے۔

پابندی شش

ہر ایک لفظ کی مثال ایک ہی وی اس لئے کہ جو لفظ مذکر یا مؤنث ہوتی صورتیں بدلے یا
 جو کچھ افراط و تفریط تغیر و تبدل اس کے حروف میں واقع ہو وہی رہتا ہے جیسے پشتواز - ز
 پیشواز - تپاک - اور تپاک - تہہ - اور تہاہ - دامن - و دامن - شتر - و اشتر وغیرہ
 مومن کہان تک صبر دامن کب رہا پاک + کہ داغ خون و مئی دونوں میں ناپاک + ناسخ
 و خط جادہ سمجھ اس کو میں نے وحشت میں + برنگ حبیب ہمز دامن صبر چاک کیا + ہان
 الفاظ جو چند مستحسن پر مشتمل ہیں ادن کی مثالیں البتہ متعدد لکھ دیں جیسے آب بمعنی پانی
 اور جلا کے اور چاہ بہ سنی کنوان اور محبت کے - ایسا ہی جو ہر خط دم وغیرہ کیونکہ بعض
 الفاظ ایسے ہیں جو دو محل میں دو جدا جنس پر ہوتے ہیں جیسے چاہ بمعنی کنوان مذکر
 اور یہ بمعنی محبت مؤنث - بلکہ وہ الفاظ بھی جدا لکھے ہیں جو بہ باعث ترکیب کے ایک
 لفظ ہو کر یا مجاز و محاورہ کے طور پر مفرد سے علیحدہ مننے کرتے ہیں - جیسے آب آئینہ
 بہ معنی شراب آب حیوان آب و تاب آب و ہوا وغیرہ۔

تنبیہیں

یہ بات مخفی نہیں کہ ماضی قریب و بعید کی علامت واحد مذکر و مؤنث میں لفظ ہر اور تھا
 اور تھی ہر اور جمع مؤنث کی حالت میں یہی علامتیں بدلتی ہیں اصل فعل بحالت خود رہتا ہے چنانچہ

کہتے ہیں رنڈی گئی ہے۔ رنڈیاں گئی ہیں۔ اور رنڈی گئی تھی اور رنڈیاں گئی تھیں ناسخ
 دیکھی ہیں جس سے اک نظر آنکھیں زری اوفندہ گر + مانند زگس زیت پھر سید آتا ہے نظر +
 لیکن صرف ایک شاعر نے صاحب گلزار نسیم نے اس کے خلاف باندھ دیا ہر چنانچہ
 نسیم تھا کہ کمال پرورین + جیسے کی تھیں اوس نے آنکھیں دکھیں + حالانکہ تھیں
 دیکھی جا رہے۔

یہی حال فعل مجہول اور فعل مرکب کا ہو اگرچہ اون میں بہ حالت جمع شق ثانی بدلنا ہو
 جیسے دی گئی دی لیکن اور وے دی۔ وے دین لیکن ان کے ماضی قریب و
 بعید میں یعنی جب علامت ہو اور تھی آجاتی ہو تو شق ثانی کے عوض ان افعال میں بھی یہی
 علامتیں ہوتی ہیں جیسے دی گئی ہیں اور دی گئی تھیں اور دے دی ہیں اور دے دی تھیں
 لفظ نہیں مرکب ہو اور ہر یا میں سے اس لئے وہ صرف ایسے مقام پر آتا ہو
 جہاں اثبات میں لفظ ہر متعل ہو تا ہو یا ہو سکتا ہو اور ایسے ہی مقاموں پر کبھی لفظ ہو یا ہیں کے
 ساتھ بھی تاکہ ایداً متصل ہو تا ہو جیسے کہتے ہیں کھانا نہیں ہو اور کھاتے نہیں ہیں مگر ایسی تکرار
 دو جملوں میں خلاف فصاحت ہو مثلاً اس جملے کے عوض کہ یہ شعر غزل کا نہیں ہو مثنوی کا
 ہو یوں لکھنا فصیح تر ہو یہ شعر غزل کا نہیں مثنوی کا ہو یا بجائے اس کے کہ غزل کا نہیں ہو
 مثنوی کا نہیں ہو یوں لکھا جائے نہ غزل کا ہو نہ مثنوی کا۔ اور لفظ نہیں ایسے مقاموں پر
 متعل نہیں ہو تا جہاں بصورت اثبات لفظ ہو نہیں آسکتا جیسا اثبات فعل متعل میں یہ نہیں
 کہا جاتا کہ کر لگا ہو لہذا اس کا منفی نہیں کر لگا درست نہیں بلکہ اس کے عوض نہ کر لگا متعل
 ہو تا ہو و علیٰ ہذا القیاس آپس ماضی مثنیٰ میں نہیں کرتا لکھنا غلط ہو کہ نہ کہ نہیں کرتا صیغہ
 مضارع ہو اس لئے کہ مثبت میں ماضی مثنیٰ کا صیغہ کرتا اور مضارع کا کرتا ہو ہوتا ہو اور کبھی

یہی حال فعل مجہول اور فعل مرکب کا ہو اگرچہ اون میں بہ حالت جمع شق ثانی بدلنا ہو

لفظ نہیں بغیر نہ تاکید ایسے مقام پر بھی مستعمل ہو جاتا ہے جہاں اثبات میں لفظ پر مستعمل نہیں ہوتا مثلاً کرے نہیں صیغہ نہی غایب اور آنکھ نہیں مستقبل منفی۔ لیکن ان صورتوں میں یہ لفظ فعل کے بعد لکھا جاتا ہے چنانچہ جیسا قصے کا گھری باعث طول شب فراق + اتنا بھی آسمان مرے سر چڑھے نہیں +

لفظ سا تمثیل و تشبیہ کے لئے دو طور پر آتا ہے ایک صفت یا مشبہ کے ساتھ دوسرا علامات اضافت کے ساتھ اور ہر دو صورت میں تذکرہ تانیث وحدت و جمعیت اور تبدیل حالات میں اپنے مشبہ کی متابعت کرتا ہے جیسا صفت کے ساتھ کہتے ہیں جھوٹا سالار کا۔ اچھی سی لڑکی اور تشبیہ کے لئے جیسا بچہ سا پالا وغیرہ اور علامات اضافت کے ہمراہ جیسا زید کا سا مزاج۔ تمھاری سی سخاوت۔ بکر کی سی بیوی وغیرہ پس صورت اضافت میں اس کے ہم معنی ہونے میں زید کے مزاج کا سا مزاج۔ تمھاری سخاوت کی سی سخاوت بکر کی بیوی کی سی بیوی مومن نہ جاؤ لنگا کبھی جنت میں مین نہ جاؤ لنگا + نہ ہو گا اوس میں جو نقشہ تمھارے گھر کا سا + اس بیان سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ جہاں صفت یا تشبیہ خاص اوس لفظ کی منظور ہو جو جملہ مستعملہ میں مذکور ہے تو یہ لفظ اس کیلئے آتا ہے اور جہاں اوس کے مضاف کی صفت و تشبیہ ملے ہو یا اور دوسری جمیع صورتوں میں حرف اضافت اوس کے ہمراہ لایا جاتا ضرور ہے۔ پس نہیں لازم کہ تالیف اوب سا صبر بیاے اوب کا سا صبر کے یا جملے کے ساتھ استعمال کرنا مثلاً قاصد گیا سا معلوم ہوتا ہے اور یہ حادثہ واقع ہوا سا ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ ایسی صورتوں میں جو اخیر دو جملوں سے ظاہر ہیں لفظ ایسا یا جیسا یا ویسا کا استعمال ضرور ہے۔

لفظ گنا مقدار کی نسبت بنانے کے لئے اعداد کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اور

جنس زور دار تبدیل حالات میں مثل صفت کے تبدیل پاتا ہی چنانچہ اسمی اللہ ری ہجر کی درستی
 دن و دوسنے میں راستہ پگھلتی ہے + واضح رس کے نہ دوتا بھی لفظ دو گوہ کا مخفف ہے اور ہندی کا گنا
 نمازی میں گوہ ہر پیتے دو گوہ - چار گوہ وغیرہ ۵ دو گوہ رنج و عذاب است جان مجنون را
 بلا سے فرقت یلی و صحبت لیلی +

لفظ میں ہونٹ نہیں بلکہ جیسا دوس کو دہائی کہتے ہیں ہر بین کی مفاد کو ایک ہی
 بولتے ہیں اس لئے یہ مذکر کے لئے بھی ویسا ہی آتا ہے جیسا مونث کے لئے مثلاً بیسین
 گھوڑے اور بیسین روٹیاں یا چار بیس روپیہ اور چار بیس اشرفیاں پس چونکہ حد کو جمع
 کرنا صحیح نہیں اس بنا پر نہیں جائز ہے کہ بیسوں روپیہ ہر ضلوف بیسین روپیہ کے۔

لفظ جدا اور ذرہ کو قریب قریب صفت کے معنے کرتے ہیں لیکن اصل اسم غیر
 منصرف ہیں اور لفظ جدا کبھی بالذات مستعمل ہوتا ہے اور کبھی اغفال کے ساتھ مل کر بصورت
 فعل مرکب بنتا جیسے کہتے ہیں یہ پیڑ بہت بڑا رکھو تا سح لاکھوں نے کاٹ کے سر رکھ دئے
 قاتل کے حضور انگلیاں ہوئیں یوسف پہ جو دو چار جدا + ایضاً بونج رہیں گے برابر
 ہی خسرین بد و نیک + رہ خطا سے کمان پر رہ صواب جدا + ایضاً بجائے نقش قدم
 کرتے ہیں سر عشاق + رنگ تیغ ہو دنیا سے بھری جہاں جدا + اور لفظ ذرہ جب سبایا
 اسی کے ساتھ مل کر مستعمل ہوتا ہے تو اس کے معنے ہوتے ہیں چھوٹے کے جیسے
 ذرہ سال کا ذرہ سی چیز ذرہ سی بات وغیرہ اور یہ غیر لفظ سا اور سی کے اکیلا مستعمل ہوتا
 ہے تو اس کے معنے ہوتے ہیں ٹھٹھے کے امانت آنکھوں سے اس کی ج
 مل جائے تری آنکھ ذرا + شرم سے مردم مینا پر کرے چشم ڈوا + اور کبھی اس معنے سے
 تشدید کے ساتھ بھی مستعمل ہوتا ہے امانت گورے گالوں پہ نہ خورشید کا انداز رہے +

عاشق حسن پروردہ نہ تھے :۔ ہے۔ ہاں مجاہد مسکرت ہوئے تو فری اکیلا استعمال ہوتا ہو
 سونٹا نہیں :۔ جو بکتر تیرے لفظ ناک کا تیار ہوتا ہے جیسا حسن یہ سن کر کے کہنے لگی وہ
 ہری + بھلا دیکھتے ہاؤن اوس کو فری + کوئی ہاؤن کچھ اوستہ ہوتا ہو + لگی اب تو جو ہو :۔
 مری سوت ہو + تو توں ہنگام ہوسے اگر ہو وہ اک فری ہوے + ٹکر تھے لب پسین
 سے ٹکر تری ہوے :۔ اور فری ٹھہر جاؤ وغیرہ :۔ امانت زلف اوس کی جو کر کے پیچ
 بناوٹ سے فری + ہو پریشانی دل سے تھے آشفستہ سری :۔

جب بدنامونٹ ہو اور خبر مصدر تو حرف اخیر اوس خبر کا یاے معروف سے بدل
 جاتا ہے صبا اب تو میرے حال پر لطف و کرم فرمائے + ہو چکی ہوئی جو تھی جو روح جفا و چا
 دن + ناسخ خواب میں وہ آئے گا کیوں نہ اب کرے وعدہ + لینے کب بعدانی میں مجھ کو
 نیند آئی ہے + مگر اس تبدل کے واسطے دو شرطیں ضرور ہیں اول یہ کہ وہ مصدر امر نہ ہو
 مومن گھر کو نہ مرے تباہ کرنا + بکس کی طرف نگاہ کرنا + دوم یہ کہ مبتدا خبر کے
 درمیان حرف اضافت واقع نہ ہو ورنہ یہ کہ گویا ہوتا بلکی پوشاک کا + ہو کے ڈھیلہ نصف
 سے اترے یہ جامہ خاک کا + نسیم انسان و بری کا سامنا کیا - سچی میں ہوا کا تھا - نہ کیا +
 لیکن اس میں دہل اور لکھنؤ کا محاورہ فرق رکھتا ہے دہلی والے ہمیشہ اس قاعدے کے پابند
 ہیں اور اہل لکھنؤ کا ہے اس کا لحاظ رکھتے ہیں چنانچہ امانت شراب پر ہاے ترست
 دھو ڈالوان کا عصیان کو + انھیں چہمون سے اے دل آبر و بخش میں بانی ہے + نسیم
 جانا کہ یہ زلف کف میں لیتی + ہر سانپ کے منہ میں اونگلی دیتی + اور گاہے نہیں بھی کہتے
 جیسے وزیر زادہ نہ ہوں پھر کہیں تو بے شکنی پر قفل کی صدا مجھ کو سننا نہیں اچھا + نسیم
 تنگ آیا تو دیکھ قید خانہ + آسان نہیں کڑمی اور ٹھانا + ایسا ہی جمع میں بھی وزیر اوس نے

دروازہ کیا تھا بند کر کے پیراؤ + سیکڑون روزن بنانے تھے مجھے دیوار میں +

حرف اضافت واحد مذکر کے لئے کا ہوا اور جمع مذکر کے واسطے کے بریاے

مجمول اور راعدو جمع مونث کے لئے کی بریاے معروف و زیر حکم کو جنبش نہیں ہوتی ہر

بے تحرک روح + پاؤں سے راکب کے چلتا ہر یہ مرکب خاک کا + ناسخ و دستون کے سر

کئے جن جن کے قتل میں قلم + چشم بننا ہر ہر اک جو ہر تری شمشیر کا + ناسخ آوارہ یون ہوا

ہر س میں ہن ہن ہر ہر + جس طرح اوڑنی پھرتی ہر بڑھیا مارکی + وزیر مشکون سے یار

کی دیوار میں روزن بنے + کی ہن میں نے منتیں سی منتیں مہار کی + ایسا ہی میرا میرے

میری وغیرہ کیونکہ یہ اوغین حروف کی تبدیل ہر - پس حرف اخیر حرف اضافت واحد مذکر کا حالات

کی تبدیل ہن یاے مجہول سے بدل کر جمع کے مشابہ ہو جاتا ہر جیسا کہتے ہن اوس

کے یا میرے لڑکے کو وغیرہ برخلاف دوسرے حروف اضافت کے چنانچہ اوس کے

لڑکوں نے اوسکی لڑکی کا اون کی لڑکیوں پر وغیرہ -

لفظ معنی یا تو واحد مذکر برتا جاتا ہر یا جمع مذکر کہیں مونث دیکھنے میں نہ آیا - فہم

مطلب کی بات کہ نہ کے اون سے رات بھر + معنی بھی منہ چھپاے ہوئے گفتگو میں

تھا + اسپر دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہر + معنی سپہر پر یہ خط استوا کے ہن +

لیکن اوس کی جمع لفظ معانی واحد مونث ہوتی ہر -

لفظ کے بجائے لفظ کو کے اکثر مستقل ہوا کرتا ہر اعم اس سے کہ خبر مذکر ہو یا مونث اور

واحد ہو کہ جمع جیسے اس کے لڑکا ہوا میرے لڑکی ہوئی وغیرہ وزیر پوہنچاے ہڈیاں سگ

دلدار تک مری + لے جاے جو پنج میں جو نہیں ہر جا کے ہاتھ + ایسا ہی کہنا اوس کے

سبز آغا ہوا - اوس کے پیٹ پر گیا سس کے لات ماری - اس کے چہرہ بان بھو کہیں - تمھارا

شخص مدیان نکلیں۔ تیرے لڑکا ہوگا وغیرہ۔

لفظ چاہیے ماضی مذکر کے ساتھ شمع ہوتا ہو اگرچہ ولادت موش پر کرتا ہو جیسے لاش کاڑا چاہیے آتش روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے + خانگی معشوق سے آنکھیں لڑایا چاہیے۔

فعل مرکب جو مصدر جاناکے صیغوں کے ساتھ بتاتا ہو تذکرہ تائید وحدت و حمیت میں ہمیشہ تابع فاعل ہوتا ہو پس نہیں لازم ہو کہنا وہ عورت چلا گئی یا سب آدمی چلا گئے وغیرہ۔
مصدر کو جب دوسرے فعل کے ساتھ مرکب کرتے ہیں اوس کی علامت کو محذوف کر دیتے ہیں جیسے میں نے اوسے نکال پایا وغیرہ پھر اگر تائید کے لئے برتنا ہو تو ثانی تبدیل یا تانا ہو اور اول بحال خود رہتا جیسے رکتے ہیں فلاں عورت پکا جاتی ہو رحمہ نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش شو + یا فقط آنکھ ہی غصہ کی دکھائی ہو + فاتحہ زندگی تربت پر ٹھو پھول چڑھاؤ + کیا تحین شمع ہی مرقہ پہ چلائی ہو + اسیر جتیا ہوں تو کہتے ہیں یہ کس کام کا جینا + مرنہ ہوں تو کہتے ہیں تجھے مرنیں آتا + غالب ہو کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں + ورنہ کیا بات کر نہیں آتی + اور کبھی زبردستی بھی علامت مصدر کو محذوف کر دیتے ہیں وزیر میری سمجھا ہو برج میزن میں قمر آیا + جوتل کے واسطے بیٹھا کبھی وہ سہ تراز زمین + اور کبھی مضارع کے عوض بھی مصدر استعمال کر بیٹھے ہیں وزیر ہو تجل طور کی شعلے میں اوس کے اسے کمال مگر تیرے تو لے کے خاک وادی امین تیرا غ + تیرے اگر تو بناسے۔

مثال مشابہت وقت سب ظرفیت وغیرہ بیان کرنے کو جسے الفاظ آتے ہیں ان کے مابعد حرف محذوف ہوتا ہو مگر عمل ہو جو رہتا محذوف پر دلالت کرے۔ اور بعض حال میں ایسے الفاظ کے پیشتر کاحرف اضافت بھی محذوف ہوتا ہو جیسے فلا نے کی صورت۔ اوس کی روشنی

اپنی طرح زید کے مانند۔ اب کے برس۔ یعنی صورت وغیرہ پر یامین۔ ایسا ہی اوس آن۔ اس وقت کس گھر ہی جس روز۔ کسی سال آتے مینے۔ اگلے برس۔ زید پاس۔ اوس بغیر۔ آگے۔ پیچھے وغیرہ صبا ساقی بغیر سوکھ کے کاٹھا ہوئے مگر + رونے پر ہم تلے ہوئے ہیں ابر تر کے ساتھ ایسا ہی فلا نے کے باعث۔ سبب۔ لئے۔ واسطے۔ خاطر۔ وغیرہ پس نہیں جایز ہر بہ وقت۔ یہ سال۔ وغیرہ کا اس معنی پر استعمال کرنا یا کتنا کل کا روز آؤ وغیرہ۔ واضح رہے کہ استادان ہند بعض وقت شاذ طور پر ان الفاظ یا حرف عامل کا عمل بھی مخدوف کر دیتے ہیں مثلاً وزیر بمو لے تم حرف وفا کیا باعث + ہائے خط بھی نہ لکھا کیا باعث + یعنی کس باعث یا کس باعث سے یا کس بات کے باعث۔

صیغہ جمع حاضر مثلاً کرتے ہو۔ کر دے۔ آئے ہو وغیرہ اوس صورت میں جب ضمیر موجود ہو مثل جمع غائب کے ہو جاتے ہیں جیسے تم کرتے ہیں۔ آپ کرینگے وغیرہ نسیم تیوری پڑھی ہوئی ہر کشیدہ نظر میں آپ + کچھ اور جو صلہ ہر جو آئے اور میں آپ + ایضا جانتے ہیں ہم سے شریائینگے آپ + عمر بھراے جان ترسائینگے آپ +

قوانین

اسم مذکر واحد جمع ایک صورت پر ہونا ہے جیسے مدفن۔ ہار۔ دوست وغیرہ وزیر سرکین ہاتھ کین پاؤں کین دفن ہوئے ایک عاشق کے تمھارے کے مدفن دیکھے + صبا پھولن کی سیج گردنھی صبح شب وصال + باسی جو اونے ہار اوتارے پٹنگ پر + سیج شرمین دوستوں سے دوست ملے + مرگ انبوہ جشن عام ہوا + مگر جب اسم مذکر الف یا مین آخر ہو اور وہ ملاحظہ تلفظ نہ ہو تو جمع کے وقت حرف آخر اوس کا یا کے مجھول سے بدل جاتا ہے جیسے گھوڑا۔ گھوڑے۔ بند۔ بندے۔ وغیرہ۔ مگر اوس صورت میں کہ اسم غیر منصرف ہو

جس کا بیان آگے آیا گیا۔ اور جب اسم مذکر نون غنہ ما قبل الف میں آخر ہو تو وہ الف یا بے مجهول
 سے بدل پاتا ہے جیسے کنوان و احد کنوین جمع۔ و حوران و احد حورین جمع۔ لیکن سب بات سوائے
 ان دو خاص لفظوں کے اور کمین دیکھنے میں نہ آئی نہ مذکر میں نہ مونث میں حالانکہ ہر سب کے
 الفاظ مذکر و مونث الف و نون میں آخر ہوتے ہیں۔ اور مونث میں بر خلاف مذکر کے
 واحد کا صیغہ بجائے جمع کے مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کی جمع یا بے مجهول و نون غنہ سے
 آتی ہے جیسے ساق۔ ساقین۔ آنکھ۔ آنکھیں۔ ناسخ۔ رانوں کی طرح صاف ہیں اس جوہ کی
 ساقین + آئینے کی رانیں ہیں تو بلور کی ساقین + ایضاً ہیں یا وہ بے مثال
 آنکھیں + کیا ہیں تری اوغزال آنکھیں + اور اگر اسم مونث کے اخیر میں یا بے مجهول ہو تو
 صرف نون غنہ بڑھانے ہیں جیسے گائے گائیں۔ کچھ کچھ گائیں کللیں کر رہی تھیں +
 بن میں ہری دوب جز ہی تھیں + اور اگر آخر پرواد ہو تو ہمزہ دیا بے مجهول و نون غنہ زاید
 کرتے ہیں۔ جیسے ہو بہوین یعنی کلین اور اگر وہ اسم جمع ہو تو اور اگر وہ نون دراصل غنہ ہو تو اس سے یا بے
 مجهول و نون غنہ سے بدل دیتے ہیں جیسے بھون۔ بھوین بے معنی ابرو۔ ورنہ اس نون کا
 اظہار کر کے یا بے مجهول و نون غنہ بڑھاتے ہیں جیسے اذان اذانین۔ اسیر کیا شام سحر
 بھی کوئی آنحضرتی سیاح تھی + منہ سے سو ذنون کے اذانین نکل گئیں + اور جواسم مونث
 یا بے معرفت میں آخر ہو تو اس کی جمع الف و نون بڑھا کر بناتے ہیں جیسے چمکی۔ چمکیان
 اڑی اڑبان وغیرہ سالک بھکیان آئین تو رونا محم گیا + اچھے وقت اس نے ہماری
 یاد کی + ناسخ ایسے پنجے ہیں نہ ایسی ہیں بشر کی اڑبان + پنہ خورشید کے پنجے قمر کی
 اڑبان + لیکن فعل مذکر کی جمع حرف اخیر کو یا بے مجهول سے بدل کر اور فعل مونث کی جمع
 صیغہ واحد کے اخیر میں نون غنہ بڑھا کر بناتے ہیں جیسا آیا۔ آئے۔ آئی۔ آئیں وغیرہ

اور امر کی جمع اگر وہ الف میں تمام ہوا ہو تو واسکس یا واسح ہمزہ بڑھا کر اور اگر او میں آخر ہوا ہو تو
 واسح ہمزہ کا اضافہ کر کے اور اگر یامین میں تمام ہوا ہو تو واس یا کو واس سے بدل کر بناتے ہیں جیسے
 کھا واحد کھاوا یا کھاوا جمع۔ سو واحد۔ سو جمع۔ وے واحد و جمع وغیرہ۔

الفاظ جن کے مفہوم پر مقدار کا اطلاق ہوتا ہے عدد کا نہیں ہوتا اون کی جمع نہیں بنائی جاتی
 مذکر ہن خواہ مونث جیسے گنج رنج وغیرہ اللاجب اون کی جلا قسمیں یا افراد یا گنتی بنانا مقصود ہر جیسا
 سیر بھر لالچی۔ اور بندرہ الایحیاء وزیر و وزیر و وزیر یا مال و یا گنج دے۔ اے فلک کنسی
 راحت کے عوض رنج دے۔ یہاں چونکہ گنج اور رنج کا اطلاق عدد پر ہوتا ہے وہ جمع بنائے
 گئے ہیں اور زر اور زر اور مال کا اطلاق مقدار پر ہوتا ہے لہذا واحد متعلیٰ ہوئے۔

اسی طرح وہ الفاظ جن کے مفہوم پر جنس یا موسم کا اطلاق ہو جمع نہیں ہوتے مگر جب
 جدا جنس یا موسم بنانا یا مسدود یا محدود کرنا مقصود ہو۔ پس چانولون اور والون اور برساتون اور جاڑون
 اور دھوپون اور آسمون اور بانون اور کھجورون میں چانولون اور والون سے اون کی جدا جنس
 اور برساتون اور جاڑون اور دھوپون سے جدا موسم اور آسمون اور بانون سے اون کا مسدود کرنا اور
 کھجورون سے اوس کا بن مراد ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان تلون میں تل نہیں ایک خاص محاورہ ہے جس میں
 لفظ میں مخدوف کیا گیا ہے دراصل ان تلون میں تل نہیں مراد ہے۔ ایسا ہی دو دھون ہناؤ اور
 پرتون پھلو۔ اور سوکھے دھانوں بانی پڑا وغیرہ ہے کہ ان میں داوونون لفظ سے اور میں کا
 افادہ دیتے ہیں۔ پس نہیں لازم ہے کہ نہا ٹھنڈھون جمع ٹھنڈھ کی۔ اور لفظ سیویان ایک ایسی محاورہ
 کی جمع ہے جس کا واحد نہیں پایا گیا۔

جب عدد بیان ہو اور اس سے کثرت بنانا منظور ہو تو جمع کی ضرورت باقی نہیں
 رہتی ناسخ شعی نہ امید رانی کی دل ناسخ کو + لاکھ زنجیر زے گیسو خمدار کی تھی + آتش

دل کو اون لکھون کا دیوانہ مجھ صحرانے + سیکڑون ہی مجھے خوش چشم بہرن دکھلایا + ایضاً
 اوشہر نشان کا براہوشب فراق + لاکھون مکان اوس سے تہارون کین جلاہ آساہی
 لفظ کیا کیا جو کثرت بنانے کو اتنا ہر واحد متعلیٰ ہوتا ہے۔ اسیر لاکھون لکھے فلم نے مضامین
 چشم یار + کیا کیا غزال صید مرے تیرے ہوا +

اگر کئی الفاظ واحد ایک جملہ میں آئیں سب ملکر جمع نہیں بنتے موصون ہاے یکبارہ وہ
 نطق پڑہم چھوڑ دیا + انس داخل و دلاسا و کرم چھوڑ دیا + ایضاً مل تابل محبت جانا نہیں
 رہا + وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہیں رہا + وزیر پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہر
 ایک + جل گیا جو غل ادسکو برقی اتار ان ہر ایک + عاشقون کو آگے شکر اسی بتکتا ہون میں + گر کہون
 میں حسن میں تداورم کنگان ہر ایک + سیکڑون طوطی زبان میں بان اسیر و ام عشق + خانہ صیفا
 اور یہ گنبد گردان ہر ایک + لیکن غالب کا کلام اس کے خلاف دیکھا گیا غالب نیرے در کے
 لئے اسباب نشاط آمادہ + خاکیوں کو جو خذلانے دئے جان و دل و دین۔

الفاظ مذکور و نوشت کی جمع حروف عامل کے آنے سے اگر وہ الفاظ الف یا ہا میں آخر
 نہیں ہوئے ہیں تو اخیر پر واو و نون غنہ بڑھا کر بناتے ہیں جیسا مرد و مردون۔ ساق ساقون وغیرہ
 اور اگر وہ لفظ خود واو و نون میں آخر ہوئے ہیں تو نون کے آگے ہا یا بک واو زاید کیا جاتا ہے مثلاً
 گاؤن۔ گاؤون۔ بھون۔ بھوون۔ وغیرہ آواکر الف یا ہا میں آخر ہون تو مذکور کے لئے وہ الف
 یا ہا واو و نون سے بدل جاتا ہے چنانچہ لڑکا۔ لڑکون۔ بندہ بندون وغیرہ اور نوشت کے واسطے
 اخیر پر واو و نون زاید کیا جاتا ہے جیسے دوا۔ دواؤن۔ خالہ۔ خالائون۔ وغیرہ پس نہیں صحیح ہے
 کہ سب لوگ کو بجاے سب لوگون کو کے اور اس لئے غیر منصرف کی جمع حروف عامل کے آنے
 سے واو و نون بڑھا کر بناتے ہیں جیسے دریاؤن وغیرہ۔

پڑنے کو گیا وغیرہ۔

وہ اسماء جو کسی خاص شخص کا نام یا علم بناے جاتے ہیں۔ جیسے ہیرا۔ روپا۔
چندا۔ میندا وغیرہ۔

جمع عربی جو الفین آخر ہوتی ہے جیسے شمس۔ علماء۔ صلحا وغیرہ

صفات واسم فاعل اصلی و ترکیبی عربی و فارسی۔ جیسے ادنیٰ۔ اعلیٰ۔ مولا۔
مجلد۔ گویا۔ دانا۔ بیجا۔ قطب نما۔ مشکل کشا۔ روح افزا وغیرہ

ترکیب فارسی جیسے پدربندہ نے۔ مطلب و معنی پر زندہ و مردہ کا وغیرہ
وہ الفاظ مضر یا جملے جو نقلاً مذکور ہوں جیسے کالا سے اڑ دیا کے معنی لینا
تکلف ہے۔ ٹھوکر کھانا سے میری مراد یہ ہے وغیرہ

واضح ہے کہ حروف عامل وہ کل علامتیں ہیں جو اضافت ظرف فاعل مفعول اور
غایت وغیرہ بنانے کو مقرر ہیں۔ جیسے کا۔ میں۔ نے۔ کو۔ سے۔ تک وغیرہ

اگر ایک جملے کے مبتدایا فاعل دروند کرے ہوے ہوں فعل یا خبر واحد ذکر ہوتی ہے۔

مومن وقت وداع بے سبب آرزو کیوں ہوے + ہوں بھی تو بہرین مجھے پنج و عذاب

تھا + آتش الفت نے مجھے مارا ہیبت نے او سے مارا + میں اور قیہ آتش

اک جان دو قالب تھا + اور جب ایک تذکرہ اور ایک مونث ہو یا ناط لفظ اول کا اکثر رہا کرتا ہے۔

جیسے تعظیم تواضع کی وغیرہ مومن دیکھتا ہے میرنج و سرودہ بلا کہ آج + سنبلی کو تیرے

زلف کا سپاچ و تاب تھا + وزیر قصر لیلی کا نشان پاسے نہیں دنیا میں ہم + سنگ چشت

خانہ کیا صرف سحر مجنون ہوا +

وہ چلوں میں ایک خبر کو مخدوف کر سکتے ہیں لیکن اکثر ثنائی کا ذکر کیا جانا ضروری ہے

لحدین آکے جو مجھ سے غریب کو پوچھا + کرم نکیر نے منکر نے مہربانی کی + مومن تھی کہین
غارت گردوس دہن ہنگام خواب + شب کی بیداری سحر کا خواب رہزن ہو گیا +

بدل مبدل میں جو لفظ دو ~~را~~ ہو جائے فعل و خبر اوس کی تابع ہوتی ہے جیسا یہ

قول کہ ٹپی پکڑتا ہوں تو سونابن جاتی ہے یا سید کہ سونا لیتا ہوں تو ٹپی ہو جاتا ہے **سیر**
اشک افشان قبر میں سید دیدہ تر ہو گیا + بوریا ز قدم پانی کی چادر ہو گیا + ایضاً زندان
خیال زلف گرہ گیر ہو گیا + زنجیر مجھ کو سایہ زنجیر ہو گیا + ایضاً نالوں سے میرے یہ تہ دہالا
ہوا جہان + گردون زمین بن گئی گردون زمین ہوا + رنندہ جتوں میرے حق میں کم ہو گئی +
وہ میٹھی گندہ زہر قاتل ہوئی + ایضاً کہنے دے شاعر دن کو جو سنبل بتاتے ہیں + میری نظر
میں زلف تری اژدہا لگی + صبا ہوئی اس نذر مجھ کو منظور دید + رخ یار کا مدد مل ہوئی +
وزیر کب سہ کاری سے آؤنگا فرشتوں کو نظر + شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جایگا -

وولفظ یادو جملہ اردو کے یا ایک اردو کا ایک فارسی یا عربی کا حرف رابطہ فارسی سے نہیں
ملایا جاتا دون دونوں کے درمیان اضافہ فارسی آسکتی ہے چنانچہ غلط ہے لکھنا پیارو دلاسا -
مفر د بچاد - حرکت د چلتا - ضرورتوں د کماخات - ڈالی میل - زیور چاندی - نام عورت شاخ کھجور وغیرہ
اسی طرح ممنوع ہے جملہ اضافیہ فارسی کو داد و نون سے جمع کرنا مثلاً قوم عیسائیوں کو انصاف
حاکمون سے - یارون گزشتگی وغیرہ -

اسما کے نام معلوم و مخدوف حسب محاورہ مذکور یا موث مستعمل ہیں جسکے نے
کیا تیرا ہوا وغیرہ **سیر** شیشہ ہاتھ آیا نہ ہم نے کوئی ساغر پایا + سقیائے تیر ہی
محفل سے پہلے بھر پایا + مومن اور ہی کچھ پڑھا دیا اوس کو - دشمنوں کے
بڑھائے لوگوں نے + امانت ہمیں اب زندگی ہے تلخ ادون کی کر دہی باتوں

کسی دن زہر کھا لیجے یہی دل میں سمایا تو بعض بن نے مونث بھی باندھا
آڑیئے سائی ہو۔

بے بہارے اوس کے خوب چھنی + سب پر کی اورائی۔ سُنہ کی کھان۔ کسی
کی نہ سنی۔ بہارے اوس کے بڑی وغیرہ مہو من نہ دیکھی بیش جانی گھر میں آیا +
ٹھکانے ہرزہ گردی نے لگایا + وہی ٹھہری جو ٹھہرائی تھی دل میں + زبان پر
آئی جو آئی تھی دل میں + صبا بچلا تو رکھی فلک پر چار روز + غمزے کی لے
نہ او شتر بے مسار روز + آباد دور گردون میں کوئی قدر نہ ان کی کرتا + ناگردون
کی لیتے یہ حسین نموڑی سی + وڑیر ہو گئی عقیل بھی خاتم باڑھ بھی رکھی گئی
تو جو بڑا ہم سے بن آئی تری تلوار کی +

ایسا ہی جب جملہ مفعول ہوں واحد مذکر ہوتا ہی جیسا کہتے ہیں یکم نے کہا
کچھ ٹی کھایا کہ وغیرہ اور اسی طرح الفاظ بعض راستے کے بعد جو اسامیہ وقت رہتے
ہیں وہ لامحالہ مذکر واحد سمجھے جاتے ہیں جیسے ہم نے بجز ایک ردی کے نہ لیا۔ واضح
رہے کہ لفظ آلا واحد و جمع دونوں صورتیں لیتا ہی جیسے زخم آلا ہوا۔ یا آگے ہوئے مگر
چونکہ یہ لفظ سوائے لفظ زخم کے کسی کے ساتھ مرکب نہیں ہوتا اس لئے مونث متسل
ہوتا نہیں دیکھا گیا۔

کئے

کوئی اسم خالی نہیں اس بات سے کہ مذکر ہو یا مونث پس مذکر مونث ہر ایک کی دو قسمیں
ہیں حقیقی اور غیر حقیقی۔ حقیقی وہ جس کے مقابلہ میں اوس کے خلاف جنس حیوانوں سے ہو
جیسے مرد و عورت۔ مرغ۔ مرغی وغیرہ۔ اور غیر حقیقی اس کے برعکس جیسے گھر مذکر اور کتاب

مونث۔ پھر غیر حقیقی کو تین تقسیم کرتے ہیں اول اصلی جس میں قیاس اور قانون کوئی پایا نہ جائے بلکہ محاورے میں ویسا ہی مستعمل ہو جیسے پتھر نذر اور خاک مونث دوم قیاسی جو قیاس یا قانون پر نذر کیا مونث قرار دیا جاتا ہے کپڑا۔ اور تکبر نذر۔ اور لکڑی اور تیسرے مونث چنانچہ تفصیل اس کی آگے آگے انشاء اللہ تعالیٰ سووم خلافی جو خلاف قیاس اور قانون کے مستعمل ہوتا ہے جیسے موتی اور تعویذ نذر اور آسیا۔ اور خبر مونث۔

فقرہ بالا سے ظاہر ہوا کہ اسمائے ذی راجح کو نذر کیا مونث حقیقی ہوتا لازم ہے لیکن اسمائے جنس ایسے پوہنیں سکتے لہذا ان کی مثال ضرور اس کتاب میں خاتمہ پر دی گئی ہے مثلاً ہرن بلبیل وغیرہ۔

جب دو لفظ ایسے مرکب ہوں کہ ایک ہو جائیں شق ثانی پر لحاظ و حکم کیا جاتا ہے یعنی اگر شق ثانی نذر ہے تو لفظ مرکب نذر کہ ہوتا ہے اور مونث ہو تو مونث جیسے شبنون نذر اور صاحب سلامت سجدہ گاہ۔ سالگرہ۔ محل سزا وغیرہ مونث۔

قواعد مذکور

الفاظ جو ایک جماعت یا قوم کے لئے مستعمل ہوں نذر کہیں گواؤں جماعت یا قوم میں مونث بھی شامل ہوں جیسے مسلمان ہندو برہمن وغیرہ صبا اک خال سیہ بھی تری آنکھوں کے قرین ہوا۔ اچھے رہے ترکون میں بھی ہندو نظر آیا۔ نسیم صحت کو اثر ہے یہ یقین کیجئے کیونکہ خاصیت بت ایک برہمن نہیں رکھتا۔

نام خدا کے اور فرشتوں کے اور نام مہینوں کے خواہ عربی ہوں یا ہندی سوائے ان کے جن کے ساتھ لفظ مونث ترکیب پایا ہوا ہو جیسے بقر عید اور تیرہ تیزی وغیرہ۔ اور نام ملکوں اور شہروں اور مقاموں کے سوائے ان کے جن کے آخر میں یاے

معروف ہو مانند دہلی وغیرہ کے مذکر ہیں۔

چونکہ واسطے مشوق کے مستقل ہو نہ کر ہوتا ہے گو بہ ذات خود موصوف ہو صیما
مثل دیوانہ بہت شاہد آئی کف لاس + وہ پری سیر کو جس دن لب دریا نہ گیا + ایضاً
وہ پری مجھ فقیر کا نہ ہوا + نقش حب نقش بوریانہ ہوا + ایضاً شاید کہ وہ پری ہو کسین
مسکرا رہا + بجلی چمک رہی ہو بہت آسمان پر + مگر زند کا کلام اس کے خلاف دیکھا گیا نہ
کر لگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری + پیادہ گھر سے کھلے سر پر ہونے پائی۔ ایضاً
دل بیا نشا ہوگی ہر سان نہ ہو + بال کھولے ہوے + دھور دھار کرتی ہو + ایضاً چڑھا دھکا۔
گل گور مجنون پر اسے زند + نظر جب وہ لیلیٰ شامیل پر لگی + پس یہ شاذ ہو۔

جس لفظ کے اخیر میں ہمزہ یا الف مقصورہ یا مائے ہوز اگرچہ وہ ماضی
میں (یعنی عربی میں اگر وہ لفظ عربی ہی) تار ہی اور وقف سے ہا ہو گئی ہو وہ لفظ مذکر ہی
جیسے کھانا۔ دعویٰ۔ سیوہ۔ عشرہ وغیرہ سوائے آسیا کے گویا میں فقیر میں بھی
خوش چمن سے ہم بستر رہا + بستر میں نے بنایا ہے ہر ک کھال کا + ایضاً یہ اشارہ
کر رہا ہے ہم کو حلقہ دام کا + ہر کف صیاد میں دانہ تمہارے نام کا۔

الفاظ جو مرکب ہیں پن۔ ستان۔ زار۔ بان وغیرہ سے یعنی جو حسب قانون
زبان فارسی اسم فاعل و مفعول و ظرف زمان و مکان وغیرہ ترکیبی ہوتے ہیں مذکر ہیں
وزیر گلی تیغ و سپر باندھے پھر کرتا تھا وہ ظالم + لڑکپن بھی نہ تھا خالی ستم سے میرے
قاتل کا + ناسخ نخل ماتم کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا ہرگز + میرے اشکوں سے جو سر سبز
گلستان ہوتا۔ گویا گیا ہوگا گلشت کو جب کہ وہ گل + تو گلزار چھو لاسما یا نہ ہوگا +
وزیر اپنے دروازہ کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ + اب تو درکار نہ کوئی اسے دربان

ہوگا + رنڈاوس ترک شہسوار کو ہر جب سے ذوق صید + خالی شکار بند نہ پخیر سے ہوا +
نسیم جب آئندہ تاجر مرے سینہ سوزان سے دھوان + آسمان اوس کو سمجھتا ہر کہ
 ہمز او آیا +

جس لفظ کے حرف اخیر کے ماقبل الف ہو وہ مذکر ہی جیسے پیکان جہان نام وغیرہ
 سوائے بیاض اور جان کے اور سوائے اون کے جو دوسرے کلیون کے موافق
 اس قانون سے جدا کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی تھراؤ۔ دباؤ۔ دکھاؤ۔ وغیرہ طغیر انداز
 سے جد ہر وہ قدم پاؤ پڑ گیا + کوسون او دہر دلون ہی کا ستھراؤ پڑ گیا + ایضاً دابو سرکس
 کا تم اور ہاتھ دباؤ کس کا + سب دلیل آپ کے ہیں تم کو دباؤ کس کا + اپنے کو ٹٹھے پر جو
 کی آپ نے دیوار بلند + دیکھا اے پردہ نشین تم نے دکھاؤ کس کا +

جمع عربی جو وزن پر افعال کے آتی ہر واحد مذکر ہوتی ہی جیسے احوال۔ ارباب۔
 اسباب۔ القاب۔ آداب وغیرہ سوائے اوقات کے اسپر ہو کر زبان کبر سے
 معلوم کیا تجھ کو نہیں + مارغوت سے ہوا احوال کیا خجاک کا + نسیم زمانہ مسکون
 سے اے نسیم آیا دہر اب تو + بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا + اسپر راہ
 بھر کہہ کے یہ رہزن کو دیا دم پہن + تو ہی مالک ہر یہ اسباب سفر کس کا + آتش
 بار کو تم سمجھتے نہیں تو اے آتش + خطا میں القاب یہ بھر شفق میں سہجس کس کا۔ **الاجب** ان
 کا اطلاق مفہوم کے جدا جدا جزو پر ہو جیسے تمہارے احکام۔ اون کے اقوال
 وغیرہ مومن نہیں کیا تم نے احکام آزمائے + انھیں باتون نے تو یہ دن دکھائے
 مصداور واسما سے عربی مذکر ہوا کرتے ہیں سوائے بعض کے مثلاً وزن
افعال میں احتیاج و احتیاط۔ **تفعل** میں توجہ و توقع و تمناء۔ **فعال** بہ کہ

تائیں مثال اور نقاب مشترک ہو افعل بہ نتیجہ فاعل سکون عین میں ضرب۔ طرح بحث
فعل بہ نتیجہ فاعل عین میں بنجر۔ نظر۔ سحر۔ تلف۔ فعل بہ کسر فاعل سکون عین میں جنس۔
 واقعہ ہے کہ اس کلمے میں چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ایک یہ کہ اسم فاعل کے
 صیغے اکثر اپنے مدلول کے تابع ہوا کرتے ہیں جیسے مرد عالم تھا۔ عورت عالم تھی وغیرہ
 و دوم یہ کہ جب الفاظ عربی کے اخیر پر یاے معروف ہو تو وہ مونث ہوتے ہیں
 جیسے ترقی۔ تانی وغیرہ۔ ایسا ہی اخیر میں حاء حلی یا عین مملہ ہو تو جیسے فتح و فتح
 طرح۔ جمع صلح۔ روح۔ توقع۔ نزاع۔ مزاج۔ اطلاع۔ اصلاح۔ سوائے مرقع۔ قحج
 اور سطح کے اولوح۔ و متاع مشترک ہو۔ سو ہم یہ کہ افعال بہ کسر سہزہ اور افعال و افعال
 کے اوزان میں جن نطقوں کی انتہا پر الف ہو وہ مونث ہوتے ہیں جیسے ایذا۔ ابتداء۔ الجا
 انتہا وغیرہ۔ سوائے الف کے یا اگر اس الف اخیر کے بعد حاء حلی یا یا کے ہوں
 یا عین مملہ ہو تو بھی مونث ہوتے ہیں جیسے اصلاح۔ اکراہ۔ اطلاع وغیرہ چہا رام
 یہ کہ وزن تفعیل اس کلیہ پر جو قواعد مونث میں بیان ہو گئے تھے جس میں یہ حکم لکھا گیا
 ہو کہ جس لفظ میں حرف اخیر کے ماقبل یاے معروف ہو وہ مونث ہوتا ہو اس قاعدے
 سے علیحدہ ہے۔

قواعد مونث

اگر ایک لفظ مذکر نام کسی مونث کا ہو تو البتہ مونث متعمل ہوتا ہو جیسے ہیرا۔ کافور وغیرہ
 نام لوتیوں کے۔ ایسا ہی اوس کا عکس جیسا نوازش اور بندگی نام غلاموں کے۔
 لفظ مذکر کے اخیر میں یاے معروف بڑھانے سے یا اگر اوس کے اخیر میں
 الف یا یا ہو تو اس سے یاے معروف سے بدل کر مونث بناتے ہیں جیسے مرغ۔

مرغی گھوڑا۔ گھوڑی۔ بندہ۔ بندی وغیرہ ایسا ہی جو یا تصغیر کے لئے مستعمل ہر جیسے
 گر لٹھ گر لٹھی (بہ معنی قلعہ)۔ پراٹھ۔ پراٹھی۔ پیالہ۔ پیالی وغیرہ۔ یاد اسے اسم بنانے
 کے صفت کے اخیر میں واقع ہوتی ہے جیسے لال۔ لالی۔ خشک۔ خشکی وغیرہ لفظ مذکر کو
 مونث بناتی ہے۔

جو اسم یا سے صرف میں آخر ہو مونث ہے جیسے کالی۔ انگلی۔ پیشانی وغیرہ۔ مگر شرط
 یہ ہے کہ وہ لفظ مذکر حقیقی نہ ہو جیسے مائی وغیرہ۔ یادہ یا نسبتی یا صفتی نہ ہو مانند کھاری
 جلالی۔ خیالی وغیرہ کے آتش ملاحات ذوقن یا راکا ہر ہر سو شور + عجیب لطف
 کا کھاری ہر سیکہ کنون لکلا +

جس لفظ کے اخیر میں یا ماقبل مفتوح ہو وہ مونث ہے جیسے مٹی۔ تو وغیرہ۔
 نام نمازون اور اوقات نماز کے مونث ہیں جیسے فرض۔ نفل۔ ظہر۔ عصر۔ وغیرہ
 نام اوقات شمار دوزی کے مونث ہیں جیسے صبح۔ دوپہر۔ مغرب وغیرہ
 نام نایون اور دیادون کے مونث ہیں جیسے گنگا۔ جمنہ وغیرہ اسپر ہم بوبیا
 رہین مٹی غیر کردے پیر مغان + اولٹی اس شہر میں بتے ہوئے گنگا دیکھی +

نام کتابوں کے مونث ہیں جیسے گلستان۔ بوستان۔ وغیرہ۔ سوائے
 قرآن کے آتش تصویر کھینچی اوس کے رخ سرخ فام کی + اک صفحے میں تلم نے گلستان
 تمام کی +

حاصل بالمصدر فارسی و ہندی مونث ہیں جیسے برداشت۔ نمود۔ چھٹر۔ سوزش
 وغیرہ نسخ لطف شراب سے ہے خبر پرین کیا کردن + برداشت ساقیا نہیں مجھ کو خاک
 ایضا گوہر گوش صنم کی آب کا پر یہ اثر + سبزہ خط نے جو گالون پہ نمود آغاز کی +

صبا عرش تک نالے ہمارے جانینگے + چوڑ چوڑ کینہ جوا چوڑ تہین + تاسخ ہو گئی
 ہر اک فرقت میں شراب آتھیں + ساقیا بر خرم میں سوزش ہر عیان تہوں کی + ایضاً جن دنوں
 گلشن خسار تھا تیرا بے خار + کون ملیں تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی - ایضاً میں
 جو سالک جانتے ہیں اپنے دشمن کو بھی دوست + آبلون کو فائدہ کرتی ہر کاوش خار کی -
 باغ میں بے یار و ارے ہوئے آتش فشان - ہر خزاں میں روشِ شکار موسیقار کی
 میسر بھوک کا غم بھوک میں کھایا کئے ہم عمر بھر + جب مہولی ہم کو تلاشِ رزق بے
 منت ہوئی + ایسا ہی چال - ہار و غیرہ سوائے - چلن - و تلاش کے اور سوائے اُن لفظوں
 کے جو دوسرے کلیوں کے موافق اس قانون سے جدا ہو سکتے ہیں -

حاصل بالمصدّر اور دو جو اخیر میں وٹ لگانے سے بنتے ہیں مونث ہیں
 جیسے لگاؤٹ - سجاوٹ - کچھاوٹ - وغیرہ **اس** میسر سر جاتن سے کسی روز کرے
 خنجر بار + یہ لگاؤٹ تری ہر بار نہیں اچھی ہر + رنگین ہر جی میسرے دو گانامی سجاوٹ
 خاص + چسپی رنگ غضب اوس پہ کچھاوٹ خاص +

جو اسم وزن چرچا کے ہو گو اوس کا اعراب کچھ ہی ہونٹ ہوتا ہے سوائے پتا بمعنی سر اٹھا اور
 عصا کے اور سوائے اوس کے جو خاص مذکر کے لئے ہو جیسا گدا یا جو موافق دوسرے
 کلیوں کے اس سے جدا ہوتا ہو جیسے خدا لیکن لفظ بہاد و تون طور پر متعل ہے -

جس لفظ کے حرف اخیر کے ماقبل یاے معروف ہو مونث ہے جیسے دلیل
 کھیر - کھیل - (بہ یاے معروف) لکیر - پیپ - وغیرہ سوائے انگبین - بیم - تیر -
 خمیر - دین - شیر - (بہ یاے معروف) اور یقین کے اور سوائے اُن کے جو مذکر
 حقیقی کے لئے متعل ہیں جیسے پیر بمعنی مرشد - ایسا ہی وہ الفاظ جو تفعیل کے وزن

پر آتے ہیں۔ سوائے تقوید و تکمیل کے۔

اسمائے مصغر مونث ہو کر آتے ہیں اور یہ مونث ہی سے بنتے بھی ہیں ناسخ آوارہ یون ہو اور ہوس میں میں پیر جی + جس طرح اوطق پھرتی ہو بڑھیا مار کی + اسیر روح دولت تھی جو نکلی جسم سے سمجھے یہ ہم + باہر اپنے ہاتھ سے سونے کی چڑیا ہو گئی + اختر چاندی سونے کو کلا کیا اے مایہ ناز + تو نے ٹکیا بھی مرے دل کی کبھی تالی ہو +

جمع عربی جو الف و تائین آخر ہوتی ہو اور جس کا واحد بھی مونث ہو تاہو واحد مونث بزرگ کیا تعجب ہو جو دو جام دئے سب سے سوا + کب مرے حال پہ ساقی کی غلیات تھی اسیر جام اگر ٹوٹ گیا کون کرامات گئی + خیر خم کی رہے ساقی تری خیرات گئی + ناسخ خط نورستہ نہ قرآن کو کر دے منسوخ + لوح محفوظ سے ادتری ہو یہ آیات مئی + آتش سایل دولت دنیا ہون میں اے آتش کیا + گنج تارون سے بھی اوقات زمین گشتی ہو جس لفظ کے اخیر میں تائے قرشت ہو مونث ہو تاہو جیسے بات گھات وغیرہ۔ سوائے جبت کے اور سوائے ان کے جن کے حرف آخر کے ماقبل حرف صحیح ساکن ہو جیسے تخت۔ دانت۔ دست وغیرہ ناسخ تارے زمین نکال دے دانت چرخ نے و ہشت ہو اس قدر مری شبہاے تارکی +

جس لفظ کے اخیر میں تائے مصدری عربی ہو مونث ہو جیسے قسمت ناسخ کرتے ہو تعمیر اور ون کے لئے قصر و رواق + غافل و تم کو ملی قسمت مگر معمار کی + گرفت است ہر دو طرح متصل ہو۔

الفاظ جو الف و سین میں ختم ہوتے ہیں مونث ہو کر آتے ہیں جیسے آس۔

گھاس۔ باس۔ وغیرہ۔ سوائے لفظ پاس بہ معنی خاطر و ساعت کے اور سوائے الفاظ عربی کے جیسے التماس۔ راس۔ قیاس وغیرہ۔

الفاظ جو الف و با میں آخر ہوتے ہیں مونث ہیں جیسے آؤ۔ باد۔ تھناؤ۔ راہ۔ چاہ۔ (بہ معنی محبت وغیرہ) سوائے بیاہ۔ جاؤ۔ بہ معنی کنوان اور ماہ کے اور سوائے اُن کے جو خاص مذکر کے لئے مستعمل ہیں مثلاً شاہ یا جو موافق دوسرے کلیون کے اس سے الگ ہوتے ہیں جیسے الہ۔

الفاظ جو اے ہندی میں آخر ہوتے ہیں مونث ہیں اور کبھی اوس کے ساتھ ہائے ہوز بھی مخلوط ہو جاتی ہیں جنانچہ اڑ۔ باڑ۔ پوچھاڑ۔ بگاڑ۔ ڈاڑھ۔ باڑھ وغیرہ اتیس دم بھر میں صفین صاف تھیں بیدار گروں کی تھی منہ کی طرح خاک پر پوچھاڑ سرون کی +

اگر علامت مصدر کے آگے حرف کاف ہو اور اوس علامت مصدر کو حذف کرنے سے حاصل بالمصدر کے صیغہ حاصل کریں تو وہ مونث ہو اگر تے ہیں جیسے چمک۔

جھپک۔ جھلک۔ تھک۔ جھپک۔ ہرک وغیرہ ایسا ہی پکار۔ چھیڑ وغیرہ حرف کاف جو واسطے تخفیف و تصغیر کے لفظ کے آخر میں آتا ہے اوس سے مونث بناتا ہے صبا خیال نوک فرہ نے یہ اسٹ نکالک دی + شب فراق میں کھینچے رہا کنار چراغ بالیا ہی گنجلک وغیرہ۔ سوائے اُن الفاظ کے جو ذی روح کے لئے مستعمل ہیں جیسے طغلاک مردک وغیرہ

مکرر یا قریب المعنی یا ہم مضمون دو لفظ حرف رابطہ کے ساتھ یا بے اوس کے مستقلاً ایک معنی کریں اور اوان کے جدا جدا حصے کی کوئی جنس مقرر نہ ہو جیسے شمشیر

گفتگو۔ بلبک۔ کاین کاین وغیرہ یاد و نون حصے مونث ہوں تو واحد مونث ہوتے ہیں۔
چنانچہ آمد آمد۔ آب و تالاب۔ آمد و شد۔ آب و ہوا۔ شست و شو۔ گفتگو۔ بلبک۔ شد بد۔
کاین کاین وغیرہ۔ مومن بہو سواری نو سلیمان کی بہو + آمد آمد کسی ذی شان کی بہو + صبا
عیان جو یار کی دانتوں کی آب و تاب ہوئی + غریق سیل فنا موتیوں کی آب ہوئی + اسیر
آمد و شد نفس چند کی بیکار زمین + حال آئندہ و رفتہ کی خبر دیتی ہو + ایضاً نالے کرنے
سے مرے آنسو بہاتے سے مرے + اور ہی آب و ہوا ہے گلشن ایجاد کی + صبا
تن کو کیا دھوتا ہر دل کو پاک کر + اے بخش یہ شست و شو اچھی نہیں + آلا یہ کہ لفظ
آخر ذکر بلاست تذکر یعنی تذکر قیاسی ہو جیسے آب و دانہ۔ رنند شکر کر قید سے صیاد کے ہوتی
ہو رہا + آب و دانہ تراو بلبل شیدا اوٹھا +

اصطلاح

جس کلمے میں بہ لکھا ہو کہ فلان لفظ اس سے مشتق یا دو نون طرح مستعمل ہو اس
کی مثال نظائر میں دے دی ہو یعنی صورتہ اول میں ایک اور شق ثانی میں دو لکھیں
استعمال لفظ نے۔ اردو زبان مہندی سے نکلی اور مہندی بچ بھاشا یا بچ بھالکھا
سے پیدا ہوئی جس کے معنی بہن جنتی زبان اور بھالکھا زبان مسکرت زبان سے ماخوذ ہے۔
مسکرت میں لفظ نے مراد ہو اردو کے لفظ سے کا پس جس لفظ
کے ساتھ لفظ نے مستعمل ہوتا ہو اس کا فعل درحقیقت فعل نہیں بلکہ اسم مفعول ہوتا ہو
صورت فعل مجہول لئے ہوئے چنانچہ یہ کہنا کہ زید نے کپڑا پہنا بہ منزہ اس کہنے
کے ہو کہ زید سے کپڑا پہنا گیا۔ اور زید نے روٹی کھائی بجائے اس کے ہو کہ زید
سے روٹی کھائی گئی برخلاف اس کے اگر یہ کہو کہ زید نے کرا تو اس جملہ کی صورت متبادل

یہ ہوتی ہی زید سے گرا گیا جس کے معنی ہوتے ہیں زید گرا گیا۔ اور یہ مطلوب قایل
 نہیں پس جب ایسا ہو تو لفظ نے انھیں صورتوں میں اور ایسے ہی افعال کے
 ساتھ متعلیٰ ہو گا جو اسم مفعول بن جا سکتے یا اس کی صورت لے سکتے ہیں اور یہ
 بات سوائے متعدی کے فعل لازمی میں ممکن نہیں اور متعدی کے بھی صرف ماضی
 مطلق میں اور اوزن افعال میں حال ہو سکتی ہے چون کہ صیغوں میں ماضی مطلق ہوتا ہے
 جیسے ماضی قریب و بعید و شرطی و تمنی وغیرہ۔ اور مضارع و حال و استقبال و امر
 و نھی میں نہیں ہو سکتی۔

اس کے عمل کی نسبت یہ کہہ جاتا ہے کہ جب یہ لفظ متعلیٰ ہوتا ہے تو فعل
 تابع مفعول ہو جاتا ہے یعنی اگر مفعول مذکر ہو تو فعل بھی مذکر ہوتا ہے اور مونث ہوتا ہو
 جیسا کہتے ہیں زید نے کپڑا پہنا اور عمر دے روٹی کھائی وغیرہ ایسا ہی وحدت
 و جمعیت میں جیسے زید نے کپڑے پہنے اور عمر دے روٹیاں کھائیں لیکن دراصل
 لفظ نے یہی لفظ سے ہر تو فعل فعل نہیں رہا اسم مفعول ہو گیا اور وہ مذکر و تانیث
 اور وحدت و جمعیت میں مفعول اول کا تابع ہوا یعنی کپڑا پہنا یا کپڑے پہنے صورت
 دیگر میں کپڑا پہنا گیا یا کپڑے پہنے گئے ہے اور روٹی کھائی اور روٹیاں کھائیں فی الحقیقت
 روٹی کھائی گئی اور روٹیاں کھائی گئیں ہے۔ واضح رہے کہ اگرچہ یہ فعل ظاہر میں فعل
 مجہول معلوم ہوتا ہے لیکن غایر نظر سے موافق ہو سکیگا کہ فعل مجہول نہیں دراصل اسم
 مفعول ہے کیونکہ اردو میں لازمی اور مجہول کا اسم فاعل اور متعدی کا اسم مفعول بہ
 حذف جزو اخیر جو دراصل ان کی علامت ہے ایک صورت پر ہوتے ہیں جیسے بھگی بلی
 پھوٹی آنکھ۔ اور تراشمنہ۔ پھولا چین۔ کہا۔ سنا۔ بھونے چنے۔ دھویا موتی۔

چھوڑا دیس۔ سانپ کا کاٹا وغیرہ کہ ان سب میں لفظ ہوا محذوف ہے۔ ایسا ہی دودھ
 پیتا بچہ۔ مرنے والی۔ کھاتا دھن۔ کھاتا پیتا وغیرہ غرض چونکہ لفظ نے اردو میں بالاستقلال
 ایک علامت بن گیا اور خاص طور پر مستعمل ہے اور یہ بات بالکل بھلا دی گئی ہے کہ وہ دراصل
 کیا تھا اور جو عمل اس کا کیا جاتا ہے وہ ربط و تیرہ زبان یا سابق و محاورہ پر منحصر رکھا گیا ہے
 لہذا ان امور کے پورا سمجھ میں آ جانے کے لئے اس کے قواعد بنانا لازم آتا ہے
 اس لئے لکھا جاتا ہے کہ —————

لفظ نے علامت فاعل ہے اور صرف فعل متعدی کے ساتھ ہوتا ہے اور
 ماضی مطلق میں اور اون افعال میں استعمال پاتا ہے جن کے صیغوں میں صیغہ ماضی مطلق
 ہوتا ہے جیسے ماضی قریب و بعید و تمنی و شرطی وغیرہ صبا مانگ کر یا رے بوسہ میں پڑا
 جھگڑے میں + تھوڑی سی بات نے بھی طول بہت سا کھینچا + وزیر ترے سر سے
 کے ونبالے پر جس نے آنکھ ڈالی ہے + تو پھر شاخ غزالان میں بھی شاخ اس نے
 نکائی آرز + ناسخ دھونی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ + سرنوشت اپنی
 بن ناسخ نے مثالی ہوتی + آور مضارع و حال و استقبال و امر وغیرہ میں نہیں ہوتا
 کبھی اس علامت کو ضرورت کے سبب محذوف بھی کرتے ہیں پس اگر وزن
 شعر وغیرہ کے لئے ہو تو علامت مذکور فاعل کے ہمراہ مقدر ہوتی ہے ناسخ غیر سے
 کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم + کبھی تلوار تو مجھ پر بھی لگائی ہوتی + یعنی تم نے
 لگائی ہوتی + مومن دی تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہ ہوئی + خواب میں تو مرے آئے
 وہ مگر آخر شب + یعنی او نہون نے تسلی دی صبا خیال خام ہے امید رکھنا فیض دشمن
 سے + نہیں دیکھی کسی کی پیاس بھتی آب آہن سے + یعنی کسی نے نہیں دیکھی۔

اور اگر فاعل ردیف واقع ہوا ہر توبہ علامت خود بالذات محذوف ہوتی ہر موصوف مرے
 کہنے پر چل مت ہاتھ سے جا نکالے پاؤں کیوں اندازہ سچا + بڑھی جان کا ہی سوزنا
 جتاے زور عجز ناتوانی + یعنی اندازہ سچا نے اور عجز ناتوانی سنئے۔ لیکن عمل ہر حال
 میں موجود رہتا ہے۔ واضح رہے کہ بعض وقت شعراے ہند گراؤن کا جی چاہے یوں
 بھی اس لفظ کو محذوف کئے دیتے ہیں پوچھنے والا ہی کو نہ ہر کوئی جرم فرموداری تو
 ہر نین امیر کیا جانوں بزم عیش کہ ساقی کی چشم دیکھ + میں بہت شراب سے آگے
 سفر کیا +

۱۵
 نہیں ٹھوکر
 بعد ہم
 نہ ٹھوکر

جس صورت میں لفظ متصل ہو اگرچہ مقدر ہی ہو اور مفعول مذکور واحد ہو گو موجود
 نہ ہو فعل واحد مذکور ہوتا ہے جیسے میں نے کیا اوس نے کھایا وغیرہ و نیز عیشِ خال بار نے
 ایسا کیا زار و نحیف + بیٹھ رہنے کو مرے کافی جواب تل بھر زمین + خدا وہ فعل متصل
 مفعول ہے کہ منفصل جیسا جو چیز میں لے چاہی لی + اور دوسری جمع صورتوں میں مفعول
 کی متابعت کرتا ہے جنس میں بھی اور عدد میں بھی۔ یعنی اگر مفعول مذکور ہو تو فعل بھی مذکور
 ہوتا ہے اور ہونٹ ہو تو ہونٹ اور اگر مفعول واحد ہو تو فعل بھی واحد ہوتا ہے اور جمع ہو تو جمع
 ناسخ طاق ابروے صنم جس دم نظر آیا مجھے + ایک سجد بس وہیں راہ خدا تعمیر کی +
 وزیر مرز دیا زور دیا مال طرک گنج و کر + اے فلک کون سی راحت کے عوض بچ و گئے +
 رند تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں + خدا نے آنکھیں دیان دیکھ بھال لینے کو +
 جب علامت مفعول جو لفظ کو یا یاے مجھو لیا یا ونون ہر موجود ہو فعل تابع
 مفعول نہیں ہوتا بلکہ واحد مذکور ہوتا ہے ناسخ ہند کو آباد اوس نے کر دیا + غمزدون کو شاد
 اوس نے کر دیا + ایضا گردن ساقی کے آگے بارہا مغل میں رات + گردن میناے مگر کو

شمر نے خم کر دیا۔ اس کی بھی وجہ وہی ہے جو ابتدا میں مذکور ہوئی یعنی نے کو سے سے بدل دو تو یہ جملے یوں ہو جاتے ہیں ہند کو آباد اس سے کر دیا گیا۔ غزنو کو شاد اس سے کر دیا گیا۔ گردن مینا۔ مے کو شمر سے خم کر دیا گیا چنانچہ شمرین عواماً یوں ہی لکھا جاتا بھی ہے۔

چونفل۔ یہ مفعول چاہتا ہے ثانی کا تابع ہوتا ہے جیسے ساقی نے رقب کو مڑی۔ پادشاہ نے مجھے گھوڑے دئے وغیرہ غالب تیرے در کے لئے اسباب نشاط آمادہ۔ خاکینوں کو جو خدا نے دئے جان و دل و دین۔ اگرچہ مفعول ثانی مقدم ہو کیونکہ مفعول اول ہمیشہ علامت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اگر فعل اس کا تابع ہو تو اس سے ہمیشہ کروا دینا چاہیے ہر گاہ اور اس سے قومی توجہ وہ ہے جو فقرہ بالا میں گذری یعنی ان جملوں میں بھی اگر نے کو سے سے بدل دو تو صورت یہ ہو جاتی ہے ساقی سے رقب کو مڑی دی گئی۔ پادشاہ سے مجھے گھوڑے دئے گئے وغیرہ پس بغیر اس صورت کے جو نے کے ساتھ ان جملوں کی اوپر بتائی گئی ہے دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔

جس فعل مرکب کا جزو ثانی متعدی ہو لفظ نے اس کے ساتھ متصل ہوا کرتا ہے لیکن فعل واحد مذکر رہتا ہے موصن بات کہتے میں ردو یا میں نے۔ جو جواب آیا سو دیا میں نے۔ ظہر تیرا اس ناوک ننگ نے جب لیا دل سے نکل۔ زخم دل نے چارہ گر ناچار ہو کر رو دیا۔ اور جب دونوں جزو متعدی ہوں اعم اس سے کہ ایک ہی مصدر سے ہوں یا مغایر سے اُن کا وہی حکم ہے جو منفرد کانسیم جب دیکھے کجی کے سوار استی نہیں۔ بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یا رکھا۔ ایسا ہی روٹی کھائی وغیرہ اور جب جزو اول متعدی ہو اور جزو ثانی لازمی تو اس کے ساتھ لفظ نے غیر متصل ہے

جیسے بھول گیا۔ کر سکا۔ دے چکا وغیرہ اسیم مضمون کسان نزاکت بانان کا اس صبا +
سارے ورق بین مصحف گل کے اولٹ گیا + صبا نہ اوٹھنا تھا نہ اوٹھنا کوئی یار سے
بندہ زمین وہ پکڑی کہ ہفت آسمان اوٹھانہ سکے +

فاضلی استمراری کے اور اوس فعل مرکب کے ساتھ جو تریزب کی جت سے
استمرار اور دوام کے معنی کرتا ہر لفظ لئے نہیں آتا غالب بے صرف ہی
گدرتی تیز ہو کر چہ عمر خضر + حضرت بھی کل کیسنگے کہ ہم کیا کیا سگے + نسیم ہمیشہ
خاک و خون میں مجھ کو بیتابی بٹھایا کی + بدشکل مرغ بسمل کو تھے پیر شین پھر کا + صبا
شب غم میں مرے نالوں سے لگی دل پر چوٹ + چھائی کوٹا کئے ٹھریال بجانے والے
رشد و کف پائے عنائی کر کے یاد + و ہر کی شب ایڑیاں گڑا کیا + ایسا ہی کھانے لگا
وغیرہ کہ سینہ اندازہ منے استمراری کے ساتھ وزیر میر سے ناہیہ ون کو اوس در سے
اوٹھایا کہ سنے + آسمان تنکے لگا چنے مگر مجنون ہوا +

چسپ دو لفظ ایسے مرکب ہوں کہ لازمی کے معنی کرین اون کے ساتھ لفظ
نے غیر متعلق ہو جیسے دکھائی دینا کسے پانا وغیرہ -

جو لٹاڑھی ترکیب سے متعدد معلوم ہوتا ہر لفظ لئے اوس کے ساتھ غیر
متعلق ہو۔ مثلاً لانا اگر اصل میں لے آنا ہو چنانچہ اس شعر میں مومن اگر مشہور ہوا فسانہ
انجی بت پرستی کا + برہن کیا عجب ایمان لے آوین بنارس میں + رتدہ ملا جب کہ
نامہ بر کو ہواب + پرزے خط کے مرے اوٹھا لایا + صبا ہم وہ محکش ہیں کہ
ساغر جو ہمارا توڑا + محبت کے لئے فاضلی کا پیادہ لائے +

بعض افعال اگرچہ مفعول نہیں چاہتے لیکن اون کے ساتھ علامت فاعل

یعنی لفظ نے متعدی کی سی رہتی ہو جیسے کو سنا۔ دھارنا۔ موتنا۔ جھانکنا۔ وغیرہ
 مگر فصل ان کا واحد نہ کہ رہتا ہوتا ہوا جان دوگانہ جان کی بجائی نے موتنا مجھ نمازی پر + میانی
 تر ہوئی ساری پڑا آوصا بدن دھونا + اسیر پانی میں عجب عکس نے یک حق
 دکھایا + یوسف نظر آیا جو کنواں یار نے جھانکا + اور بعضوں کے ساتھ علامت مفعول
 ہوتی ہو لیکن چونکہ وہ اصل میں متعدی نہیں ہیں علامت فاعل متعل نہیں ہوتی جیسے ہم
 تم کو روتے ہیں رنہ تھا کون آ کے لاش پر ہوتا جو نو حکر + ہاں بکسی تو آج تلک
 مجھ کو رولی ہو + اسیر کب گنجفہ بازی میں نہیں جنگ کا کیا + شمشیر سے کس دن
 وہ مجھے سر نہیں آتا +

بعض لازمی متعدی کی صورت اور معنی پر متعل ہوتے ہیں بلکہ لفظ نے کا
 عمل بھی اُن میں اُسی طرح کیا جاتا ہو جیسا متعدی کے ساتھ چنانچہ ہنا نا۔ جگانا۔ بھلانا
 ستانا و زمر کا قصد جو قاتل کے لباس زعفرانی کا + ہنسا یا خوب ساہم نے دہان زخم
 سوزن کو + نصیر طر کر گئے یا ران عدم رفتہ تو منزل + سوتے ہی رہے ہم نہ کسی نے
 بھی جگایا + مولت چڑھیں ^{آمنیلا} خبر لونگا میں تیری خوب داعظ + جو تو نے بار بار اگر ستایا +
 ایسا ہی چاہتا اور کھیانا۔

بعض الفاظ لازمی و متعدی دونوں طور پر متعل ہیں اور لفظ نے اُن کے
 ساتھ ہر دو صورت میں استعمال ہوتا ہو اور یہ شاذ ہو جیسے انشا تیرے مر فیض عشق
 کی تپھر لگی جو آنکھ + اوس کے ہر ایک ہم دمونس نے غش کیا + بیٹھے ہیں ہم تو دل
 کو موسے ہوئے میان + تو جان اوس کو دے کہ تجھے جس نے غش کیا + لیکن اکثر
 حال میں موافق موقع اور مقام استعمال کے یعنی بصورت متعدی لایا جاتا ہو جیسا۔

مہاراجہ اوس یار اٹھ گیا اور وہ پھر یہ تپا۔ یہ شکر رشتہ یہ جیسے

اٹھنا

علی نے ہاتھ سے خیر اونٹ ریا۔

پٹنا

جی پٹنی لینے بٹ دینی اور روٹی پٹنی اور خضر بٹ تافہہ و بٹر نظر بھیجی بٹ لکھ۔

بٹ جانے نہ جانب سے تر سے دھیان گئی کا۔

پہلنا

میر اول بورلا اور آتش زمینی جی کھلیاتی ہو کیا کیا۔ بدلتا ہر رنگ

آسمان کیسے کیسے۔ ایسا ہی ہر کشتا کیہ بن سکے کرد و سر ہل دو۔

پھولنا

نہا سخ نیرے جو رہ ستم اسے عہد شکن بھول گئے۔ پنج غوث میں بہ پاسے کہ وطن بھول گئے۔

پکڑنا

تھوڑا پڑ لینے آواز بیٹھی اور چھپا نہ اٹھنا تھا نہ اٹھا کوے یار سے بندہ۔ زمین وہ پکڑی کہ ہفت آسمان اٹھنا نہ سکے۔

پلٹنا

خضر خط میں جب آپ نے تحریر سراسر ملٹی۔ میں نے جانا میری تقدیر سراسر ملٹی۔

پھونکنا

دم کرنا اور چھپا کیوں کر نہ اسے صبا ہو ہر ایک کو سر غرو۔ پھونکنا نہیں ہو

کس کے فرشتے نے کان میں۔ اس میر و کاشان کیا گلے خوش

ہو کے کٹواتے ہیں جن۔ پڑھ کے کس عامل نے پھونکی ہو چھری جلاوکی۔

سجھنا

نسیم وہ چھوٹ پرتھی یہ میل سمجھے۔ بازی چوس کی کھیل سمجھے۔

آتش بس کہ تھی اوس سے میان سینہ عارف کی صفا۔ چہرہ یار کو میں نے

دل روشن سمجھا۔

شمرنا

بات کہتے شمرنا ہوں اور آباو دل جلاتا ہر نہایت سوز ہجر اوس ماہ کا۔ آخر

دورخ کو شہر مانا ہر شعلہ آہ کا +

کترانا کا متحد سی اور آہا وہ کتر کر چلے ہیں میکیدہ سے حضرت زاہد +
بڑے مرشد ہیں ہاتھوں ہاتھ لانا بادہ خوار دن میں +

کنا سخ خمیدہ کرتا ہوا انسان کو جو ہر شرافت کا + اصالت جس میں ہوتی ہے
وہی تلوار گستی ہے + راحت چاندی سونے پر پھلنے والی ہوگی کوئی اور +
میں کھری ہوں کس کے کندن مل کوٹی پر مجھے +

کھچلانا جسم کو کھچلانا اور ذوق رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاے
ہے + مژدہ خاردشت پھر تلوار کھچلاے ہے +

گھبرانا ڈرنا اور موسن کھو دیا مفت میں دل میں نے کہ دکھ ہی پایا + قلق
ہجرت کیا کیا نہ مجھے گھبرایا +

لتاڑنا صبا خاک پاے قیس سمجھیں دیکھنے والے ہیں + اے جنون اب کے
تو ایسا ہی لتاڑا چاہیے + ایضا ساقیاب کے بڑے دور دن پر
میں ہم پرست + چل کے واعظ کو سر مبر لتاڑا چاہیے +

لہرانا امانت متلاطم جو ہوا چشمہ حسرت یکسر + داغ دل دہونے کو لہر کے
جلا دریا پر + صبا لہر اتا ہوا دل کو رخ رنگین کا خط بہنر + مہر بہنر ہمیشہ ہے
گلزار تحسار +

ایسا ہی

تلوار ادگلی بننے نکل پڑی اور سانپ نے من اوگلا۔

شیشہ بھرا یعنی پڑ ہوا اور اس نے پانی بھرا۔

کترانا

کنا

کھچلانا

گھبرانا

لتاڑنا

لہرانا

اوگلتا

بھرنا

ستھو کنا دنیا کو تھو کا یعنی التفات بہ حقارت کیا یا لہو تھو کا اور زمین پر تھو کا۔

چلنا لات چلتی اور راستہ چلنا یا ہوا چلتی۔

لے نقص شرع ہندو خلاف قانون بعض متنازعہ کے ہمراہ لفظ سے استعمال نہیں کرتے چنانچہ۔

بولنا اگرچہ یہ لفظ متعدی ہو چنانچہ منشی احمد علی صاحب اپنی انشا بہادی النساء

کے صفحہ (۱۰) میں لکھتے ہیں کہ میں نے کونسا بڑا بول بولا تھا مگر

چونکہ گاہ کا ہے لازمی کا سا یعنی یہ معنی سخن کردن بھی مستعمل ہو جاتا ہے

لہذا متعدی ہونے کے موقع پر بھی اس کے ساتھ لفظ سے نہیں

لاتے تھیسم بول وہ کہ ہم بتائیں تعبیر + دسوزی کر لگا کوئی دلگیر +

گو متعدی کے لئے استعمال ہو مگر لفظ سے اس کے ساتھ نہیں لاتے

آتش تیری جو یا د اے دلخواہ بھولا + بالہ بھولا + والد بھولا +

اسیر وادی عشق ہر یہ عرصہ شطرنج نہیں + نقد جان ہا کر گیا چال جو

انسان بھولا +

نسیم اک بل جو جھپٹی چو ہے کو بھانپ + نیو لے نے بھگادیا

دکھا سانپ +

موسمن عدو کی عشق بازی آشکارا + غرض سچ ہو کہ تم جیتے میں ہارا +

نسیم وہ بانجھ تھی جب حمل قبولی + سوسون آنکھوں میں سب کی بھولی +

واضح رہے کہ قبولنا جب اکیلا مستعمل ہوتا ہے تو لازمی ہو مگر حالت ترکیبی

میں متعدی ہوتا ہے جیسا میں نے شرط قبولی وغیرہ۔

جھپٹنا

جیتنا

قبولنا

شیمسن کے تیسری کی زمانہ نالی + زنجیر کے پیچ سے نکالی +
 شیمسن کے کی بری ہوا شکرا + راجہ نل سلطنت ہر ہارا +

چاہتا چاہیے کہ جو مان لکھی ہو کہ لفظ سے مستعمل نہیں ہوتا اور اس سے یہ مراد نہیں
 کہ مخدوف رہتا ہے یا باعث موانع عارضی کے عمل نہیں کرتا بلکہ اون افعال کے ساتھ
 اس لفظ کا لانا قطعاً ناجائز جانتے ہیں۔

اب وہ مثالیں جو ان قوانین سے مستثنیٰ ہیں یا مشترک جنس رکھتی یا معنی
 کی تبدیل سے ان کی جنس بھی بدل جایا کرتی ہے جیسا ہم وعدہ کر آئے ہیں اگلی ساری
 پانچ سو بیس کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ ان نظائر میں بعض ایسی مثالیں بھی ملینگی جو
 قوانین بالا کے موافق مذکور یا مونسث ثابت ہو چکی ہیں اور ان کو مکرر لکھنا تحصیل حاصل
 تھا مگر اسکا سبب یہ ہے کہ وہ طبع اول میں درج ہو گئی تھیں تو میں نے نظر ثانی میں وہ میں
 رہنے دیا کہ دلیل اور بھی قوی ہو مثلاً آمد آمد۔ ابتدا احوال۔ اوقات وغیرہ۔ نیز کئی ایک
 تازہ مثالیں اور ان شاعروں کی ملینگی جو عرف میں محبوب یا گئے گزربے ہیں۔ یہ مثالیں
 میں نے فرہنگ آصفیہ سے دی ہیں اور صاحب فرہنگ چونکہ مشرطن خاص دہلی ہیں
 اور ان کی تصدیق پر ان کو موثق جانا ہے۔

نظائر الفاظ

باب الف

تظہیر

شعر

نظائر
 اب
 اب

اب مذکور نسخ گیا جو اس کو پور میں ہوا پھر پڑا اب حرم سے لاتے ہیں جس طرح زیارت مکرر

تلفظ	واجب	نہی	تفسیر
آسمی	مذکر	نظر	پرتی ہر ہر واقعہ پتھر اس کی نگاہ
آستان	مذکر	ناخ	بزرگ پتھر جو نقش بارہ ہو
آستین	مذکر	مومن	میران و شہنشاہین شوق سے تھک کر
آسان	مذکر	رند	وہ جو غیبیہ رند لڑکھائی سے شگفتہ
آسن	مذکر	آتش	اگر تار بجھنے لگے ایام شوقیان
آسن	مذکر	ناخ	کیا گداز دل میں ہو جاتی ہو حدت طبع کی
آسیا	مذکر	اسیر	نہ تو تانسی و نہ کا دل وہ راحم ہون
آشیان	مذکر	ناخ	چل کے ناخ گلشن شیراز کو آباد کر
آغاز	مذکر	آتش	خبر اول و آخر نہیں مطلق آتش
آغوش	مذکر	رند	میں وہ محرم محبت ہوں ترکین بیگم
آغوش	مذکر	نظر	شاہد مقصود ہر کس کی نعلین نظر
آفتاب	مذکر	ناخ	آج ذرے کو آفتاب ملا
آفتاب	مذکر	امانت	اگر ہر گھنچے میں بھی سیاہ بختی کا
آگ	مذکر	رند	پوچھو نہ جلن کا دل کی احوال
آہ	مذکر	ناخ	آئی برسات اب یہ آہ رسائی گلفام کی
آمد آمد	مذکر	مومن	ہو سواری تو سلیمان کی ہو
آمد و شد	مذکر	اسیر	آمد و شد نفس چند کی بیکار نہیں

لفظ	رواج	تلفظ	تفسیر
آن	مونث	مومن	میں آیا جو میں میں جان آئی
آن لفظ ۱۲	مونث	ظفر	اس طرح جدا کی ہر آن نکلیں ایسی
آن ادا ۱۲	مونث	مومن	ہر دم لبتہ جان حسنین تھی
آنت	مونث	ناسخ	فاقون سے تباہ میری حالت ہر گز
آنچ	مونث	رند	شعلہ رخسار ہیشہ سے رہے نظر
آنسو	مذکر	ناسخ	لہو سا بدن کا کر دیا ہر خشک زونٹ
آنکھ	مونث	آتش	کچھ نگہ نہ تو کی ہم سے کہ رکھتے ہیں
آواز	مونث	ناسخ	سینہ کو بی سینے دوری میں جو کی بولنا
آہ	مونث	رند	اوس بکے دل میں تاثیر کی جا کر
آہن	مذکر	نسیم	صورت سوزن بنا کر بجیہ کر گئے ہمیں
آہو	مذکر	آتش	گگ سے شکار اگلی زبان خوش نگہ کرتے
آیا آیت ۱۲	مذکر	ناسخ	چشم زاہد میں ہوں گو خواہ گناہوں کی
آیات	مونث	ناسخ	خطورتہ قرآن کو کر دے نسخ
آبا انکار ۱۲	مونث	اسیر	دشمنی اس دم خالی سے عین کفر ہے
ابستا	مونث	وزیر	سہا ہر عشق نازہ ابتداء ہوتی ہے
ابجد	مونث	آتش	گر ہما جاز سے توحیف کھلی مجھے
ابر	مذکر	مومن	روز و رات کے دعا کر اک ذرا دیکھ
			کیا ابر کرم ہے سہرہ چھایا

نوع	نوع	نوع	نوع
ابرود	نمذکر	نمذکر	نمذکر
ابرود	مؤنث	مؤنث	مؤنث
ابلق اس	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اتار	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اتو	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اثر	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اجاغ جلیطہ	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اجل	مؤنث	مؤنث	مؤنث
اچار	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اچھو	نمذکر	نمذکر	نمذکر
احتجاج	مؤنث	مؤنث	مؤنث
احتیاط	مؤنث	مؤنث	مؤنث
احسان	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اجتناب	نمذکر	نمذکر	نمذکر
احکام	نمذکر	نمذکر	نمذکر
احوال	نمذکر	نمذکر	نمذکر
اغتر	نمذکر	نمذکر	نمذکر

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

نوع

لفظ	واج	معنی	تفسیر
انگر	مذکر	موسم	واغ ولی لکھنے کے تربت کر چون لالہ
ادا	مؤنث	موسم	ہو نہ بے تاب ادا تھا رہی آج
ادب	مذکر	ہش	ادب چھدا دست ہو قاتل کے دام کی
اذان	مؤنث	اسیر	رہا ہی یا ابرو میں شغل فغان برسوں
اذون	مذکر	اسیر	اور دن کو اوس اذن دیا عام کا
ارباب	مذکر	نسیم	زمانہ مسکون کے نسیم آباد ہوا تو
ارغنون	مذکر	ہش	جھونکی کے جھونکے حال اوس کو آگیا
ارغوان	مذکر	آتش	ترشہ سید کا دھوکا تھا چکا آکر
ارگن	مذکر	خستہ	رقص پایا پر پامال برین ایں فرنگ
ارمان	مذکر	تاغ	لی جان خدا کسی نے کیا قتل
اژدحام	مذکر	آتش	وہ کون ہی جو زمین اون کو دیکھتے تہا
اژد	مذکر	اسیر	شام فرقت کی سیاہی جو فلک پر ڈری
اسباب	مذکر	اسیر	راہ بھر لیکے یہ رہزن کو دیا دم ہم نے
اسب	مذکر	صبا	کس طرح ہو بے حسون کو فردغ
استخوان	مذکر	آتش	منہ کے زہین کیوں یہ ہوا جیل کی طرح
اسمِ اعظم	مذکر	آتش	وہن اُس کو کتابی میں ہی پرنا پیدا
اتک	مذکر	رند	لہو بہتا ہے چہرہ میں دھنک لکھن میں آتا ہی
نظم			چوہہ انگر نہیں چنک مین نہان ہونے
شعر			مذکر قتی جو بے قرار سی آج
			سنبل سکتا نہیں اپنی شگ جھپٹی کر گیا
			وہ موسم ہو کہ وہی کہیں سجدہ اذہر ہون
			بہرہ صندھ سے مین وورہ موقع سلام کا
			بہت و صندھ کا گرونی نہ ارباب کر کم نکلا
			سربے گھر سے سر سرے انجین کیا
			جو کر بلا سطلے مین ارغوان ہوتا
			تھو کروں سے اوس خردم کے لگن بجا
			نکلا نہ دم مرگ بھی ارمان ہمارا
			نظارہ بازون سے اک اژدحام ہوتا
			مین یہ سبھا کہ کئی دے اژد او ترا
			تو ہی مالک ہے اسباب سفر کس کا ہی
			اسپ چوبی چہرہ غیا پانہ ہوا
			شاید وہاں سگ سے ملا استخوان گرا
			اسمِ اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
			ہوا ثابت ملازم جگر بانی جزا تا ہی

نظیر	شعر	پنج	چنانچہ	نکات
شاعر ہون پر سب نے تھکان ہوئی سنگھتا	اصلاح رہی ہر مجھے اپنے دماغ کی	آتش	موت	اصلاح
دیکھتا ہوں قاصد نامہ نہ سنتا ہوں پیام	کس طرح ہوا اطلاع اوس کو بیمار حال کی	ناخ	موت	اطلاع
سوزن لے سے زبان نہ ہوا اکا ہی	اُن کی مانند نہ ہم نے نہ کھلازا اپنا	آتش	نذر	آفت
بے گنہ مجھ کو ستایا اوس نے	آف نہ کی تو بھی جلایا اوس نے	مومن	موت	آفت
آتش و قمرین میں برہنہ سر شاہ ہوا	سلطنت کا مرے سر چو نہ افسر آیا	ناخ	نذر	افسردہ
دیکھتے ہی زلف کا مضمون آیا مرے	مجھ کو سنبل کا نظارہ سانپ کا فسون ہوا	گویا	نذر	افسون
گروہان بھی یہ غموشی اثر افغان ہوا	خوشیوں کوں محال کا پرسان ہوگا	مومن	نذر	افغان
گلشن میں کیا اشارہ کیا خیال یار نے	افیون باغبان کو دی کو کنا رنے	وزیر	موت	افیون
کر امت ہونے زرد آپ کے دل تفتہ کا ورنہ	کسین تہی بنی ہر جگہ کسیر شمشے کی	مومن	موت	اکسیر
یار بڑتا ہوں لعل میں یا قوت	جب لبون میں اگال آتا ہوں	امانت	نذر	اگال
سلجیگا کیونکہ دیکھئے دل زلف یار	بے طرح اس میں اس میں ہوا الجھاؤ پڑ گیا	ظفر	نذر	الجھاؤ
پیش از سوال دون میں نکیرین کا جواب	ہو التجا زبان مجھے اسنے کام کی	آتش	موت	التجا
فلک رس ہوں غوغا مناجات کا	کردن التماس اپنی حاجات کا	مومن	نذر	التماس
کبھی نہ آؤں گے ملے ہم جدا ہو جائے	پھٹا دل ایسا کہ پھر التیام ہو نہ سکا	بحر	نذر	القیام
مل نہیں پلتے ہرین کج طبعوں کے ہرگز نا باز	چین پیشانی سے باہر ہر الف آؤں گا	آتش	نذر	الف
یار کو تم سے محبت نہیں تو اے آتش	خطا میں القاب چتر فق من ہر کس کا	آتش	نذر	القاب
اب ملک بھی تو ہر نعم دیا ہی	اب ملک تو ہر الم دیا ہی	مومن	نذر	الم

نظم	شعر	نسخ	نسخ	نسخ
امام و شیخ	مذکر	ناسخ	بجاء دانه بین ساقی جو دانه انگور	ہم پہنچے سمین والین امام شیعہ کا
امان	موت	غالب	گرم فریا دکیا شکل نہالی نے مجھے	تب امان ہجر میں مئی کیا لیال نے مجھے
استخان	مذکر	داغ	جب یقین عشق آیا پھر وہ بیکمان بنا	اگے غضب میں ہم کے استخان بنا
امر کام	مذکر	نسیم	غیر ممکن ہو کسان ہو سکے	رنگیا جو امر شکل رو گیا
انگ	موت	اسیر	کیا ہر مردہ فلک نے مگر ہر دل زندہ	وہی منگ ہر پیری میں نو جوانی کی
اسیر	موت	مومن	خیال زلف بن خود رفتی نے قمر کیا	اسید تھی مجھ کی کیا بلا کے تنے کی
اناج	مذکر	اختر	کیسے شیطان بن گئے یہ بھان	کیسے نہ بہک میں گر اناج ہوا
انار	مذکر	ناسخ	دل کے پتہ دقت میں بیکھین ہیں باور	دل کے پتہ دانت ہنسی میں نظر انار آیا
انبار	مذکر	اسیر	آمد سے کس کی ہر نگاہ نشان ہر نگور	پھولوں کا سیر ہی خاک پر انبار ہو گیا
انتظار	مذکر	داغ	غضب کیا تروعدیہ اعتبار کیا	تھام رہا تیا مت کا انتظار کیا
انتہا	موت	آتش	مرد دنیا مجھ کو بے دردی ہر تپ سا فیا	ابتدا ہوا جی ہر اور انتہا برسات کی
انجام	مذکر	ظفر	آغذ محبت کو تو ہان سمجھے ہم اچھا	اچھا پر اس آغاز کا انجام نہ پایا
انداز	مذکر	گویا	ہر رنگ گل جگر پہنچے ہر جگہ سے سننے والوں کے	نیا انداز ہر بلبل ہر شہر و دیوں کا
اندام	مذکر	وزیر	ہر آب خاک نادر ہما میں بھی تفرقہ	اس وجہ اضطراب میں اندام ہو گیا
انصر صیر	مذکر	وزیر	زلفوں نے دل کو جھین لیا رخ کی دید میں	لوٹا ہر دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
انسان	مذکر	ناسخ	شیر سے تاشیرت ہر گ یک سی تلخی ہو چکی	نرم رنگا کھانے میں انسان جہان پیدا ہوا
انقلاب	مذکر	ناسخ	خاک سر پر ہر مہر و مسہ پانا لیا	اسے فلک زور انقلاب ہوا

نظم	روای	نظم	نظم
انکار	مذکر	دلخ	کہو ہنگام حشر میں یہ کون میں کون
انگبین	مذکر	ناخ	میر ہو لاکو اسیر الغل ملتا تھا خطاب
انگشت	مؤنث	اسیر	دعویٰ خون بہن درکار ہو کیا حشر کے
انگشتر	مؤنث	اسیر	جو وہن ہو نقش جہاں میں تھا اہام پاک
انگور	مذکر	ناخ	برشکال آتے ہیں چڑھو ٹھنڈے سو دوڑو
انگیا	مؤنث	امانت	یہاں گر کھل گئی لال جھانگیا مسکی
اوجھڑ	مؤنث	سحر	ابو کی حیثیت ہو کہ تلوار کی بلجک
اوس	مؤنث	نسیم	فہر الہر اے کے اوس چاٹنی
اوسان	مذکر	اسیر	آنکھیں میں نے کھولیں نظر کے نے
اوقات	مؤنث	آتش	سوشوق بھی کوئی نظر آتا ہو ٹھنڈا
اوقات	مؤنث	آتش	سائل دولت دنیا ہو میں لے آتش کیا
اوجی آہ	مؤنث	رنگین	جس طرح کی ہم اوس نے کے باہم اوجی آہ
ایاغ پیلا	مذکر	ناخ	سوسے روشن رہو ایاغ اپنا
ایجاد	مذکر	نسیم	قبر پر آیا چرخ کو مبارک باد مگر
ایذا	مؤنث	رند	نالہ کیسا آہ سنیں کی
ایمان	مذکر	نسیم	مجھ کو باتیں تمی تیر کرین کیا داعظا
اینت	مؤنث	ناخ	ہوا ہر حسرت زمین ہوس کیا مناسب ہو
			فرزہ دے جایگا انکار میرا
			خانہ زہور میں تب انگبین پیدا ہوا
			سرخ منہ سی ہر انگشت شہاد تیری
			کوئی انگشتر جہاں بلجنگین ملتی نہیں
			آج ہم دشت میں ہیں شہر میں انگور چلے
			لب نازک صدائے لگی بس بس کی
			بتلی کی یہ گردش ہو کہ اوجھڑ سپر کی
			بن میں کالوں نے رات کاٹی
			ہنگام قتل یہ مجھے اوسان انگیا
			اوقات بسر ہوتی ہو کشمیر میں میری
			گنج ماروں بھل وقتا نہیں گنتی ہو
			ہو نصیب اس طرح کرنی مگر ہم اوجی آہ
			گل نہ ہو ساقیا چرخ اپنا
			یہ دنیا ایجاد ہو میرے ستم ایجاد کا
			کیا کچھ تجھ بن ایذا گذری
			پاس ہر آست بدیش کے ایمان میرا
			اگر گلو این مثنیٰ قبر میں دوچار سونے کی

لفظ	ادواج	نسخ	نظیر شعر
			باب بامی
باب	مذکر	ظفر	شاہد مقصود تک پونہ پینے کیونکہ دیکھئے بند ہو باب تنہا ہر غنیمت کھلتا نہیں
بات	مونث	ہتش	دل لگی اپنی ترڈر سے کس بات نہ تھی صبح کشام سے یا ہر سوابات نہ تھی
بات آن	مونث	سالک	بند ہو پو کھلے خوبی زبان کی خمش بات کھوتی ہر وہان کی
باد	مونث	ناسخ	تاہمین آج جو اس گل کی سواری تھی شوہیل نے کیا باد بہاری آئی
باد اسم	مذکر	رند	بے غمزہ جو کہ تاجر چھوڑا دس چشم چار شہر مندہ اکھ مرتبہ بادام ہو گیا
باد بان	مذکر	ظفر	جہاز چشم تباہی میں آگیا جوہین شرہ کا باد ہوا لکے باد بان ٹوٹا
بادل	مذکر	اسیر	مکان یار دریا بنگیا اسیر کرنے سے پروردہ باد کے کہن بادل گھر کے آیا ہر
بادہ	مذکر	ناسخ	چشم حیران کلام کو اوس چشم بیگن کیا بارہ گل رنگ بھی پانی سے پتلا ہو گیا
بار وزن	مذکر	ناسخ	سانہین کوئی اوس بحر حن نازک کہ کان نہین اوٹھتا ہر بار مچھلی کا
بار دخل	مذکر	اسیر	جب قیامت میں از دام ہوا ہم یہ سمجھے کہ بار عام ہوا
بار	مذکر	میسر	احوال خوش امن کا ہم زم زم ہن جو ہر افسوس ہو کہ ہم دھن کا نہ بار پایا
باران	مذکر	ناسخ	ہر رنگتی ہننا آدمی سے بعید سالم باران غم ہر گل آدم ہوا
بارنگ	مونث	اسیر	شہید عشق ہوں کہ وہان تنگ کا جگہ سبزہ لہ میں جو بارنگ لگی
بارش	مونث	آباد	کوی جانان تک سالی کی نہ پوچھی انک کی بارش جدا بارش جدا برشا کی
باڑ	مونث	ظفر	پیکر مجھ کی کبھی دھتھے نہ دہ ہین اے ظفر بگاڑ کی کٹی باڑ تھی

نظم	شعر	نظم	شعر	نظم	شعر
باز دم تیغ	سوت	ناخ	ہجرین سہنگاتے ہی ہوا صد مجھے	ہر لب فغانِ محراباڑھ سہ تلواری	
باز	مذکر	اسیر	تری نگہ سے طوفانک بچیں نہ بچیں	بلند ہو کے ہوا میں یہ باز ڈوب گیا	
بازو	مذکر	مومن	تو کسی کا بھی خریدار نہیں پڑا لم	سفر دشمن کا ترسے کوچے میں بازار لگا	
بازو	مذکر	ناخ	آج مولد ہے جناب جسہ رکرا رکرا کا	ہو گیا بازو زبردست احمد مختار کا	
باغ	مذکر	ناخ	گل کین دیکھا زمین نے داغ حسرت کے	میرے شکون گر باغِ جنا شاداب تھا	
باگ	سوت	ظفر	دشت میں تپ رہا تو دشت کی گبا	اٹھ گئی آغا ردا سنگی بھر سکتی نہیں	
بال	مذکر	امانت	خط کے ہنر کا خیال آتا ہر	دل کے شیشے میں بال آتا ہر	
بال	مذکر	اسیر	تنگی کے جانتا ہوں کہ توڑینگے دانت	بیکار گیسو دن کا کوئی بال ہو گیا	
بال	مذکر	غالب	امینِ عدم بھی پڑھوں در غافل بارہا	میرے آتشیں میں بالِ عنقا جل گیا	
بام	مذکر	صبا	منزلِ جانان میں جاینگے کندہ سے	لے صبا ہم حقیقتِ نر و ناکھانین	
بان	مذکر	رنگین	باندھ چھو چھو کو نوزال کیوبی انا جا	چارپائی سے تری کل جو وہ بان بچے	
بان	مذکر	سودا	ترکش اولیٰ میں عالم کا چھان مارا	شرکانِ شیرے پیکارِ جن کا بان مارا	
باندھو	مذکر	رشک	ہوں وہ گرشت جسے ہوشِ سرسما نہیں	باندھو میا روٹ باندھو ساہو سرود ستار کا	
بانگ	سوت	نسیم	شیرین کو گور میں تھا تصویر یہی مدام	تا جرخ بانگ ماتم فرہاد جاگی	
بت	مذکر	ناخ	تو وہ بت ہو کہ اگر دیر میں جاتا نک دم	شل ناتوس ہر اک بت دینِ نالان ہوتا	
بٹیر	مذکر	بحر	سحرِ قلم کی پھندیت کی آواز	بٹیر اوجِ معانی کے بے حساب گرے	
بحث	سوت	صبا	سخت باتوں کا تری کیا دین جواب	بحث ہوئی دو بہ دو داچی نہیں	

نظم	شعر	نظم	شعر	نظم	شعر
بحر	مذکر	اسیر	مذکر	مذکر	مذکر
بخار مرعش	مذکر	ناسخ	مذکر	مذکر	مذکر
بخار کدورت	مذکر	صبا	مذکر	مذکر	مذکر
بخار بھاپ	مذکر	آتش	مذکر	مذکر	مذکر
بخت	مذکر	سوسن	مذکر	مذکر	مذکر
بد دعا	مذکر	رند	مذکر	مذکر	مذکر
بدن جسم	مذکر	رند	مذکر	مذکر	مذکر
بدن غم	مذکر	آتش	مذکر	مذکر	مذکر
بر نسبت	مذکر	جان	مذکر	مذکر	مذکر
بر پلوس	مذکر	سوسن	مذکر	مذکر	مذکر
برسات	مذکر	اسیر	مذکر	مذکر	مذکر
برتن	مذکر	جان	مذکر	مذکر	مذکر
برج	مذکر	انشا	مذکر	مذکر	مذکر
برسات	مذکر	آتش	مذکر	مذکر	مذکر
برش	مذکر	ظفر	مذکر	مذکر	مذکر
برق	مذکر	رند	مذکر	مذکر	مذکر
برقع	مذکر	سمنون	مذکر	مذکر	مذکر

لفظ	رواج	نسخ	تظہیر
برگ	مذکر	ناسخ	آزاد ہین قیود سے افتاد گان خاک
بزم	مونث	رند	نشہ سے صورت تصویر تھا بے خود ہست
بس	مذکر	ساک	مجھ جیسے سخت جاں کیا جسے تھکا
بستر	مذکر	غالب	در پردہ کو کہا اور کہ گے کیسا چھر گیا
بسم اللہ	مونث	ظفر	ترے عارض قرآن کیا بنا کر کی لکھ گیا
بسم اللہ	مونث	وزیر	ہوا عشق تازہ ابتدا آہ موتی ہر
بسم اللہ	مونث	ساک	جوف سے کا ترے انجام ہر قیس
بشر آدمی	مذکر	آتش	آئینے میں پرچی چہرے کو دیکھتے تو
بط	مونث	آتش	موسم گل کی چڑیا کئے ساتی بے کار
بنل	مونث	سیر	لحدین اسوہ سینوں کی لڑکے تصویرین
بقا	مونث	صبا	سہو عیش کو دنیا میں نہیں کچھ وقفہ
بکواس	مونث	رنگین	میں تیری وارسی نصیحت نہ کر مجھے باجی
بل خم	مذکر	سیر	ذابل ماندہ کر گیا سر انسان سے غرور
بلا	مونث	صبا	رخ یار پر جب بھی زلف آیا
بلبل	مذکر	انیس	و تم غور پر گلریزی ہر یا سطرین ہی کی بند
بلبل	مونث	ناسخ	گل حرام محبت میں ہیں یوں تازہ آہ
بلم	مذکر	اختر	آکھ کے ٹوٹنے پلوٹنے کھا یا لطف او
			اور تاجہ اشجر سے جو برگ خزان گرا
			تھامہ قہ کا ورق بزم خرابات نہ تھی
			یہاں ٹوٹا سا رہا ہر اکثر غضب کا
			جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
			بھونک کر در پردے ہی بسم اللہ بگڑا
			مبارک طفل ل کی تاج بسم اللہ موتی
			وہ بسم اللہ ہر بھان داستان کی
			کیونکہ بھلا محبت تم سے بشر نہ کرتا
			بطین ارڈ کے لبست کو چھوڑتی ہر
			پری فسون نہ غلغلہ بل زمین میں ہی
			کم ہی بھان برق کی چمکتے بقا کو کی
			تجھے بھی یاد ہو کہ اس سب خدائی کی
			تنج میں بال جوہر گا تو کمان بل ہو گا
			بلا اسے صبا ہم پر نازل ہوئی
			صبر و کلک ہر باغ میں ملیں چھپا کر
			محسوس دامن میں ملیں ہو گرتا رہی
			برچھو میں حسن کا بلغم نظر آنے لگا

نوع	اوان	نوع	نوع
بنّا	مہنٹ	اسیر	اسیر
بنت	مہنٹ	رنگین	رنگین
بناوٹ	مہنٹ	رنگین	رنگین
بند ملکہ: زنجیر	مذکر	نسیم	نسیم
بند مفضل	مذکر	وزیر	وزیر
بند بندہ	مذکر	ناسخ	ناسخ
بند سوجاؤ	مذکر	ظفر	ظفر
بندش	مہنٹ	نسیم	نسیم
بندوق	مہنٹ	اسیر	اسیر
بنیاد حقیقہ	مہنٹ	ظفر	ظفر
بنیاد پارہ	مہنٹ	ظفر	ظفر
بنیاد نال	مہنٹ	نسیم	نسیم
بو	مہنٹ	آتش	آتش
بوٹل	مہنٹ	ناسخ	ناسخ
بو جھ	مذکر	بگویا	بگویا
بوچھاڑ	مہنٹ	اسیر	اسیر
بود	مہنٹ	ناسخ	ناسخ

لفظ	واج	نظم	نظم
بہا	مذکر	آتش	قلب مامیت ارباب صفا کھوئی تیر
بہا	مؤنث	یاس	روشن چشم یہ اشکون کی بہادری تھی
بھاپ	مؤنث	دبیر	چڑنی ہر دھوپ تھرکی تو تیز چلتی ہو
بہار	مؤنث	رند	جنونک چچ میں پھر جان قرار آئی
بھاگڑ	مؤنث	اسیر	پیری کی مگر فوج اسیر آئی ہر نزدیک
بھاد	مذکر	ظفر	ہو بھونچم سے اشک دان دریا سے
بہتان	مذکر	آتش	شبقت میں کلون ہو پیری کی کچھ چکی ہو
بھرم	مذکر	ظفر	بوجہ ہم نہیں سے کچھ اس میں بھید ہو
بھگت	مؤنث	رشد	اس بچے اپنے گھر سے نکلے اپنے دوست
بھنور	مذکر	ظفر	آتش تین ساقی کا دریا میں پڑا
بھنون	مؤنث	ظفر	جو بھونک آتش نچشم سنگین کی گنگ
بھور	مذکر	صبا	سحر و سحر کی مانگن جو دما
بھید	مذکر	رند	ہو جا بھی کا فزوندار کی اک راہ
بھیر بھیر	مؤنث	آتش	لاش پر لاش نکلتی ہو کر گوجے سے
بھیس بھیس	مذکر	اسیر	سنا غریب نہ شاہ بدوہ جن خوبی میں
بھیک	مؤنث	اسیر	دلف کا بولے گیا اس بچے پر سے
بیابان	مذکر	ناخ	عمر بھر خوشی میں اگر سحر نور دی کی
			سیر کے قابل ہو تھامل کا بیابان گیا

نظم	شعر	نظم	شعر
بیاز سوز	مذکر	جان	بجئے بی بی مجھے داماد کے دم کا سدا ہر
بیاض	موت	اسیر	دشت دشت بین بیاض شہر چانا باکی
بیان	مذکر	ناسخ	یقین کر سنئے اور کل سرخ لگے ناسخ
بیت	مذکر	ناسخ	سکڑا پاک اپنے شعلے کی طرح تھر گئی
بیت شعر	موت	نسیم	مرد و عورت کی فکر دو پہلو ہو تو ایسی ہو
بے تے	موت	جان	بے تے کو کھڑی نفیست کی لاک
بیداد	موت	اختر	بے لکھ اندھ جان میں نہیں ہو
بید مجنون	مذکر	آتش	رہا سال ہا سال جنگل میں آتش
بیج جزا	موت	ظفر	لی چیز بر خاک کر دے عاشق بے تاب
بیر عدوت	مذکر	ظفر	گندہ نہیں کہ مراد ہاں کہ مجھ سے کو گونے
بیستون	مذکر	آتش	فرما دے کہ چھوڑ کے تیشے سے مر گیا
بیض	مذکر	اسیر	تاکا تیرے سر پہ لکھد یا جواب
بیگار	موت	اسیر	لنگیک باغ میں ہر جاو تھاؤں آج بخت
بیل	موت	بحہ	ہو بخت ہاتھ حمال کسی کی گردن میں
بیم	مذکر	ساک	ہوں شب وصل اس قدر بے خود
باب بامی پارسی			
پا	مذکر	آتش	رہنمائی کنی تو برہن عورت گزرتو کلمہ
			عصیر کندہ دیکھا دست خشک ہاں لایا

میرزا - کتا در پل در و در ہے دوست + بیاد میرزا در ہی جاو گیا -

آفتاب	روح	آواز	تظہیر شعر
پاتراب	نذکر	ناسخ	جب کہ میں نے وطن کو گنج کیا
پاٹ	نذکر	آتش	ڈولنا ہو گئے شیخ تو نار جہنم سے
پاس پھر ۱۲	نذکر	سالمک	گستاخا روز بھی ہزار آفتوں کے ساتھ
پاس لحاظ ۱۳	نذکر	نسیم	ما تم بہت رہا مجھے اشک چکد کا
پاسخ	نذکر	مومن	کاش پڑائیں جو سنوں کی تین
پاسنگ	نذکر	ظفر	پلین جن کے تم رہنے دو خال ابرو
پان	نذکر	امانت	شفق بچولی ہو کیشام کو شہر بختاں میں
پانی غصہ	نذکر	آتش	رو کر کے بچے دل نہیں خالی کیا بندہ
پانی آبرو ۱۴	نذکر	ظفر	چمن میں تیرے زمرہ ہو جو دیکھ کر اوس کو
پانی رشخ ۱۵	نذکر	آباد	آتش شوق شہاد ہے یہ ہر سیارہ
پانی برسات ۱۶	نذکر	اسیر	جاسکا پھر تھر تھر جو وہ جانی آیا
پانی طبع ۱۷	نذکر	اسیر	یاد اس بگٹائی کی جو حشر میں ضرور
پادون	نذکر	مومن	کیا صعب گزار ہو رہے جس
پایان	نذکر	آباد	استرا تیرے نہیں ہو کھڑے صبر کو
پسیا ۱۸	نذکر	ویر	پس دن بھی رہتاں نا اوار تک تھوڑے
پتا نشان ۱۹	نذکر	آتش	پہنچے مار فوج جو ہم نے مکان بار
چنگ کاغذ ۲۰	نذکر	اسیر	بھتی کٹی ایک لکھ کے انسان کا ضرور

لفظ	اوج	آ	تظہیر شعر
پتھر	مذکر	ناسخ	مر گیا ہوں نیکہ کر جبہ دین پر نور کا
پٹ	مذکر	ظفر	وہ نہ تہ آتے تھیں بہت سر چھوڑا
پر	مذکر	ناسخ	جس کو کیا نشانہ ہوا دم بین نشان
پرتو	مذکر	اسیر	آبا نظر کلیم کو جلوہ جو طور پر
پرچم	مذکر	خستہ	سب کے نشان نیچے پڑے
پرچھاوان	مذکر	آتش	چراغ بند ہو کل عکس ہو خستہ گنگوٹ کا
پرچھاوین	مؤنث	بند	از پری ہو کر دیوانہ سے عالم کو گزرتا
پرستار	مؤنث	ناسخ	کبھی لپکی کبھی شیریں کبھی عذرا سنی
پرودا	مؤنث	آتش	غلانہ دھو میں مری خدمت کو غلامین
پردوار	مؤنث	ظفر	وہ اگر بال پر نوش مرغ تیز پاں
پرہیز	مذکر	موسن	یون شربت ریا سم تیز نہیں تھا
پشوا	مؤنث	نسیم	پشواؤ گستاخ حوض اوتاری
پنکار	مؤنث	انیس	یکجا جو چراغ اہل حق سے دو چار تھی
پکھاج	مؤنث	نسیم	اوس نے جب کھاج اوس کو دے دی
پل	مذکر	ظفر	پیدا کیا وہ اوس نے بشر عروج بن مق
پلک	مؤنث	بند	حسن جہت کا تیرے پندیاں پھر گئیں
پلنگ چو پلنگ	مذکر	ناسخ	ہو سکان کو رنگ سونے کا
			کیا کرو مٹکا پلنگ سونے کا

یہ شعر
ایک زبانی ہے
ادبی محفل کے
مستند و معتبر
مدرسہ دینی
مدرسہ

لفظ	روح	تفسیر
پلنگ تار و مود	مذکر	اسیر
پناہ	مؤنث	امانت
پند	مؤنث	ناسخ
پندار	مذکر	ظفر
پور بنداشت	مؤنث	اختر
پوست	مذکر	آتش
پوشاک	مؤنث	ناسخ
پھاگ	مذکر	نسیم
پھانس	مؤنث	رند
پھل مہو	مذکر	اسیر
پھل شیار	مذکر	اسیر
پھلو آغوش	مذکر	ناسخ
پھلو عکبہ	مذکر	آتش
پھلو سنی	مذکر	آتش
پھلو قریہ	مذکر	آتش
پھلو بازو	مذکر	اسیر
پھول گل	مذکر	نسیم

اور بخشا ہر کیا جنہوں نے اسیر
تاقتو ہاتھ رکھ کے کہیں نل سے آگیا
غرض بند ماموں نے ہر چند کی
سرکشی کرتا ہر کیا کیا اپنی ہی پر جناب
گئے سے آنکھ وہ لگا تی ہر
لالہ رو کر گاہیں گل ہاند امون کو داغ
موتائی ہر جنون غم نہیں عروانی کا
سچے وقت وہ راگ خوش نہ آیا
اب اس مژدہ کا دل سے غلش نہ رہا
میں تاشانی جو گلزار مجھ کے اسیر
ہمارے بعد ہو گا زخم کھانے کام نہ سکو
ہو گیا بھاسرو میں تیرو دم جاکے گئے
دور کو چہ دل کو کھر ٹاٹنا ہوں
بڑھ چلا لاکھ قدیا کی موز دنی سے
کھایا خنجر حلا و کا چر کا پھلو
مگر دین نقش نام جانا نگین ل پرین لیا
صد دہی بلبیل میں نے ٹوٹ جاکے

بچے ہم سے پلنگ کرتا ہر
مانگی کہیں پناہ رسالت پناہ کی
ہوئی پردہ تاثیر کچھ پسند کی
دیکھنا انک دم میں بند کر کیا تھا کیا
پورا ایک ادس کو بھاتی ہر
روز عشر شاعر و کا پوست کھینچا جا گیا
ہو گی پوشاک کمر واسطے تیار نہی
بے فصل وہ پھاگ خوش نہ آیا
وہ پھانس جو جگر میں چھپی تھی نکلی
پھل سنہرو کو کتے ہیں نخل و دار کا
کیسا کوڑیوں کے مول فاسل چل کٹا دی
وہ مسرت مگر کچھ گرم پہلو ہو گیا
نہ تو دیوار کا ٹکیشہ نہ تو در کا پہلو
مصراع سرو میں لٹکانہ کر کا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو
تمام عالم ہو ز فرمان میں پہلو نگین کا
سحر و دست گلچین جو توڑا پھول گلشن کا

لفظ	اوج	نظیر
پھول رنجر	نذر	رنگ
پھولام	نذر	جان
پھیر	نذر	وزیر
پیار	نذر	سومن
پیس	سوش	ظفر
پیام	نذر	اسیر
پیپ	سوش	رند
پیٹ شکم	نذر	ناخ
پیٹ حلقہ	نذر	جان
پیٹھ پیٹ	سوش	ناخ
پیچ	نذر	گویا
پیچ و تاب	نذر	سومن
پیر پاؤں	نذر	سومن
پیر سن	نذر	ناخ
پٹر دخت	نذر	آتش
پیش نیمہ	نذر	وزیر
پیغام	نذر	سومن
پھول اگر طر جابر عیہ آتش بار کا		اہل جنت کو بہت پر جنم کا خیال
ستا گز کی مول سے پھول ہم گیا		مالن پرن آئی ہو تو دیکھو نوبسار
اسٹک کوس بھر کا تجھے پھیر گیا		بر کرجو آستین سے پونچا ہو کوس تک
وہان لطف کم ہو تو یہاں یاد کم ہوا		مشتوق بھی ہم نے نہا ہی برابری
اوس جسم کم کیا خون جگر اور لگی		نہ بھی پاس کو سوختہ جان کی ہرگز
میں بن دن کو سپو پنا یا یا مل گیا		قاصد آیا ہو کہ تھے جتا مصطفیٰ
غور کرتے ہو تو کو کو بکر انگاروں کی		دلہنی پہ گلچن میں غم فرمے
چٹ کر گئی آشتیا نام اپنا پیٹ		جو یا بدل مایہ جل کا پیٹ
ہر پیٹ کین سنہ کا لہ زمین رہتا		دل کھولے جبک نین کو بگی رشتی
اس واسطے ہی شہید او صراقت کی		سند آب کو دکھا نہیں سکنا ہر شرم سے
پیچ دکھلا دو جو گیسوی غم خام کا		بھول جا اپنا بل کرنا بھٹائی غم وال
سنبل کہتر نخی لف کا سیاہ و تاب		دیکھا نہ ہو رشک و حسد وہ بلا کہ آج
عمر ابد نے مار ہی ڈالا		در و در نہ سان نے پیر نکالا
پیر بن ہو جنگ جسم شمع بر فافوس کا		آنے پارم جانان میں تو یہ بالید ہو
ترتیب میرے پیر او گنگا پتا کا		بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جا لگا
پیش خمیر تو روزہ ہوا سوار کا آج		باغ کو چاہیگا ابر سید مت اوٹھا
قاصدک زبان نین پیغام نکلتا		مین دہم سے مرنا ہو دوا دیکھ کے

نظیر	نظم	نظم	نظم
پیکان	نذر	مومن	ایسی لذت غشزل میں کسان ہوتی کہ رگیا سینے میں اسکا کوئی پیکان ہوگا
پیل ہاتھی	نذر	ظفر	ملا بادل بادل کیا گرج دیکھ کر اسے ساقی یہ پیل ست پیل ست چنگا لڑکر چٹھا
پیمان	نذر	آتش	صداق القول نہیں دوسرے جھڑکشی شیشے سے عمدہ پہاڑ پیمان دگیا
پیوند	نذر	آتش	ہر نہ اوس لیلی خوشی کا دلی دیوانہ محو بید مجنون سے کمان پیوند نخل لکھو
باب تائی و تائی			
تاب بر توں	مونث	ناخ	لے لے تو میں صبا لے نہ ہو جو اچھو دھو گل برگ لے کتاب ہو پیل تری نقار کی
تاب جلا	مونث	ظفر	ہو سو الاسر بھی آج رات نہن کی چمک تا کیہ تیرے در و در واریسی کا ہے کو
تاب طاقت	مونث	ناخ	خط جو اس مجھ کو بنا نہیں ہو سب ہاتھ گالوں کو لگا سے تاب کیا خیم
تاہدان	نذر	ظفر	ہمارے دل میں ہر یوں اوسکے تیر کا روز اندھیر گھر میں ہر جس طرح تاہنا ہوتا
تابوت	نذر	اسیر	اوشہ گئی لاش مگر اپنے آئنا نہ کہا کہ یہ تابوت سر انگڑ کس کا ہو
تاب و تون	نذر	ظفر	نہیں لے چھوڑا تاہ و تون بل بے تری ہو اگر چہ دل میں غم نے کچھ نہیں تاد و تون
تاب طاقت	مونث	واغ	تیرے جلوہ گرہ جا کلیما تھا ام کر شہر تک انسان کی تاب طاقت ہو چکی
تاج	نذر	اسیر	مرا خط لے گیا مرغیت بغیر تک جب سے ملا ہر حال میں دین تاج ہر ہر کو فغان کا
تار سلا	نذر	اسیر	کس گیند کی گھیر نہ اٹھایا طوفان تار و تار جو ہم لب حجون باندھا
تار	نذر	ناخ	ساتن سین کی محبت میں ہمارے کھٹا اسے پر تار دفن بھی تار سین ہو گیا
تاک رخت گلو	نذر	آتش	ایندہ تار کھٹکے سنوں کی طرح سے باغ میں صنہ کیف تار سلسلے میں تاک تھا
تاک کین	نذر	ظفر	یوں ہو طبیعت اپنی ہو سوئی گئی ہوئی اکڑی کی جیسے تاک گس پر گئی ہوئی

نظائر	نوع	نظم
شعر		
راحت کے لئے بچہ خدا سے کیا پیدا	مذکر	تال
یہ تال بنایا ہر میان ایک ہی سر کا	مذکر	تالاب
ظفر ہو دیدہ کو پر آب اپنا کوئی جانان میں	مذکر	تان
رہا یوں جس طرح سے بلخ میں بٹائی کا	مذکر	تبر
کان میں پس کی آواز چلی آتی ہر	مذکر	تپ
تائیں تہی ہو کوئی حور تھا سادہ کی	مذکر	تپاک
چوبند کو شجر ہی سے تبر لیا ہو	مذکر	تتبع
فانغ البال ہوا میں تپ پہرانی	مذکر	تتق
اکلہ رصاعقہ تلوار سے تپاک کیا	مذکر	تخت
ابر اکثر اس برس برس کیا	مذکر	تخت روان
کیا تتبع دیدہ ترکا کیا	مذکر	تخم
جسے صحرائیں روگرداد وشت کستہ ہیں	مذکر	ترازو
متن باندھا ہو میری آہ نے گرد و فکر کا	مذکر	تریت
جس طرح خورشید بڑھ جائے ابر کا	مذکر	ترود
بس سلیمان کا جنازہ بنا	مذکر	ترک چھوڑا
کچھ جنت روان بلند ہوا	مذکر	ترک نشان کتابا
دیکھے کھلا دیکھا گل خروش و رنگ گل	مذکر	مردپ
نفلتے ہیں ابراشکی ہی نون گھونٹ	مذکر	
مستاع و رد کی ترازو ہو تو ایسی ہو	مذکر	
کیا برتی ہو کجا ابر رحمت بے کسی	مذکر	
ہر کوئی تربت مقرر ناخ مخفور کی	مذکر	
کم حقیقت کے لئے شرس کھچی ہو نہیں	مذکر	
کون استفسار کر تا ہو ترود سور کا	مذکر	
عاشقوں کا طلب سہ کمان جاتی ہو	مذکر	
سور ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا	مذکر	
نہ لکھیں کہنا ہو حیرت میں کتاب	مذکر	
ترک لک جو کی دو دو پہر ملتی نہیں	مذکر	
دردگاہ موت ترک کیا دل بیار کی تھی	مذکر	
تو جوانی تو مجھے حیرت میں آیا آرام	مذکر	

نظم	روح	پنج	نظیر شعر
تعویذ نقش	مذکر	اسیر	فلک پر ہر سحر سراسر تمنائیں نکلتا ہے تعویذ زریں اس کے دروازہ باز دے کے
تعویذ قبرا	مذکر	آتش	دشمن دستِ پلِ مرگ ملینگے انکھیں نقشِ چپکے ہو مرنگ لحد کا تعویذ
تکبان	مؤنث	صوفی	تکلیف جانے سے اوٹھائی نے راہ کی کچھ تکبان پائی
تکرار	مؤنث	آتش	منہ دکھا دہشت رہی تکرار ارنی اور سن ترانی کی
تکلیف	مؤنث	ظفر	اوڑا کچھ سے تن زاریوں ظفر میرا ہوا ہے جو کئی کی نکلی خرابی تھی ہر
تل کنبد	مذکر	صبا	کو لھو میں گردش نگہ یار کے پسا تل تیل کے ہو گیا چشم غزال کا
تل خال	مذکر	ناخ	مردم چشم ملایک ہیں تر خال سیاہ روختو رشید یہ ایسا نہ کوئی تل ہو گا
تلاطم	مذکر	اسیر	قیامت ہو جیسی ہر ذبح کے دم تلکچہ پڑی راہ دل میں تلاطم حسرت دیدارِ قاتل کا
تلچٹ	مذکر	اختر	کس کی مٹی خراب ہو سکتی اس کا تلچٹ خمار کرتا ہے
تلوار	مؤنث	آتش	نہ سوائیں ہر قسمت کا قصور قاتل ہاتھ کمر ورنہ تلو ازری بھاری تھی
تمکین	مذکر	آتش	تو ان یکھا اٹھ میز ان خرد میں بارہا کوہ کو ناز میں بھاری تر انکھیں ہوا
تمن	مذکر	آتش	صفحہ گلن کی جنبش کیا اقبال کشتہ شہید کے ہوسا لاجب ہم تمن پکڑا
تمنا	مؤنث	اسیر	کیا کہو حسرت دل وصل میں کیا کیا نکلی حرص کی حرص تمن کی تمنان نکلی
تن	مذکر	موسن	لے اوڑھی شہ ہوا لاغر زبیں تن ہو گیا ذرہ ریگ بیابان اپنا مدفن ہو گیا
تنخواہ	مؤنث	وزیر	ملا جب ہم داغ جنون گھبر کے دل بولا کیسی عیش کی سرکار میں تنخواہ ہوتی ہے
توان	مؤنث	نسیم	زمانہ نکل نکلی روح لفظ مر جا کہہ کر مر قاتل تو ان دو باز ہو تو ایسی ہو
توبہ	مؤنث	اسیر	آئی بہا جس روح را لگان ہوئی توبہ میری حضرت پیر مغان ہوئی

نظائر	انج	نظائر
توپ	موش	رند
توڑ	مذکر	ناسخ
توسن	مذکر	ناسخ
توق	موش	مومن
تہ	موش	مومن
تھان ٹانڈا	مذکر	اسیر
تھاہ	موش	صبا
تھمت	موش	داغ
تیر	مذکر	ناسخ
تیخ	موش	صبا
تیل	مذکر	اسیر

باب تائی ہندی

ٹاپو	مذکر	جان
ٹاٹ	مذکر	رنجک
ٹبر	مذکر	جان
ٹکر	موش	رنکین
ٹھاٹھ	مذکر	اسیر

نظم	شعر	نظم	شعر	نظم	شعر
جاسے	موت	مومن	عشرت پوش کس خدمت اور دم مجر نہ ہو	اپنے ملنے کو کوئی جا مقصد نہ ہوئی	
جبین	موت	ناسخ	شگ ہو کی طرح سب بخ از اہر ہوشیا	کیا جو سجدہ نہ ہوئی نہ جہین ہی سی	
جدول	موت	ناسخ	جا بجا تعریف لکھی ہر خط دلدار کی	چاہے جدول مرد یوان کو ز نگار کی	
جوس	مذکر	ناسخ	پس جازہ لیل یہ کتنا ہر جرس ل کا	ہوا بار بار غفلت بخش دہر محل کا	
جزم	مذکر	نسیم	کیونکہ حد ہر مین اپنے جرم بے قصیر کا	قتل کے بعد ایک ناکہ نہیں شرم آگیا	
جرب	موت	ظفر	جربیک ہکشان جو ضعف پیر یں	کبھی اے فلک کتے ہاتھ سے سینکل	
جڑ	موت	ظفر	کیا قیامت ہو جاری صحرہ و فضا	جس باغ دہرین ہر شجر ک لگنی	
جز	مذکر	ذوق	پارش شگ ہر جسے ٹھکرا کے تو چلے	اکسیر جز ہر تر سے قدم کے غبار کا	
جزو	مذکر	ناسخ	نگہست کا کل پیمان جو دیتے تشبیہ	عطر جو عسکا ہر جزو پریشان ہوتا	
جستہ	موت	آتش	شبانی ملک روز وصل نادم صبح	چراغ تھین ہر آدہ جستہ جوتیری	
جسم	مذکر	ناسخ	گھل گیا ہر پیر یں جنم مجھ یا لوس کا	ایک نام لگان ہر شمع اور فانوس کا	
جشن	مذکر	سلاک	خلعت مند نشینی کا یہ جشن	جشن حیدہ جی بھی کچھ بڑھ گیا	
جفا	موت	آباد	ابر لو نامہ زبانی ہر مکی دل مرا	ہر مرنے کیلئے دشمن ہی جفا ہر شاکی	
جنگ	مذکر	نسیم	اک ایک سے رات بھر نہ چھوٹا	ہو پختہ ہی جب آں کا ٹوٹا	
جگر	مذکر	غالب	ہو ایک جہرین دو دن چھہ ہو سہیں	وہ دن کی اپادول سے جگر جدا تھا	
جگنو زہرہ	مذکر	رند	سر کا دوپٹہ شگے جو گردن کپاس سے	جگنو کی طرح یار کا جگنو چمک گیا	
جگنو کرکٹ ٹیپا	مذکر	اسیر	دل سوزان ہوا جگنو کی بے جا ناہین	کما جے شتاب ایک میں جگنو جگنا ہر	

نظم	رواج	نسخ	نظم
جگہ	مونث	ناسخ	دست آباد جہان تنگ ہوا دین فلک
جلوہ	مذکر	نسیم	چاہیے مجھ کو جگہ زیر زمین چھوڑی سی
جل تھل	مذکر	ناسخ	نسیا دیا جائے نظر جلوہ جمال یار کا
جلد حصہ کتاب	مونث	اسیر	پل راتے ہیں کہ میں ہر جاں تھل بھر ہو
جلد کتاب ۱۱	مونث	اسیر	دیوان ہمارا جلد نوین ہر بھار کی
جلد چرم ۱۲	مونث	اختر	پتھر عجب رکھتی ہے جلد کتاب کی
جلد غصہ ۱۳	مونث	مومن	ہم یہ جلد بد آپ کی بھلائی ہو
جم و شہرہ ۱۴	مذکر	ظفر	بے شرم تجھے جلن نہ آئی
جمع و فرج	مذکر	غالب	بغیر جہان ہرگز یہ جھاتی کا گیم جاتا
جن	مذکر	ناسخ	مرگیا ہین ہر جمع و فرج دریا کا
جنجال	مذکر	صبا	سے پری ہر جن بھی کتابا و لاہر جگہ
جنس	مونث	آتش	عشق گیسو نہ ہوا جان کا جنجال نہ
جنگ	مونث	ناسخ	ساتھ یہ جنس خریدار لئے پھرتی ہو
جنگل	مذکر	ظفر	نہ ہی جنگ کو کچھ حیرت اور اغیار کے تھی
جنون	مذکر	حالی	لے ظفر دیکھ کے پھر مجھے جنگل کھانا
جو ندی ۱۵	مونث	آتش	جنون کا فرما ہوا چاہتا ہو
جواب	مذکر	آمانت	کرم حق سے ہر گلزار توکل سرسبز
			وہاں گور سے سچے اداسے جواب یا

نظم	نظم	نظم	نظم
جواب جز ۱۱	نذر	اسیر	کیا جو خالق عالم نے خلق دل میرا خیل نے یہ کہا کیسے کا جواب بنا
جواہر	نذر	امانت	لبوس زر نگاہی اوپر دھرا ہوا نیچے ہر کشتیوں میں جواہر بھرا ہوا
جو بن عالم ۱۱	نذر	آتش	چاکر آغاز خط ہو گل سرخ پر یاد کے دل کو لہر تار ہو جن بنوہ توخیز کا
جو بن	نذر	ظفر	خون عشق کا ہو گلگونہ ترے عارض کو قل پہلے سے ہمارا جزا جو بن نگرا
جود	نذر	ظفر	بغل جتنا ہو زیادہ جو دانا کم ہوا آج تک نہ کہہ کوئی دوسرا حاکم ہوا
جو رظم ۱۱	نذر	مومن	واقعی بچہ در ایسی ہی تقصیر جواب جو جو بوند پہ ہوتا ہو بجا ہوتا ہو
جوڑ بھان ۱۱	نذر	رند	عدو غیر نے تجھ کو دلبر بنایا کوئی جوڑ مجھ پر مقرر بنایا
جوش دوز ۱۱	نذر	اسیر	ہمارے چمکیگا حسن چہرہ ناز جو نہ ہرستا ہر جوش ہمارا ہوتا ہر
جوش	نذر	صبا	جانب حق نہ کوئے جذب کچھ جوش تار نوحی طرح کھو لے ہوے آغوش آتا ہر
جو کھون	موت	رند	نہ کر عادت وصل گہرا سینگا بھر جدائی کی جو کھون جو ہے دل بھریگی
جون	موت	ذوق	دور کر بالوں کو سر پہ کیسے بے اہلی پر زمین کان پر بہمنوں کا دراجون چلتی
جو ہر آب تیغ ۱۱	نذر	گویا	قل عشاق جواب نفرت ہو تیغ اوردیہ جو ہر ہی گیس
جو ہر ہنر ۱۱	نذر	ناسخ	کھول دیتا ہو اگر گوشت پر شیر کیس چھپ گیا تیرگی غبت جو ہر اپنا
جو ہر سفتہ ۱۱	نذر	ظفر	میلوم اور زری تیغ کا دم ایک سا ہو جو ہر خلاص کن دونوں میں ہم ایک سا ہو
جھاڑ	نذر	آتش	دینا بے صفا ہو کہ کسی دل کو رنج گوشہ دامن اوجھا جھاڑک مہر کا
جھاڑو	موت	صبا	آتے ہی خزانے ایسی جھاڑو بھیجی جاگل تپا چمن میں باغبا رکھتا نہیں
جساز	نذر	اسیر	بھر گیا ایسا ہمارا دل کا دھواں یہ جہاز گیند گردان دھانی ہو گیا

نظ	واج	نظیر
جہان خلقت	نذر	رند
جہان عالم	نذر	میر
چھپک	مونث	رند
جھڑٹ	مونث	نظیر
جھڑ	نذر	نظیر
جھک	مونث	رند
جھلک	مونث	ظفر
جھنک	مونث	ظفر
جھنکار	مونث	اسیر
جھنم	نذر	رند
جھوٹ	نذر	ظفر
جھوڑا	نذر	ظفر
جھونک	نذر	بحر
جی	نذر	نسیم
جیون	نذر	آتش
باب جیم فارسی		
چاٹ کرک	مونث	ظفر
چاٹ کرک	مونث	ظفر

باب جیم فارسی

چاٹ کرک "مونث ظفر سناٹے ہیں ساق کو منہ خواہ بک کر کہو چاٹ کوئی کھڑا دھب کی

نظیر
شعر

اک جہاں یوانہ آتش لاف و زنا کا ہو گیا
ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا
سب سے ہی تم جہاں سے گذرے
ورنہ ہر جا جہاں دیگر تھا
ہو جا لگا رام رفت رفت
دشت تو گئی چھپک رہی ہے
ہا کو ہلا دیو جنش تر ہلے کی
اک اند سا چکے ہر جھڑٹ میں دو شکاری
جھڑٹوں نے اس طرح کا دیا آکے جھڑٹ لگا
سنے جد ہر ادھر کو دھڑکے کی جھڑٹ
باقی رہی اثر جنون کا
سودا تو گیا ہر جھک رہی ہے
اسکھین کے ہر وہی تم کو ہر صحرای غیب
اور شہین غری پار کھنٹی ہر جھک رہی ہے
سکھین کے ہر وہی تم کو ہر صحرای غیب
دو کا تو ت لاہو ہر تال میں ہو جان
پانچ آسکا اوٹھا سو فتنے لگا لگا جھنک رہی ہے
خلقت زیر زمین خواہ بیدار ہوئی
شور و غشری زنجیر کی جھنکار ہوئی
ضرور شر کے دن صیون کی ہو گئی تلک
نہو گئے ہم تو جہنم جلائے گا پھر کیا
جگ کو بھی کہہ سکتا ہو وہ کیا جھوٹا
جانا جی سچ اگر اور دن کھا جھوٹا
چرخ ہر جھڑٹ سے نریا کی چمک
جب کہ ماتھے پر تیرے رات کو جھڑٹ
بڑی جاتی ہر نزاکت یار کی باون کے تھم
جھوٹے لغو کا لہجے بالکھ پنے لگا
تھا خوف قہر جہن روزگار سے
جب کوئی گل ہنسا تو صحرای ہل گیا
چھڑتے تھے گہر مقصود میں
بیٹھ کر دیا کھڑی میں جہا جہاں ہو

نظم	شعر	نظم	شعر	نظم	شعر
چادر	مونث	وزیر	خزینہ آبا گنگون سے ہماری تبر کو چادر گل نقش پاستے یار نے تیا کیا		
چار باغ	مذکر	صبا	چار عنصر کے سب تماشے ہیں وادیہ چار باغ گل کا ہے		
چارہ	مذکر	ناسخ	لگائے تھے کایں کرکڑا کوئی مرے دل کا جو چارہ چائے گنگنار بھلی کا		
چاک چرخ	مذکر	ناسخ	خبر کھال کو گشت کی کی تھی ناسخ جو مری خاک سے تیا دوس کے چاک کیا		
چاک	مذکر	ناسخ	زخم دل میرا نہیں جو ہونہ برگزالتیام ایک ن بند اس کی چاک دہہ جالیگا		
چال کر	مونث	صبا	اُن کی رفتار نازا ڈرالیست کہانے کچھ تو چال کی سہوئی		
چال رفتار	مونث	ناسخ	آسترا چھ سے ہو بار پر ہر دور عطا چال ادس کجست یکسی چرک تھار کر		
چاند گل پیر	مذکر	امانت	تین اوس کی سر کے میں جو چکی ہلال دار شہر بندہ چوچک پیر سے نکل گیا		
چاند مینا	مذکر	امانت	چال دیکھ کے اوس نکلاہ کا منہ دیکھ خوشی سے تھکوا مانت کیگا سا بچا		
چاند متابہ	مذکر	آتش	ساقی پناہ تیرے من سے مشتاق درید کا رکھا دجہم جو میں چاند عید کا		
چاند نالو	مونث	راحت	کرنے جالہی چارون کو تو جوتی پیرزار چاند خان آج تری چاند پر کھجائی کیا		
چاند گھن	مذکر	امانت	تیرے منہ چو رکھا غیر سیرہ نام نے منہ مجھ کو اسے رکھنے چاند گھن یاد آیا		
چاہ کنون	مذکر	آتش	جان شیریں بھرے دل کو تنہا ہو ہی اب شیریں عوض چاہ زخمندان تیرا		
چاہ محبت	مونث	اسیر	اتنا تو جذب عشق یاد ہے از کیا میری آج اُن کو مری چاہ چو گئی		
چپ	مونث	سومن	پرکے سے اک کو از خوش آئی جس نے چپ ہی مجھ کو لگائی		
چتر	مذکر	اسیر	واہ اک دور فلک و احسان آباد چتر بخشا محرو کو انگڑائی کا		
چتون	مونث	رند	ہمیں یہ نہ تھی تم سے چشم امید کہ دو دن میں جتون بدل جاگی		

نظم	اوج	نظم	شعر
چراغ	مذکر	مومن	ہوتا ہوا صبح سے داغ اور شبنم
چراغ خان	مذکر	ناسخ	نشدیکان فوری ہوا جسے سحران کی گویا
چراغ	مذکر	داغ	نویبان لاکہ کسی بیٹے کو ظاہر نہ کریں
چراغ	مذکر	جرات	کیا اوس گھر میں چاہیے تیری دلائی
چرخ	مذکر	مومن	گل رنگ ہوا کہ یہ خون کسے دین
چڑیا	مؤنث	ناسخ	شکر کی بارکی انگیا بہ پڑا خوبین تھی
پیشم انگہ	مؤنث	صبا	فراق یار میں چشم اس قدر پر آب ہوئی
چمک چمک	مؤنث	اسیر	کبھی تار کے رکھا جو بارغم میں تھی
چکر غش	مذکر	اسیر	انکھ اوس کی بھڑکی رہی باور میں آتا
چکور جانور	مذکر	صبا	ہو یا یار میں کیا دل کو اضطراب رہا
چل	مؤنث	طیش	چل سبہ قرار و طاقت تائب تو ان
چلم	مؤنث	اسیر	سوز دل کس طرح خالی ہوا بنا کوئی
چلمین	مؤنث	اسیر	آنکھ میں کس پردہ نشین کا تصور
چلمن طور	مذکر	نسیم	ساتی وہ چلای کہ دو عالم میں ہوش
چلمن رواج	مذکر	افش	سکہ داغ و خاک دن سر کا تم ایگے
چلو	مذکر	اسیر	جام اگر ٹوٹ گیا کیا پھر درد ساق
چمک روشنائی	مؤنث	ناسخ	لگے طے کشن میں گرا اوس سہویم اندام

[illegible]

نظم	موج	نظم	نظم
چھاؤں سایہ	موت	ناسخ	جنون پندیم چھاؤں پر بیرون کی
چھپ	موت	رنگین	تختی تری اگر بھل سے
چھپر کھٹ	مذکر	خضر	چتر کو چھین سویا خاک پر آرام سے
چھت	موت	آتش	طلب ام کی جیسا ہر گز ندری میں
چھڑ کاؤ	مذکر	آتش	شق خرام میں قفا نشان پر دیو یا
چھل چراغ	مذکر دوسرا	خضر	جو سو دشمن میں ہو داغ داغ جلا
چھپر	موت	آتش	ساز کی طرح رہا کرتے ہیں شق نالہ
چھینٹ نود	موت	خضر	چرے نہ دامن قاتل یہ دیکھ سہل
چھینک	موت	جرات	لوگ کیا آن کا جھینکنا جھینکین
چھنج	موت	رنگین	تپہ کراتی پر مزار اری شاہش ری
چھر زخم	موت	جان	بودار جلا کر نہ اگر اس میں بھروسے
چیز راگ کی	موت	جان	نہ بھولوگی کہی داوس کی بلی کھاسے
چیل	موت	نگہست	کھسے ہر العطش آتش میں قفص
چین آرام	مذکر	سومن	گستاخ تالے فتنہ محشر جگائے
چین نکلن	موت	آتش	خود بخود کچھل شیدا کو ہر اندوہ
چین	موت	سومن	ہر شرم سے میل پانی پانی
چینہ	موت	سحر دھ	باری شق میں لکے گئے لینے جان
			خیر لے جائے ہر چند یہ سرکار نے کی

لفظ	رواج	نظم	شعر
حال	نذر	مومن	اور ہی حال مرا ہونے لگا
حباب بیلہ	نذر	ناسخ	بے ثبات اپنی زمر عیش جو بڑھ
جبل التین	مونث	اسیر	ہر گتہ سے پاک دینی ہر حب اہل بیت
حجت	مونث	داغ	عمدہ حقہ قسم سے قول سے تکرار سے
حجر الاسود	نذر	مومن	بوسنم کی نگاہ کا پتے ہی جا دہی
حد انتہا	مونث	مومن	تازہ فلکِ نغم سے گزرا
حدیث	مونث	مومن	روکے حدیث شوق ادا کی
حرز	نذر	مومن	نامہ تھا کا پیکو حرز جان تھا
حرص	مونث	مومن	عشق میں کام کچھ نہیں آتا
حرف اعتدال	نذر	ناسخ	آوی بن آدمی نہ کہ پلو ہو یا ہم لاپ
حرف کلام	نذر	وزیر	زبان کٹ گئی دانتوں کی گئی تیر
حسن	نذر	مومن	مہر تو بن گئے ہم طول شب با جلی سے
حشر	نذر	مومن	صوتی شہار مخ صبح پہلو کرے
حشر	مونث	سیہ	خلق کیجا ہوئی کنارے پر
حصار	نذر	اسیر	شاد ہو دل قیدی لب بے بیر کا
حصن حصین نام کتاب	مونث	خضر	گردن اوس حصین کی چوکی حن کی

لفظ	۱۹۱	پنج	تفسیر
حصیر	مذکر	صبا	بند پستلم ایکس ہر ششم صفت ہے جسے ہر پانچویں سے تھوڑا غریب
خط مزہ	مذکر	موسن	خطا اور تھوڑا جوانی کے کچھ مزے دیکھو رنگانی کے
حق	مذکر	موسن	دار میں حشر تک بہرہ مانگنا ہم پر تاحی تک کوئی ادا ہونا
حل کشادگی	مذکر	وزیر	اگر عقدہ دسرا ہر پانچویں تک نہ ہو تو سر پر تاحی کے غصے پر ہونا مشکل
حلق گلو	مذکر	ناخ	میں اگر زیت نرا کہ کے تاحی میں حلق میں بھی نہ خجرتاں
حام	مذکر	جان	سیکھ ٹھنڈے میں نہیں کہ کے سیکھ
حائل	مؤنث	رند	خدا حافظ و ناصر اذکی کہ کما
خا مندی	مؤنث	موسن	کئے تھے گاگا لودہ چون کہ اپنے
خواس	مذکر	موسن	شعل طغنا دل کہ پاس کے
خور	مؤنث	آتش	و در بہرہ بخا کما اوسکی جہا کما
حوض	مذکر	آتش	منیا نے تسلی بلبل کے واسطے
حیا شرم	مؤنث	موسن	کیون کہ حشر ملک کو دیکھوں

باب خامی معجمہ

خاتم	مؤنث	اسیر	آرزو منی کہ تھر کا چھلا ملتا
خار سد	مذکر	صبا	جمن میں جب کمر ہوا وہ نگاہ کو گونگ داغ چھو ابلوں کو خا ہوا
خار کانا	مذکر	موسن	کانا سا کھٹکنا کہ کیے میں غم بحر
خار خار	مذکر	موسن	خار خار غم آشکا لا ہوا

آفتاب	روزگار	آفتاب	نقشہ
موت	آفتاب	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خاطر ملاحظہ	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خاک	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خاکستر	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خاک شفا	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خال تن	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خاندان	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خانقاہ	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خانہ باغ	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خبر اطلاع	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خفن	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خندنگ	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	غرائب	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	غرام	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خرچ	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خرمن	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی
موت	آفتاب	خرزان	چرخ برینان بینی خاطر ہو گئی

لفظ	اواج	تلفظ	تلفظ
عسر و خار	نکر	ناسخ	تو وہ شیریں پر کہ جو حکم سے نرہا
خضاب	نکر	صبا	وہ بادہ نوش تھے پیری میں کی زندگی
خط کبر	نکر	غالب	بے کر کے یہ طاقنا شوب گئی
خط ارش	نکر	ناسخ	کچھ نہیں غم کہ خطا خرا جہان پر گیا
خط نامہ	نکر	مومن	آکے اک نامہ دلدار دیا
خط دشت	نکر	ناسخ	استرا مذہب جو کچھ نہیں دیتا ہو گیا
خطا	مونث	رنہ	ترمی تیغ کے منہ کا بوسہ لیا
تحفظان	نکر	صبا	گھر کے دروازہ میں بزم گئی رہتی ہو
غلا	نکر	ناسخ	ہر دو میں بزم گئی ہو کر اسے فلسفی
خفایاں	مونث	اسیر	اس قدر رو یا میں گھبرا کر کہ پادشہ
خشن	نکر	آتش	بھولتی گھبراہٹ میں کہ کچھ کچھ
خلعت	نکر	آتش	کس کے دماغ دل پر شمشیر میں ملا جا گیا
خلع لوگ	مونث	رنہ	اک نظر بام بہت نظر آ جا یا کر
خم جیسے نرہا	نکر	ناسخ	ہر گھلائی ہو وضع صفا سے عیان
خم بچ	نکر	مومن	شاید کہ دست غیر ہدایت شاہ کشر
خم عروا	نکر	ناسخ	و کھڑا ونگا عروج نشین تو دیکھنا
خمار نشہ	نکر	ناسخ	اشک پانی پر ہو کی طرح اس کو کبھی

نکسور کا کہنا ہے کہ
 یہ خط کبر کا ہے اور
 یہ خط ارش کا ہے اور
 یہ خط نامہ کا ہے اور
 یہ خط دشت کا ہے اور
 یہ خطا کا ہے اور
 یہ تحفظان کا ہے اور
 یہ غلا کا ہے اور
 یہ خفایاں کا ہے اور
 یہ خشن کا ہے اور
 یہ خلعت کا ہے اور
 یہ خلع لوگ کا ہے اور
 یہ خم جیسے نرہا کا ہے اور
 یہ خم بچ کا ہے اور
 یہ خم عروا کا ہے اور
 یہ خمار نشہ کا ہے اور

تصنیف	تفسیر	نوع	نوع	نوع
خیمہ	کمال مسکن نوالہ نہیں ہوتا	جان	نادر	خیمہ
خنجر	دوسری سے زرا خنجر قوالہ	موسم	نادر	خنجر
خندق	رد زار کچھ گریہ وقت قطع عرض	اسیر	موت	خندق
خو خصلت	زینہ بھی گئے ہیں بیشہ شاعر	پر تشش	موت	خو خصلت
خواب واقف	خوابی کا نہ سیری میں کبھی ہوش	اسیر	نادر	خواب واقف
خواب نیند	قسم مجھے انہیں کھون کی جھپک بڑھ	آباد	نادر	خواب نیند
خواص	ٹھہرتے نہیں ہیں آنچ بر سر موت کی	خضر	نادر	خواص
خواص سیر	خواصین تھیں اور بد ہمت گئیں	حسن	موت	خواص سیر
خوان	قل ہو ذاق یار میں کس گل دیکھے	آتش	نادر	خوان
خورشید	کرتے جو مجھے بادب وصل مدقم	موسم	نادر	خورشید
خوش بو	سہم سوختہ دلون کے مسطر ہو دماغ	رند	موت	خوش بو
خوف	تعلق ہو دو انگیر سا لگ یہ ممکن ہو	گویا	نادر	خوف
خون	باد کر کے لب پان خوردگی کٹر سخی	رند	نادر	خون
خون تل	خدا د ملے ہیں اتنا کولی نہیں کتا	اسیر	نادر	خون تل
خوناب	یہ رنگ نیزاں کی ہیں کہ ڈر نہ ہو	موسم	نادر	خوناب
خیال	گرچہ معلوم ہو جنت کی حقیقت لیکن	غالب	نادر	خیال
خیال	پلے ہیں عشق کو کھٹک لگ گیا اسطر	صبا	نادر	خیال

لفظ	روح	نوع	تفسیر شعر
درخت	مذکر	اسیر	وہ کون ہے جسے نعم البدل نہیں ملتا درخت میں سے کھجور کی گلی تیرا سودا ہوا
درد	مذکر	گھوڑا	اوس نے صندل لگایا مانتھے پر درد روز تار ہوا مرے سر کا
درد مرض	مذکر	غالب	عشق طبیعت نے دیت کا مزہ پایا درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا
درد تلچھٹ	مذکر	آتش	کتنے ہیں جو کہ عطر پر دم گلاب کا ایک ترک دور ہے تیری جھولی شریعت کا
دوسرے ستارے	مذکر	ناسخ	عبور اللہ نے اوس کو دیا جو علم کا طرب لیا ہر نیند غلام میں دوسرے ستارے
درد غلوس	مذکر	آتش	نشاہت تیرے کھمبے پر زخمی حال اوشٹھ اون داغ میں کھنکھاتا ہے دم پایا
درد مان صلیح	مذکر	مومن	درد ہی جان کے غصے پر گزرتی ہے چارہ گزرتی ہے جسے چور مان بگا
درد ماہ	مذکر	جان	برابر گزرتی ہے کچھ در ماہ ہوا غنیست ہی نہ نک نکلی کا تیرا ہاتھ
درد نگ	مؤنث	اسیر	مین مگر گداہ دھلایا جو آب تک خدا ہی جا کر قاصد کو گدا رنگ لگی
درد واہ	مذکر	غالب	صبح دم درد واہ خاور کھلا مہر عالم تاب کا منظر کھلا
دریا	مذکر	مومن	دم کل یہ کس کس خوف ہم پر لگے سو کہ ہر نرم جہاں خون کا دریا نکل آیا
دست ہاتھ	مذکر	مومن	دامن اوس کا جو ہر دراز تو ہو دست عاشقی رسا نہیں جوتا
دستار	مؤنث	ناسخ	سر پہ ہنر جو میں پر رعد بھرتا ہے کسہ پہیگی ناز بزمی دستار نشی
دستک	مؤنث	ظفر	مستہم کے ظفر کو تو بھجے جو غیر دان کس نے میری دیر دی دستک تو کون ہے
دستور العمل	مذکر	اسیر	کیونکہ کسی شاکل کی دوا کو کہیں دقت نہ کر حاکم وہ کلاستور العمل پایا تو کیا
دشت	مذکر	مومن	جہانمک ہے جو دشت غرض کہ ہر پیر کی کامین جاندا جی شہر کا گیت ہے
دشت نام گالی	مؤنث	ناسخ	کسی نے جو حید کو دشت نام دی تو کو یا ہم کو دشت نام دی

لفظ	ادراج	تفسیر	تفسیر
دعا ساجدۃ	سجود	دعا کرنے والے کی دعا	دعا کرنے والے کی دعا
دعا خریبۃ	سجود	دعا کرنے والے کی دعا	دعا کرنے والے کی دعا
دختر طربۃ	مومن	دختر طربۃ	دختر طربۃ
دختر صاحبۃ	مومن	دختر صاحبۃ	دختر صاحبۃ
دکان	مومن	دکان	دکان
دکھ	مومن	دکھ	دکھ
دل	مومن	دل	دل
دل دل کبچڑا	امانت	دل دل کبچڑا	دل دل کبچڑا
دلیل	مومن	دلیل	دلیل
دم جان	مومن	دم جان	دم جان
دم نفس	مومن	دم نفس	دم نفس
دم حقہ کش	مومن	دم حقہ کش	دم حقہ کش
دماغ برقعہ	مومن	دماغ برقعہ	دماغ برقعہ
دماغ غرہ	مومن	دماغ غرہ	دماغ غرہ
دن	مومن	دن	دن
دنیا	مومن	دنیا	دنیا
دوا	مومن	دوا	دوا

نظم	نثر	نظم	نثر
و ضمیمہ عالم	موشہ	خضر	موم
معدن	مذکر	اسیر	تیرے فریغ حن گویا غبار خط
میرپ	موشہ	اسیر	ہو کھو بھی ہوئی ہر اسید زوال تب غم
دھوم	موشہ	اسیر	روشنی میری بھی تیرے چہرہ میں
معدن	مذکر	آتش	غم فضا دس کی زیادہ ہو زندگی
معدن	مذکر	آتش	و صبا رہنا شرط ہو اس بلبر مغرور کا
معدن	مذکر	بحر	دو الی اس نے بحر میں پلج بیٹھے ہیں
معدن	موشہ	ناخ	دیدہ تار در تار کا گو ہوئی ایسا مجھے
معدن	مذکر	رند	غم میری جو تمنائیں سودہ برائی
معدن	موشہ	مومن	میرے جنازہ پر آئے کلہاڑا وہ تو
معدن	موشہ	صبا	حیف میں اون کا آئینہ نہ ہوا
معدن	موشہ	اسیر	سوزش میں تیرے تکیے میں صوف
معدن	مذکر	مومن	ساتھ دل کے کھو دیا کیا دین بھی
معدن	مذکر	آتش	بچنے یا بخل میں پری وصال کو
معدن	موشہ	ناخ	نہیں میں نہیں میں نہیں میں
معدن	موشہ	اسیر	عالم فقر میں حیات ملانے ہوئی
معدن	مذکر	ناخ	ہر بیت میں اک شاہد منی کی تصویر

نظائر	عنوان	نوع	نظیر
وانو	مذکر	اختر	اپنے سیدھا داند ڈالا ہے یہ تنہا نیا نکالا ہے
باب اول ہندی			
ڈاک	مومن	غفر	سچا کھانڈی ڈاک خوشم تر تیرائی ہو
ڈانڈ	مومن	اختر	اٹو ہوتا پھل سے چپا شہا سوار
ڈرانک	مذکر	آتش	اڈرا یا بان کی قہر نے اور اس کے دائرہ کو
ڈر	مذکر	مومن	کد جو وہاں بھر چلو تو ڈر کس کا
ڈکار	مومن	اسیر	ہواری ٹیوٹ نعل سے گڑھی د
ڈمک بخش	مذکر	اسیر	تیر بھل اعلیٰ نہیں گئی ہر سوزی کو
ڈورا رشتہ	مذکر	ناسخ	صوفی جو ہیں ناکار گئے تیر قص
ڈول	مذکر	اختر	چھوڑ کے بارن ٹوٹ چکے دشت نکرتی
ڈو حال	مومن	اسیر	سیاہ بخت کو ہوتا نہیں غریب نصیب
ڈوب	مذکر	ظفر	دوب رو کا تری ہر مہین آن بنا
ڈونگ	مذکر	ناسخ	نم چھپر کھٹ میں ہر منازے ہر
ڈھنسی	مومن	آتش	سکے نے دھنسی ہر تیرے آتش پر
ڈھیر قبر	مذکر	وزیر	بلین چن بیکائی روش بس تیرے
ڈھیر تودہ	مذکر	اسیر	بعد مرین گد جاگیل کبھی گشتگی
باب ذال معجمہ			

نظیر	نوع	نوع	نوع
نظیر	نوع	نوع	نوع
چاروں ایک جیسے چہرہ سوکھوا رہند	رند	موت	زات قوم
کیا تکلف تھا بھلا تیس ہن جو نہیں	رند	موت	زات منسلک
صفا کے سبب عکس کا اس پر	وزیر	مذکر	زوتن رنخان
کس کو دیتے تھے گالیوں لاکھوں	مومن	مذکر	ذکر تذکرہ
ذوق کب لے پڑا ہاتھ اوس کے ابرو پر	اسیر	موت	ذوالنفسار

باب راسی عملہ

نور متاب ہو و حسنوں کے مثال	ناسخ	موت	رات
باتیں کرنے میں تھینے چلی آتی ہر	آباد	مذکر	راز
کیا تھی غرض کہ راسل س کی	نسیم	موت	راس
اسے جنون تیر کو واسطے سب ہیں	صبا	مذکر	راغ جنگل
بت کا ہن غریب میں دما ہوتے ہیں	اختر	مذکر	راگ
کھن تھو کو حسین پیدا کیا اللہ نے	رند	موت	زال عتاب
بھگ گدا دل تو زیادہ کین شرمائیں نیک	اختر	موت	ران
زندگی کے کس لئے مدد اٹھائی ہر	رند	موت	راہ راستہ
پھر ملاقات بھی کوئی تو ٹھہر گیا طرلوں	رند	موت	راہ سلسلہ
لہ قدم شرم کے کوچہ سے نکالو	امانت	موت	راہ انتظار
ہو مبارک تہ صد سی سال چہر سلطنت	ناسخ	مذکر	امانت علم

نقطہ	آواز	نست	تظہیر
گرت بٹلا	مونث	صبا	جھل جھل مینگے کچا چین میں تجھ کو
رحم	مذکر	موسن	غصے کے بدلے رحم نہ کھایا
آنچ جیسے مکلا	مذکر	ظفر	جدھر سے میرے تھے نظارہ پایا ظفر
آنچ چہرہ	مذکر	ظفر	جام می بین رخ ساقی جو نظر آئی گیا
رخت لباس	مذکر	ناسخ	پہنا دیا ہو غلت زرا دس کس نور نے
رخسار	مذکر	غالب	پرچھت رسوائی انداز ستغنا حسن
رخش	مذکر	رند	پیدا ہو جس رخسار کسی شہسوار کا
روا چادر	مونث	آتش	شب زلف میں بین جڑ نہ لپٹا ہے
روئیف	مونث	ظفر	بدل کے قافیہ لکھو غزال اک اظفر
رسم طین	مونث	اسیر	قاس کو وقت فرج تماشا دکھائیں کیا
رسم عادت	مونث	ناسخ	ہو سطل لب زبان خفا واپسی زبان
رسم دراد	مونث	ظفر	ہم آگے مانگتے ہو یہی نقد دل دگر
رسن	مونث	اسیر	گھیسو پوسید مگر نازدہ گیا
رسید	مونث	اسیر	برسون گلی میں یار کی فاصد پڑا رہا
ریشک حد	مذکر	ساک	کیا ریشک غریبوں کو مجھے پا بگاہ کا
رضا	مونث	اسیر	جنان میں نہیں لیجاسے یا جنم میں
رطل	مذکر	ظفر	ساقی ہوش نہ کھو نہ پھول سے ہلکا

لفظ	رواج	نوع	تفصیل
رعیت	مونث واحد	اسیر	شیر کمال المیز جو انسان نیک سیرت ہو رعیت کو کہتے ہیں جو سلاطین عادل کی
رفار	مونث	ناسخ	برائے حال کسی کی بھی نہیں دنیا میں بڑی گفتارنی چوڑی رفتارنی
رفو	ذکر	ظفر	خداوند تعالیٰ جانوں کو ہاتھوں ہمیشہ چاک جگر کا رفو بکڑتا ہے
رفع	ذکر	داغ	صلح دشمن سے کبھی لینگے نہ ملے جس طرح سے ہو غرض رفع ملا لیا
رقص	ذکر	آتش	موسم گل کی ہوا پلوکے کی کشتی پر رقص دکھلا دیتا مگر کم طاؤس کا
رکن	ذکر	اسیر	طاقت میں جیسا ہو کسی تعداد کا رکن اعظم میں ہو رکن ہماری نماز کا
رگ	مونث	ناسخ	کمال خدمت گل پر تری ناز پر تری رگ گل بھی نہیں بلوغت میں تدریسی
رم	ذکر	مومن	جو شرف خلق نے اوس کی بھی دیو اند کو پہلے تو در نہ طبع تحمل میں ارم نہ تھا
رن سیدنگ	ذکر	اسیر	کس شیر کی آمد ہو کہ رن کا پٹ ہا ہو رن ایک طرف چرخ کہن کا پٹ ہا ہو
رن جگ	ذکر	اسیر	گلستا میں تراطل بہن پڑتا ہے بلبل آپس میں بڑھتے ہیں رن چڑھا ہو
رنج	ذکر	اسیر	اکی کو چھوڑتا آؤ میرے دل کو موت آئے کہ بیاہی بدترنج ہی بیاہی کا
رنج و من	ذکر	امانت	چھچھ بھول گئے رنج و من یاد آیا رو دیا میں نفس میں جو چہن یاد آیا
رنگ طور	ذکر	صبا	باغ عالم میں جواہر نکا یہی عالم ہو لے صبا اور ہی کچھ رنگ کا ہو گا
رنگ لون	ذکر	ناسخ	جو سرخوئی ہو کشاف ہی سر سبز ہو رنگ رنگ ناہر سب چرخ گردان کا
رنگت	مونث	داغ	شب سحر کی ظلمت نہیں جاتی سوشو بڑا بن بھی رنگت نہیں جاتی
رنگ ڈھنگ	ذکر	ظفر	گر نہ پہلے رنگ سنگ لگا دیکھیں کہ نہ کوئی جیسے رنگ نہ ہو گا دیکھیں
رؤ	مونث	ظفر	لاکھ ترسہ کر جب کہ بھڑنگا یہ دل ناہو آنسو کی چشم میں چوڑی کی

نظم	شعر	نظم	شعر	نظم	شعر
رو بخ ۱۲	مذکر	آتش	حسن قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے	ریش سفید تر آگسو نظر آیا مجھے	حسن قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
رواج	مذکر	آتش	حکم رانی چرخ حسن کی سے عشق	سکہ داغ کار و راج ہوا	حکم رانی چرخ حسن کی سے عشق
روپ طور ۱۳	مذکر	ناخ	صبح دیکھنے دکھایا روپ شام کا	آفتاب صبح کو سمجھا میں تارا شام کا	صبح دیکھنے دکھایا روپ شام کا
روح جان ۱۴	موت	وزیر	بعد از فنا جرقہ بر آئے دہک وزیر	پوچھنے نے اون کو روح میری دیکھ کر	بعد از فنا جرقہ بر آئے دہک وزیر
روح ست ۱۵	موت	داغ	ہزار رو دیکھا جائے کس سے	ہر شد روح کھینچتی ہے رو کی	ہزار رو دیکھا جائے کس سے
رود غمی ۱۶	مذکر	میر	کیا رود اکہن ہم اپنی گریہ نازت میں	رو سا کوئی رو پڑا کھنکھانے لگا	کیا رود اکہن ہم اپنی گریہ نازت میں
روداد	موت	ظفر	مندی و کمی ہے بتو آئینہ حیرت تھارا	ہم جس ظفر کتے میں روداد تھاری	مندی و کمی ہے بتو آئینہ حیرت تھارا
رود روزیہ ۱۷	مذکر	ظفر	پوسہ روز تاپ نہ پھرایا تو دور روز کا روز	کیونکر ٹھانے پر علم اس تن دل سوز کا روز	پوسہ روز تاپ نہ پھرایا تو دور روز کا روز
روز دن ۱۸	مذکر	آتش	حسن جہل کی ہر روز مانیں رو شنی	شب ہتاب کی ہر روز آفتاب کا	حسن جہل کی ہر روز مانیں رو شنی
روزن	مذکر	سومن	از خم زخم بھی مرہم خم کس سے چارہ گر	بند تیرا کس سے سینے کا روزن ہو گیا	از خم زخم بھی مرہم خم کس سے چارہ گر
روغن تصویر کا ۱۹	مذکر	اسب	ہر چکا نکال چراغ زندگانی بھر میں	کام روغن آگیا لیکن تری تصویر کا	ہر چکا نکال چراغ زندگانی بھر میں
روغن ڈھال کا ۲۰	مذکر	گویا	بڑے عکس رخ سے خوش ہو بہر کہ پہل میں	روغن گل پر گیا جو صاروغن وصال کا	بڑے عکس رخ سے خوش ہو بہر کہ پہل میں
روغن تیل ۲۱	مذکر	وزیر	نظر میر سکر پیا دون کے جو گئیں آنکھیں	نقد کے کئے کھو پیا دون روغن آنکھ کے تیل کا	نظر میر سکر پیا دون کے جو گئیں آنکھیں
لوگ مرض ۲۲	مذکر	آتش	دندہ خراف یار سے کھیو پیامبر	آنکھوں کو روغن کر گھر ہوا ستار کا	دندہ خراف یار سے کھیو پیامبر
رود مال	مذکر	صبا	دولت فقر چھو منعم اور کلی ہو	خیر کیا جو خود شالہ ہوا مال ہو	دولت فقر چھو منعم اور کلی ہو
روغن	موت	سومن	وہ کو چہرے پر اٹک خون سر گلزار	روغن ہر ساری اپنے دم کی	وہ کو چہرے پر اٹک خون سر گلزار
رویان روگنا ۲۳	مذکر	اسب	پہ پانی کے اگر خاک چھنے ہلی سے	ایک رو بیان نہ ہو پیلا مری بارانی کا	پہ پانی کے اگر خاک چھنے ہلی سے

لفظ	رواج	آ	تظیر شعر
ریاض	مذکر	اسیر	بیک ہواست فاست شمشاد آخدا چھریا رض حسن مرے سرو نماز کا
ریش ڈھنچا	مؤنث	ظفر	یہ عمر لمبے بسرب شراب میں کی ہو سفید ریش نہیں آفتاب میں کی ہو
ریگ	مؤنث	اسیر	جگہ کشی بہ ہر بات کس شیریں لیل کی چو شربت آبیہا ہو نوشکر ریگ ساحل کی
باب زامی بحجہ			
زاغ سوا ۱۲	مذکر	ظفر	کرتہ بزعخل صنم سے ہر دم چشم بزم تو بن جی جا مقرر وہ زاغ پتھر کا
زاغ کمان کا ۱۳	مذکر	صبا	خال ابرو یا کاکنا خرہ کے پاس سے خوف زخم تیر کا زاغ کان رکھتا نہیں
وانو	مذکر	رند	مشعلہ تھایشب ہجر میں سرو اپنا میں دو سر کبھی بیٹا کبھی زانو اپنا
زبان جبیہ ۱۴	مؤنث	مومن	نہ انتظار میں بیٹا نکلیے ایک آن لگی تہا ہاے میں مالو شب زبان لگی
زخم	مذکر	ودیر	ہو وہ بکس کر لاشے نہ روئیکا کوئی زخم تن بھی مرے حال پر گریان ہوگا
زر مبلغ ۱۵	مذکر	صبا	خاک حال ہو اس سے مردوں کو از جو صدف قبر ہوتا ہے
ور سونا ۱۶	مذکر	مصطفیٰ	کندن رنگ ترے پہنچا ہو کب بیٹا جس میں گر ہو چہ زرخور شیدہ ہدھا
زورہ	مؤنث	اسیر	ڈر گیا اس جہتیج ابروی خمدار سے آینہ پسے ہو چہ ہر سے زورہ فولاد کی
زعفران	مؤنث	آتش	زورہ چمی میری رنگ کی مجھ کو رو لایا ہنسے آج کو کسی کو یہ وہ زعفران نہ بھی
زک	مؤنث	نصیر	چمن میں اس کی کرنے پر کل لگا کھائی کراش گل نے سر پہ سے زک پانی
زکام	مذکر	اختر	جو دور سزا صندل سے کہ ہوا جانا توسہ دھری سے افروز مراد کام ہوا
زنگال کوئدہ ۱۷	مذکر	ناسخ	ہوا ہون خال رخ یاد دیکھ کر تیرا سیاہ آگ میں کیوں کر زنگال رہتا ہے
زلف	مؤنث	آتش	آئینے نے رخ انور پر اجارہ باندھا شانے کے حصے میں زلف پریشاں آئی

لفظ	رواج	نظم
زمرہ	مذکر	آتش
زمین زمین	مؤنث	آسیر
زمین	مؤنث	سوسن
زنار	مذکر	وزیر
زنار	مؤنث	دویر
زنجیر	مؤنث	ناسخ
زنداد	مذکر	ناسخ
زنگ جرم	مذکر	ناسخ
زنگ جرس	مذکر	ناسخ
زور قوت	مذکر	آتش
زہر	مذکر	داغ
زہر آب	مذکر	ظفر
زہرہ ستارہ	مؤنث	عبا
زیان	مذکر	سوسن
زیب	مؤنث	آسیر
زیت	مؤنث	سوسن
زین کاٹھن	مذکر	آتش

نظم
شعر

رشتہ کے راز مروجہ خاک یزید عجیب کیا
سیرت پر ہر دس گوش کے خیر و زہر کیا
گنگش کی مولاں یہ ہے کہ نے کھر
چشم زمین شعر جان میں خرید کن
جنوں میں بھینکا کوئی کرا خاک اذرا
کہ ایک شمس ہی بین زمین پر کیا
کافر ہوا ہون پل کے خوش بت وید
زنا کچھ کو چاہیے سوچ منسوب کیا
اوس بے دین پر ہم زندہ رہی نے لگر
برہمن نار سپنا و گھن کے تار کی
ناسخ ضعیف بھاری پر زنجیر زنجی
کافی ہر اس کی قید کو زنجیر پار کی
ایسے لاغر جو نہ ہو تو سنے کیوں کر
تنگ ہو خانہ زنجیر سے زندان کیا
کہ درت افروز ہو دیکھ نظر آتی ہو کو کو
نار شاہر کو لائے آئینے بدن رنگت کیا
مری ایسلی کو یہاں اگر لائے
باندھوں تاجین زنگ سب سے کیا
زندہ ان آنکھ کو کشتے کو زندہ کیا
اوسن پر زور چل سکتا نہیں عجیب کیا
میں گر گیا جو وہ لیٹان بخش گیا
یار بقم مسیح میں کیا زہر ل گیا
ترے بھگت کو گیسو یہ بین جھین تین
وہاں مار زہر جان میں چمکتا ہو
دم رقص اوس نے جو کی زلفت دا
تو زہرہ آسیر سلاسل ہوئی
دیت میں زور لے رہی گئے قاتل کو
ہاں لاکھ کے جان میں بھی زبان نہ ہوا
تجھ کو لے کر شک نہیں چمن برہستی ہو
سر کی طرح ہر کشاخ سخن برہستی ہو
تیرے بن زبست کس کو بجا ہی ہو
نام مردوں سے لذت آتی ہے
دعویٰ اس تان سر اور میں لینے نہ پا
آئے ہی بنا تو میں روان بر زمین ہوا

لفظ	انواع	نظم	شعر
ساگ	نذر	معضی	بہر پہ پہ جہان کہ جس میں
ساون	نذر	ظفر	کیا ہی باندھی ہوئی چشم نے لنگر کی چوڑی
سبب ہفت	نذر	مومن	محکم کے سایہ نہیں کیا سبب
سبحہ تسبیح	مونث	ناغ	فصل گل میں فتنہ ہو سیکھن کا دھڑ
سبق	نذر	مومن	کچھ نہ سیکھ سکھا دیا دل نے
سبوح کبیر	نذر	درب	دل کو کیا گداز محبت کی آگ نے
سپر محفل	مونث	صبا	تیغ حسن کا کیا تاب لائے آفتاب
سپہ لشکر	مونث	ظفر	ہر آسائے دل عاشق کی قرب فرگان کی
سپر	نذر	اسیر	سپر کہ نہ جو دیکھا ہو آج نالوں کا
ستار	نذر	اند	چھتر در پردہ جان عاشق سے
ستم ظفر	نذر	سحر	جب اکبر مغرور کا دم ٹوٹا ہے
ستم	نذر	اسیر	سانا کیا دل شکستہ ہو چرخ پیر کا
ستون	نذر	ظفر	گرفتہ تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
ستم آؤ	نذر	ظفر	انداز جہر دہ قدم پاؤں پر گیا
سجادٹ	مونث	رنگین	سب گفتمار جیسے زالی نک سب
سج	مونث	جرات	ابر وہیں چرخ کی بھر پور باؤں بھر چو کا
سج پنج	مونث	ظفر	کٹ جا بھی ارہ غیر سے چمن بن

لفظ	ادب	شعر	نظیر
سجدہ گاہ	موت	دیر	نصین اوٹھا ہر سر سجدہ سے میرا
سحاب ابرہ	نذر	صبا	نذر شکار میں جب تک نہ شرب لیل کی
سحر جادو	نذر	نسیم	ہواں تھا گوشت زرا یک ہی فوٹین دا
سحر صبح	موت	صبا	انہدیت کسی کو فراق جانا میں
سحری	نذر	نسیم	دیکھ کر پھر ہوتا ہوں کہ میں تو کا ازل پریم
سہ	موت	ناسخ	تھہری ترنگس میگوں کے زمانہ بیت
سرا	نذر	گویا	صند لی رنگ پیر میں مری گیا
سراغ	موت	اسیر	دل سوزان میں ہمارے قدم کھانے
سراغ	نذر	ناسخ	کس کی ہم جیجی میں نکلے تھے
سراغ	نذر	سومن	کیا کیا سر انجام سب سور
سرت	موت	رنگین	گانا تو نہیں تانا سب لاتی ہو جی اپنا
سرت	موت	جلال	جسے کی لگائی کھیل میں بڑا اوکارا
سرت	موت	اسیر	عبرت نے کہا جی جو تربت
سرت	موت	ناظم	رنگان رتھی ہر شائق اسی خیر کی
سرت	نذر	اختہ	گھر جو تیری صلت میں لڑھکتا ہے
سرت	نذر	نذیر	پڑا پڑا ہے بکنے لگا قریب
سرت	موت	ذوق	کیا ساغر زہین کو کیا جسد مینا

لفظ	ادراج	پہلو	تفسیر
سرنگ	نذر	نیر دلیوی	اوشٹلے اور دیتے تھیں غلط فہم تھیں
سہکار	مونٹ	ناخ	خوش ہو کر اگر قدر پرانوں کی نہیں
سرنگبین	مونٹ	خضر	میری دوا تو شربت دیدار یار ہے
سرگزشت	مونٹ	مومن	کما چوین کہ متہ چھو سرگزشت
سرنگ	مونٹ	اسیر	نہیں تو ہم جو کھاتہ قبر تنگ لگی
سرو	نذر	مومن	دل میں اتنا نوسہا یا ہے کہ چاہتا ہوں
سرد چراغان	نذر	آتش	کیا یا عالم زوال حسن خواب کی کل
سرد خوشی	نذر	مومن	دراہو گرمی صحت تو خاک کر دے چرخ
سرد رشتہ	نذر	داغ	عدو کو دیکھ کے لکھنؤ اپنے غم
سرد سامان	نذر	خبر	ہم نے رو کا جلا لکے و سنا باندھا
سیرک رشتہ	مونٹ	ظفر	زلف کے کچے چہرے زرد لاگ کی راہ
سنا	مونٹ	مومن	قتل دشمن کا ہے ارادہ اوسے
سلج	نذر	وزیر	پرتو رخ کے چاندنی ہو سلج آب کا
سفر	نذر	آتش	جو تھما چلنا ہو آتش تو اندھے لکڑی
سقف چٹ	مونٹ	ناخ	اثر و کار ہو تو جانچ عرض علی تنگ
سنگ کنہ	نذر	آتش	اے پنا منہ نہ لگنا تو مری ٹہری کو
سل چہرہ	مونٹ	اسیر	کئے ہر وار تھکے دست و بازوی تھال
			نکلی نہ مل کر رہنے سے سخت جانی کی

نظم	شعر	چ	ج	س
یہ ہیں تینوں بیاریاں جان گئی	محبت ہوئی دلی ہوئی سہل ہوئی	رند	موت	س
بھری تونہ کی خون دل بھر میں لای	کمال کی ہو کوئی تیش سحر میں سلا	خضر	موت	سناخ
بڑھ کر آج پر ادھر کا کل بیل شاید	پاسے بولیں سلاسل کبھی تو بھی	اسیر	موت	سلاسل
رواں ہندی موبو کا پاپا اگر مومن	تو سب پہلے تو کیو سلا صبا دھڑکتا	مومن	مذکر	سلام
غفلت نہ ان جاننا گھر رہتا ہے	سنگہ رہنے مہنگان کی طرح تہو گیا	انج	مذکر	سلاک رومی
اور کئی تہی بریا آتی ہو نہ کتنے میں ہم	کیا ہوا ہے وہ سنگہ گھڑی نہیں	صبا	موت	سلاک لڑی
دنیا میں نیکے ہو فرزند بد کا اعتبار	کیا کیا اگر ان نہ عمدت قیمت میں ہم ہوا	آتش	مذکر	اسم زہر
اس پر چھین ہوا نکمہ سے تشریف سدا	جو کشتی میں بولین گھر مومن بجا	اختہ	مذکر	اسم جادو کا
صلہ نہ سینہ کوئی میں ہو سدا بھر گراں	سنا ہونے میں جسے ہوا جلال کا	ناخ	مذکر	سان عالم
وہ اوٹھی کا ہے کو کچھ ہوا تو ہی بات	جو اوتھی کی تہہ ہو سدا بھر گراں	خضر	موت	بجھ
دو لایا دوا تسلس اشک	سہر میں یار کی کلاں کی	رند	موت	سحر
بناش سے نکلے صدا کہ بسم اللہ	چراغ پاچہ کسی شب ترا سند ہوا	وزیر	مذکر	سندہ اسپ
جو دھڑکتا گریہ و تڑپ کا تھا	تو بے پیریش گویا اک سندہ بھروسہ	خضر	مذکر	سندہ بحر
کہتا ہاے سینہ سوزان میں دل	اتش کہیں میں نہ سندہ بھر ہوئے	انج	مذکر	سندہ کوہ آتش
اوتھ کر تہہ تھا تو گراں جانتا تھا	آپٹل بارہ بچس نہ زیادہ ہوا کا	اسیر	مذکر	سین عمر
کون دیکھ دھڑکتا رہا مگر مگر گراں	کس کے سینے مری جا رہا سنا دھڑکتا	رند	موت	سنان
سنبل گلشن میں کہہ رہا ہے	کیا ہو رہا زلف گو دو رہا ہے	وزیر	مذکر	سنبل

لفظ	رواج	تاریخ	تفسیر
سوغند	سوغند	اسیر	احسان نہ اویٹھیکا کاکسون کا
سوم نیجا ۱۲	نذر	اسیر	عاشق کا سوگیا پیئے زینت نہ کیجئے چاہم تو کیا سوم بھی ابھی تو زمین ہوا
سوحان	نذر	خلفہ	ٹوٹتی دست جنوں گرجین زنجیر تو میری قسمت کیا سوہا بھی جانا رہا
سساگ	نذر	گنکٹ	غش دوانی پیکون دسرا ہے ان میں کیا سساگ گہرا ہے
سسو خطا ۱۲	نذر	رہ	لکھ دیا وصل چرکی جاسر نوشت میں اتنا دسود کا تب تقدیر سے ہوا
سیب میوہ	نذر	ناسخ	نہ کیجی گسور کس کو نہ چننا آسب پاس کس جو تر اسید بخت ان ہوتا
سیب گشت	سوغند	سومن	سومن کو تعین بھی رکھلا دودن سیرت خانے میں خدائی کی
سیر	نذر	میر	کھا خاک میں کس کس طرح کے عالم میں نفل کے شہر سے نکسیر کر مرزا کی
سیل سیلاب	نذر	ناسخ	نہی بخاوی کرے جس دم وہ مجھ کو سیل ہو کر کیون نہ ہوا نہ مانہ خارا کا
سیل سیلاب	سوغند	سالک	کتنے تو کتنا میں زمین حاکم پر کیا کون ایک میل بگئی عسقر انفعال کی
سیلاب	نذر	ناسخ	میرے اشکو کا نکلتا موج زن سیلاب ہاں نہ کی جگہ شب حلقہ گرداب تھا
سیاب	نذر	ناسخ	رات ایسا انتظار بارین کے تاب تھا بستر گل پر نہ تھا میں لگ پر سیاب تھا
سیمرغ	نذر	اسیر	ڈرنے پرین کی ناگن مڑگان سے بھار سیمرغ نکلتا فاقہ باہر نہیں آتا
سبند	نذر	ذوق	کیون نہیں بولتے سحر کے طیو کیا شفق نے کھلا دیا سبند
سیک	سوغند	اسیر	ساتی کی عطا میں کوئی کیا شائع تھا کاٹتی جھنی جھنک سیک لکھتیں ہی
باب شین مجھے			
شل غل ۱۲	سوغند	دور	تر سر کے دیکھ چھوڑا کھڑا لی ہو نویں شل غل غل غل غل غل غل غل غل

نظم	نظم	نظم	نظم
شاخ ٹولی ^{۱۰}	مونث	رند	سُرخا کی گاشن پہی بن چلتی ہو ہوا
شاخ نیلک ^{۱۱}	مونث	صبا	آنکھ تیری قس مزہ سے کیا مجھے
شاخ امروہ ^{۱۲}	مونث	داغ	عربانی فن کرنا تھا زریں مجھے
شام شب ^{۱۳}	مونث	آتش	خط کا آغاز ہوا اس صبح نوبانی
شان عکس ^{۱۴}	مونث	سومن	ہنس و تم تو میرے جاہلین ہر دو بول
شان آن ^{۱۵}	مونث	شیقتہ	ستم صابر غضب شان پائی
شاہ باز	نکر	آتش	تو زلف و نگاہ مجھ پر سے منڈوا جاو
شاہین باغ ^{۱۶}	نکر	صبا	وہ رو عیانی تھے ہم اعمال جو تھے
شب	مونث	سومن	یلا اس سیدہ روز کو زہم میں
شبابت	مونث	مصطفیٰ	آنے سے خط کے اور ہی کچھ نہ لگ گیا
شب خون	نکر	سومن	جاو دل پر لکرائی تھی جوش یا کی
شب دیز	نکر	ناسخ	کوڑے نالوں لگاتا ہوں دم اوٹھتا
شبنم پارچہ ^{۱۷}	مونث	امانت	عندہ کسی اندیشہ تھیں افسوس لگتا تھی
شبنم اس ^{۱۸}	مونث	رند	رو رنگین عرق نشان ہے
شبنم شک ^{۱۹}	نکر	ناسخ	خسک لو کی ایسی دل پر چسکا
شبنم شاہ ^{۲۰}	مونث	رند	چاند سوچ کو مختار تھی گل تربت ہوا
شجر	نکر	امانت	دل ہوا سر دکھائے نکاح کو نہ ل
شاخ	مونث	رند	اس چمن میں جبکہ شاخ بار بار نہیں
شاخ نیلک	مونث	صبا	آنکھ تیری قس مزہ سے کیا مجھے
شاخ امروہ	مونث	داغ	عربانی فن کرنا تھا زریں مجھے
شام شب	مونث	آتش	خط کا آغاز ہوا اس صبح نوبانی
شان عکس	مونث	سومن	ہنس و تم تو میرے جاہلین ہر دو بول
شان آن	مونث	شیقتہ	ستم صابر غضب شان پائی
شاہ باز	نکر	آتش	تو زلف و نگاہ مجھ پر سے منڈوا جاو
شاہین باغ	نکر	صبا	وہ رو عیانی تھے ہم اعمال جو تھے
شب	مونث	سومن	یلا اس سیدہ روز کو زہم میں
شبابت	مونث	مصطفیٰ	آنے سے خط کے اور ہی کچھ نہ لگ گیا
شب خون	نکر	سومن	جاو دل پر لکرائی تھی جوش یا کی
شب دیز	نکر	ناسخ	کوڑے نالوں لگاتا ہوں دم اوٹھتا
شبنم پارچہ	مونث	امانت	عندہ کسی اندیشہ تھیں افسوس لگتا تھی
شبنم اس	مونث	رند	رو رنگین عرق نشان ہے
شبنم شک	نکر	ناسخ	خسک لو کی ایسی دل پر چسکا
شبنم شاہ	مونث	رند	چاند سوچ کو مختار تھی گل تربت ہوا
شجر	نکر	امانت	دل ہوا سر دکھائے نکاح کو نہ ل

شعر	روای	آ	نظیر شعر
شہ	مذکر	گویا	مین مہا کون کرے گا وہاں شور
شہ	موت	صابر دہلوی	نقطہ باتوں باتوں میں شہر بگنی
شراب	موت	رند	جو حیدر علی مجھ سے کہو نہ کہو سے ہر میرا خیر
شراب	مذکر	ناخ	کبھی دھواں دیا تو نے ساتیا مجھ کو
شریت	مذکر	آتش	یہ شراب کا مزہ لے کے پیار میں
شعری	موت	آتش	لب جان بخش کے قریب وہ خط
شہر	مذکر	وزیر	سخت حالی و جھڑپ چنگار با چنگام
شہر	موت	اسیر	کبے فن میں لگی ہو شرط اسعداں کی
مشہور	موت	غالب	کبے کس مژدے جاوے گئے غالب
مشہور	موت	معصی	دل کو اپنے ہدف تر بلا پانا مہون
مشہور	موت	صبا	تن کو کیا دھوتا ہے دل کو پاک کر
شش پنج	مذکر	عاشق	عین مشورتوں عاشق کے لئے اندوہ در
شعری	موت	اسیر	جان کو وضع جان باہال رکھتی ہو
شہ	مذکر	آباد	سزا کچھ گیا نقشہ قلم سے روٹی ناک
شعور	مذکر	آتش	سما یا دیدہ مشتاق مین و غیرت یوسف
شغل	مذکر	دل	شغل بہتر عشق بازی کا
شفا	موت	صبا	اگر آتش سودا سے دریا جلتی ہو
			تیرے بہار کی صہرت سے شفا جلتی

نظیر	نظیر	نوع	نوع
مفضل کے مانند اوس پر دال ٹپکی مری	باغ عالم میں مستمالوب بجائیگا	آتش	مذکر
بہر دعا وہ دستانای جو اوٹھ گئے	خزقہ شفق زمین پر یہ روز جزا کھلی	دخان	مؤنث
اگے سے سرخی پا ستوری جو نظر آئی	ہوا شک کو کشون کو گردن تانی پینا کا	دیزیر	مذکر
چھوڑا جو گیسو غبرین کو تو شاکیا حسن گل	یہاں چشم سید کا بوسہ نکا میں کیا ہرن کا	آتش	مذکر
لگا جو تیر ترا سینہ مشک میں	میں شہ ہوا کہ مرے دام میں ٹھکا آیا	ناسخ	مذکر
اوس در پہ جو میں غبار ہوتا	شکر دم شعبدہ بار ہوتا	سومن	مذکر
کیا لباب ہوتے تنگ ہن میں شکر	وہیو مجھ کو کھجی مفضل حسین تھو ہی سی	ناسخ	مؤنث
منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی	قسمت کھلی حرمہ روز کے ظہور کی	اسیر	مؤنث
واہ کیا خوب جوانی میں نکلا جو بن	آپ کی شکل دشمال کھلی ایسی تو نہ تھی	اسیر	مؤنث
ساتی غمراہ رہ قصر فلک بھرا	شیشے کی طرح مجھ سے شکم حق تک بھرا	آتش	مذکر
یہ شانہ دل صبح چاک لے کیا یہ صا	شکون نہ تھی میں غبرین میں ہی	اسیر	مؤنث
وہ آئے کب ہیں گرم لے آئے آئے کا	شکون کچھ آواز زانغ لے تو بیا	خضر	مذکر
مے خانے میں جو مفضل مینا کی چھوڑا	گرو یا عیدہ گا دھڑلک چو عید کی	اسیر	مؤنث
یہاں کیا کر چے میں دماغ کہتے میں	نجوم چرخ کا کس سے شمار ہوتا ہے	اسیر	مذکر
یار انکا تو تھا صورت دکھا تہین کے	جھٹ چے کا وقت تھا شمس نور کوئی	آتش	مذکر
سرزد مرے کا ابرو سے خوب کیا	اڑ سادہ لے کیوں سائنٹ اڑا	رند	مذکر
برش کی بیخ بارش کی ملی تیغ - نہ نو کو	کسان شیر چاندی کی کمان شیر لور کی	ناسخ	مؤنث

لفظ	ادراج	نوع	تظہیر شعر
شمع	سوت	اسیر	دماغ پر دل صد چاہیں یوں جلتا ہے جس طرح شمع مزار شہدِ جلتی ہے
شیمم	سوت	رند	شیمم کیسے مشکین یا راہی گئی تن عروس کی بواہک بار راہی گئی
شور	ذکر	آباد	کیا اسکا عجیب لب سوخا رہو نہالا ہر شور کمان دار کی بیدارگری کا
شورِ نصیب	ذکر	رنگین	دن کا جو چلی آئی تو گھر میں میرے تودو گنا ترے آڑ سے مجھے شور پڑا
شوق	ذکر	رند	اے رند شوق جامہ درمی بھر چکا پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گر گیا تھک گیا
شہ	سوت	درد	یہ نہ سمجھے اور ہی نے شد ہی نہیں شاطر نے زعم میں سلاطین آپ کو شکر گئے
شہاب	ذکر	امانت	جس میں فرج کیا بلبلوں کے تقصیر کا گل میں یہ شیش نے شہاب یا
شہپر	ذکر	ناخ	ذکر پر داز تو کیا ننگ ہوا یا یہ چین بٹھا بھی سکتے نہیں ہم کبھی شہپر یا
شہ	ذکر	ناخ	تیرہ بختی مردوں پر کرتی تو نازل ہلا شہد لٹا ہر شب تاریک میں زنبور کا
شہوت	سوت	داغ	پھر کہیں جیتی ہے جب ظاہریت ہو چکا ہم بھی رسوا ہو چکے انکی ہی شہوت ہو چکا
شہرگ	سوت	مصعفی	خام خد کر دلاطراب مجھ سے ہاتھ ادا شہرگ کی ایک کٹاری میں کٹ گئی
شر	سوت	اسیر	گل تھو بل کے لئے شہر تو فری کے لئے کوئی شو گلشن ایجاد میں بے کار نہ تھی
شہرِ بگڑا	ذکر	رند	رو بہ بستہ بھی اب کھن نہیں سکتی ہم ہاتھ کٹنے کبھی شیرِ نیشاں مینا
شہر	ذکر	اسیر	سگ تباہ ہے جو تپا نہیں اس کے میں شہر کر ٹھے سے اوجڑا تاہر پرانے کا
شیطان	ذکر	خلفہ	تو خیال زلف کو اول نہ برس تپا چڑھا وہ بلا کا وگی گو شیطان اوس کو چڑھا
شین حرف	ذکر	اسیر	کس طرح تو امِ ادالی میں نہ ہو چکے شین ہر مفتی بھی کسو شہی شہر کا
شیون	ذکر	سومن	ہو گیا سن کر تو وصل شادی ہو گیا اب تھک بہ زحمت یا کر شیون ہو گیا

نظم	رواج	نظم	نظم
صاحب سلا	سوت	ظفر	پاسگر رکھے لکھی پاس داری کیجئے
صدا	نذر	خستہ	رنگ ہر جسم میں بہن اتنا وصل کا صدا باوصال رہا
صدا	سوت	نسیم	صدا انگھون کی دیکھ کر پس کی مینائی کے چہرہ پر نظر کی
صبا	سوت	غالب	نشا رنگی غلام بنتی پور نسیم صبا جوئے کے بد میں جانکتی ہر
صبح	سوت	آتش	شب بڑا جودف سیاہ یاد ہوئی جبین صبح مہ عید آشکار ہوئی
صبر	نذر	جرات	مرگ شکستہ پانہ بغیر اس کے آئی اور صبر گریز پا تو کبھی کا شک گبا
صحب	سوت	وانغ	اوہی محفل میں سانی بھی لی تو کیا ہوا ہم گئے اوسوت جب برشا صحبت ہو گیا
صحن	نذر	نسیم	میٹھنے دیگی نہ کوئے میں کشت مجھ کو صبح کو زبند صحن سیا بان ہو گا
صدا	سوت	رند	گد ادا آتش غم نے کیا یہ کیم کا حال جو اتھوان کو بھی توڑوں صدائیں آئی
صراط	سوت	اسیر	رکھنا سمجھ کے قدم چاہیے یہاں دنیا نہیں صراط پر لوم انور دو کی
صبر آواز ظلم	سوت	اسیر	اسیر کس نام ناز کے مضمرین کھٹا ہوا صد پرکھ بجی سوتے فستے جگاتی ہر
صف	سوت	وزیر	جیش نگاہ کی اوکس مل ہی رکھ جیش جو دخی کو کو تو ک صفا لٹ گیا
صفا	سوت	اسیر	بہت دل نظر کی رخ جانان پاداسیر چشم سوسے صفا بد بیضا دیکھی
صلح	سوت	سوسن	پھر کوئی ملنے کی طرح نہ ہوئی صلح اب کے کسی طرح نہ ہوئی
صل علی	نذر	امانت	جس نظارہ کیا صل علی یاد آیا تیرے مصدق میں منم حسن خدا دیکھا
صلوات	سوت	جرات	شکلا صحبت ہو گیا ہر دو اسکا بیخ لعل تو دور صراط و دواد صراط و دواد

نظائر	رواج	نظیر
صلہ	مذکر	موسن
صندل	مذکر	نسیم
صندوق	مذکر	اسیر
صنم بت	مذکر	ناخ
صنوبر	مذکر	ناخ
صورت	مؤنث	واغ
صوف پاچہ	مذکر	اسیر
صوم و صلوٰۃ	مؤنث	اختر
صوبہ غریبہ	مؤنث	آتش
صید	مذکر	موسن
باب ضاد و مجھ		
ضد	مؤنث	سوسن
ضرب دار	مؤنث	زند
ضرب	مؤنث	ناخ
ضمانت	مؤنث	واغ
باب طامی مہملہ		
طاس	مذکر	ظفر
طاس	مذکر	ظفر

نظائر	آ	ج	نظائر
دیوار میں روزن نہ سہی طاق ہوا ہے	اسیر	نذکر	طاق
بخت بیدار ہو طالع مسافر چمکا	صفدر	نذکر	طالع
طاؤس لڑکھڑاکے گلستان میں لگیا	سدا	نذکر	طاؤس جانور
طارق قید نہا کا ہے کوسل ہوگا	ناسخ	نذکر	طار
طبع اپنی خاک کی بادی چوئی	وزیر	سونٹ	طبع
طبق زمین کا اولٹ کر طباق میں کھلا	سحر	نذکر	طبق
منحوس ہر زہرہ شتری بھی	مومن	سونٹ	طرب
مشتوقی جو آپ کی نرالی	مومن	سونٹ	طرح
توصاف پھر گئی تاکوں میں لکھی	واغ	سونٹ	طرح
طرز ہر شاگرد میں بھی ٹھیک ٹھیک لگا	اسیر	سونٹ	طرز
وہ کی طرف حق دس کی طرف	مومن	سونٹ	طرف
وہ لگے کہنے یہ طبع اپنے مجھ پر توڑا	منون	نذکر	طعن
طفل ہاشک فاجرانہ نامان ہوا دانا ہوا	ناسخ	نذکر	طفل
کب طلب ہو بام حرم کی کافغفور کی	ناسخ	سونٹ	طلب
قابل ہو دید یہ طلسم آب و رنگا	آتش	نذکر	طلسم
کھلتا ہو بھی پل میں طلتا جان کا	سودا	نذکر	طلسات
ہر گر کوئی طاب اس خمیدہ طاک کی	غفر	سونٹ	طباب

نوع	رنگ	نوع	نوع
طور طرح ۱۲	نذر	آباد	خاستہ تجھ پر ہو سہ یا زبا کا کای کا
طوطی	نذر	دور	صبا بندش ایسی ہی ہر بیتہ آئینہ بنی
طوغ	نذر	نفیر	شکوہ عشق یکن ام آسودہ نونالہ واہ
طوفان	نذر	صبا	ہو گیا عالم بالا سے بھی بالا پانی
طوق	نذر	گو یا	ادب ہی پیکر میں دیوانہ ہو تیرے چل کا
طول	نذر	نسیم	حدیث میں معلوم ہوتی ہے چلے کیا کیا نظر
طوکار	نذر	نسیم	اے ک کا قصہ ہر سون ہی کا جھگڑا ہر
طوطی شازل	نذر	دور	کبھی میں کبھی گھون پیر جادو ان جیہٹوں کا
باب نظامی معجم			
طفر	موت	رند	لشکر اندو کہ ترغیب میں ہر تنہا بد
باب عین محملہ			
عار رنگ ۱۱	موت	نسیم	تم تو کب تے تھو نیک مرگ بھی آئی نہیں
عارض رخ ۱۱	نذر	دور	خسٹ سے پیناٹا رض رشک چو لگا
عالم طور ۱۲	نذر	نسیم	نہ کہ نہ کہ بلبلین جھکا کر دیکھ کر یہ سے میرے
عالم لوگ ۱۱	نذر	رند	حسن کی دولت ہے تجھ میں ضم شان خدا
عالم تماشا ۱۱	نذر	آباد	گر یادہ ہیں بعد فنا بھی یہ رنگ بار
عداوت	موت	بحر	مندیں بانی نہ ہو اور جو سکتے کیو

ج	ج	ج	نظم
مدم	نکر	ناسخ	نکافی اللہ سیکر باہون عمر جاؤ اسی
عذاب	نکر	سومن	تاسحر جان پر مذاب رہا
عذار چہرہ	نکر	ناسخ	یا سین دھوپکے ہوئے گل سریز
عرس	نکر	صبا	باگ لانا ہر شہر و رست زمانہ درگ
عرس	نکر	بحر	کبھی تیرے عرس میں دنوں نے فانی عجب
عرش	نکر	ناسخ	کیا بیٹا ہو رخت قصر حلال مٹھنی
عرض	موت	ناسخ	یر کی عرض یا اشرف انبیا
عمل شہدہ	نکر	آتش	مال سودی تنفر آدمی کو چاہیے
عشق چچان	نکر	ذوق	میں ہر شہدہ عاشق پیچیدہ موبابی رہا
عصا	نکر	اسیر	زور بازی جوان ہوا سر ہر سر کا
عضو	نکر	عاشق	جلا دیا پر شب غم نے بعد مرے
عطا	موت	آتش	عضو ہو جا ہر چیز کہ لاکھوں ہیں گنا
عطر	نکر	آتش	اللہ کے ہمارا تکلف خبہ صال
عقاب	نکر	ناسخ	نہ لیگا کبھی شکار یقین
عقرب بچھو	نکر	آتش	ایذا جو ہوا شائستگی سے تعجب
عقل	موت	آتش	دلفنون کی طرح تاکہ مار پونجی
عقین	نکر	آتش	آویزہ ترے گوشہ کا ہوا اس اسید پر

نظم	روایح	نظم	نظم
عکس	نذر	نسیم	آسپا کر کچھ شفق بھولی نظر آنے لگی
علاج	نذر	ظفر	جبکہ وہ خفا مجھ سے مین بن لو پیسہ
علم	نذر	اسیر	عشق عباس کو تھا شائیدان اسیر
عمر سن سال	موٹ	آتش	شب بھران کی دواڑ کی کلکیا کبھی
عنان	موٹ	ظفر	بلا سے خاک ہو رہا باد سا رخا کسار کو
عنایات	موٹ	رند	کیا تعجب ہو جو دو جام ملے سب سے
عنبر	نذر	آتش	فی الحقیقت تیری لعن کی ہو چوٹی
عندلیب	نذر	اسیر	طبع اپنی بلبل باغ معانی ہو اسیر
عندلیب	موٹ	رند	کئی دن ہو گھات مین صیاد
عظما جانہ	نذر	آتش	دہن یار کا رہتا ہو تصور اس مین
عنوان	نذر	ظفر	بھیجتے تھے خط ہمیں وہ جس ان سے
عمد	نذر	ناخ	کوئی دمیری بھی اپنی ہر سان مجھ
عیار	نذر	غالب	سکھنے کا جو اسے روشناس
عیب	نذر	مومن	تجھ سے بے نام و تنگ کو کیا عیب
عید	موٹ	رند	زمانہ ہو ٹلگین بلا سے تری
عیش	نذر	سالک	یوں ہی ل غم سے اگر جرم ہو کر ہوگا
عینک	موٹ	اسیر	کیا تکلف ہو اگر سر نہ لگایا انگھین
			عکس جاہو نچا تمہارا امن گننا کا
			کچھ میرا علاج خفقاں ہو نہیں سکتا
			اس تعزیر کے ساتھ علم ہو تا ہو
			ظفر کی عمر بھی چار گھڑی گھنٹی سے
			سند رنار کی اوس بھائی پھر نہیں جاتی
			کب تک حال پر ساتی کی عنایت بھی
			مشک ملنا کسی کو نہ تو عنبر بدلتا
			ہر جرم مین عندلیب خوش یا رہتا
			عندلیب آج کل مین چھستی ہو
			شیشہ دل مین پری بن کے خفا توڑا
			تو اب کہ رکت وہ عنوان بھی جاتا
			مثل عینک نہ لکھو سے نہا ہو
			اب عیار آبرو سے در کھلا
			دل لگا کر مین لگایا عیب
			ترے گھر مین تو عید قاتل ہوئی
			وصل مین عیش مجھ خاک میسر ہوگا
			اے قناعت عینک قطع نظر مین

لفظ	ادراج	آ	تظہیر شعر
			باب عین معجزہ
غبار کینہ	مذکر	وزیر	چٹے ٹھکرا کے میری تربت کو خاک سے بھی مری غبار رہا
غبار خاک	مذکر	آباد	بے سبک نش نہیں جوش خ کی و کھٹکا کچھ غبار عاشق سرکش شامل ہو گیا
غذا	مونث	آتش	غم بہت کھلوانہ مجھ گرین کو اتنی جہیز بار خوف ہضمی کا رکھتی ہے غذا برسا کی
غرض	مونث	نسیم	گل کی وہ غرض جنالی اوس کو رخصت کی طلب ستمانی اوس کی
غزال	مذکر	آتش	نتیجہ کو تیرے کیسے سبک کے ہر غزال دیوانہ ہر کے دشت سخن کو نکل گیا
غزل	مونث	رند	رندانہ کلام اپنا پسند آتا ہوئے رند اکثر غزلین پڑھتے ہیں آزاد ہماری
غسل	مذکر	آتش	نہیں ہم سگنہ کا راسے غلٹ کی زبان ہمارے مردہ کو دور کا رخسار ایک سن کا
غش	مذکر	آتش	حسن کا جلو بھی کم برق تجلی سے نہیں چشم سے جو دیکھ گیا اور غش آ گیا
غضب	مذکر	آتش	کم نہیں عباسیوں سے مفسدہ پرداز فرم توڑے دھکے اٹھانے پر غضب جنگیز کا
غل آواز	مذکر	سومن	مرفی یاد کشتا جو اسرافیل جبر سے قیامت آگئی کہو نگریہ غل کیا زمین پر
غل طوطا	مذکر	آباد	اوڑ گئی زنجیر ٹکڑے پر دس غل ہو گیا تیر جی قات کا پس دست جنوں غل گیا
غلاف	مذکر	آباد	نئی تشبیہ پر مستاب کو ہم کہتے ہیں ہر خلاف آپ کے گل تکیہ کا میل اوتار
غم	مذکر	غالب	غم اگرچہ جاگس ہو یہ کتا بچین کے دل کو غم عشق گردن ہوتا غم روزگار ہوتا
غور	مونث	رند	ڈال دی پیکین چوہن غم تو نے غور کرتے ہو تو کر لو جگر اودھاروں کی
غول شیطا	مذکر	آتش	میری منہ نے چراغ راہ جو بجھا اوس سے آنکھ دکھلا مجھے غول بیابان دکھایا
			باب ف

نظیر	نظم	نظم	نظم
کنار جبر و انجمن خواہش شرابی کی	صبا	مونث	فاختہ جانور ۱۲
تو ماجر دل تو ہاتھ لگی مجھ کو زلف یا	اسب	مونث	فتح
آدمی چکا تو دیو آسمان کو مارے	صبا	مونث	فتح و ظفر
پیاسہ شرب وعدہ وہ بگڑ بیٹھے	داغ	مذکر	فتور
بجھ کر تیرے کمان سلامی کا	سید	مذکر	فخر
سب کچھ قناعت ظفر بشر کے لئے	ظفر	مذکر	فراغ
مشرقی جن جو نسیم کو مہوئی	اسب	مونث	فرد
خانی دئے تھے چار فرزند	نسیم	مذکر	فرزند
زق تانا بونین روح روئی چاہیں	آباد	مذکر	فرس
سند شامی کی سرست ہم تعمیر کرتے	آتش	مذکر	فرش
گناہگارین محراب تیغ کے ساجد	آتش	مذکر	فرض نادر ۱۳
ترک اس کے چے میں جانانہ طر ہو گیا	فگار	مذکر	فرض وہبیا
نخل سب سے تیرا دوست ہے قدرت تیری	اسب	مونث	فزع
خوبی کو اس چہر کی کیا پوچھو خراب	سیر	مذکر	فزع
کوئی دل میں نہیں یا زمری غفلت کا	آتش	مذکر	فرمان
فردغ کو اکب و دچندان ہوا	ناسخ	مذکر	فردغ
تھر لگے اوپر خورشید سے دس کر	رند	مونث	فریاد

فاختہ - مذکر - نسیم - مذاق حضرت صیاد دست بین لاکر کو چہ مبارک برقعہ - اب فاقہ پڑھیںے نا لاکا -

نقطہ	اولاد	نکاح	نظیر
فیض	نذر	شیفتہ	اوس ماہوش کو غیر سیر و کام کیا
فیلسوف	نذر	شوق	مکر کا بانی جھوٹ کا سر تاج
باب قاف			
قالبو	نذر	رند	و ک قیمت کیا حصر اپنے رکھ نگار
قالب	مونث	انث	پی گئے جب ساقیانہ شراب سبب کی
قارورد	نذر	مصمفی	سرخ رنگ شفق سے شفا ہوتا ہوتا
قامت	نذر	دیر	تو پادشہ کے ہاتھوں پتھر مار گیا
قامت	مونث	انیس	سرو شکر کا قد اس طرح کا قامت ایسی
قانون	نذر	اسیر	کسی کو حکم خدا و رسول یا دینین
قبا	مونث	اسیر	بالہ و ترانے سے ایسا ہوا چین
قبر	مونث	اسیر	ہو وہ بھی کوئی روز جزا پر کین
قحط	نذر	رند	یاد دیا بکے معشوقوں میں تھیلین
قد	نذر	رند	ہنسنے تل لگی کے واسطے ناپا جو
قدح	نذر	مومن	اوجس ببول کو منہ نہ لگا یا دیر ہو
قدح عتہ ۱۲	مونث	رند	لب شیرین ترش کے ہو کئے تل کلام
قدیم	نذر	صبا	عازم دست جن کے چو گھن سے اٹھا
کرار	نذر	سودا	صد برکن جعفری گل اشرفی نے ناب

لفظ	اول	ت	تفسیر شعر
قرآن کتاب اللہ	نذر	وزیر	ایک مین دست نہ ایک مین قرآن ہوگا
قرآن	نذر	آتش	مبارک شب قدر سے بطنی شب تھی
قرض	نذر	آباد	سہر ہو جلوه چو دیکھے عارض پر نور کا
قرض	نذر	موسن	ہر قرض فقیر کی دوسری دین بن دین
قرطاس	نذر	اسیر	رنگ اور تار یہ سنا اس گل کے عجیب سے
قسم گنہ	موت	ناسخ	ملکہ ارچہ نہیں ترے ہر کے سامنے
قسمت	موت	داغ	میری صورت بنی تو خاک بنی
قصہ	نذر	اسیر	فرما دینہ پیغام نہیں کوہ کنی کا
قصر حیوئی	نذر	ناسخ	کچھ سمجھ کر ناتوانی نے کیا سہم مجھے
قضا تقدیر	موت	صبا	عشق نے آج کیا اور ہی عالم پیدا
قضا موت	موت	آتش	تو تیرے مر گیا اک برق و ش کی باد میں
قطب	نذر	اسیر	ہرگز رو نہ کہی ساتھ نہ گشتہ نشین
قطع	موت	ظفر	جی میں باچم لیجے ہاتھ بس خیاط کا
قفص	نذر	رند	فصل گل اٹھتا ہر کب مجھ سے تم صبا کا
قفص	نذر	آباد	دہر کا لینے ہر نیک آئے دیکھو کو
قل موت	نذر	ناسخ	و فصل یام مین شود قفس ہر گیا
قلاج	موت	دوق	دستی کو دیکھا ہم نے اس ہر نگاہ کے

نظم	نظم	نظم	نظم	نظم
شعر	شعر	شعر	شعر	شعر
بے وجہ کہاں یہ ماجرا ہو	یوں بھی یہ قلع کین ہوا ہے	نذر	نذر	نذر
بہترین ہم کو قلع میں	منورت گریہ در گلو ہوگی	امانت	امانت	امانت
وصف بار بد مذکران جو	میر ساید عالم مثل کمان خم ہو گیا	ناخ	ناخ	ناخ
ظفر جو خنجر اذکار بنا	ہا تھ قدمی دم تحریر لکھی تھی کیوں	ظفر	ظفر	ظفر
باجی بیٹا مجھے وبال ہوا	دیکھ کر ایک نانی کی ظہین	جان	جان	جان
میرے لئے تراش رہی ہے سر تلخ	کرتی ہے ہاتھ صانسی قلع تراش	دشمن	دشمن	دشمن
اللہ کے کرم سے جن کو کیا مطیع	زیر نگین قلع و ہندوستان ہوا	آتش	آتش	آتش
چند پران بھی کر و شل بیان	تغیر یہ تلخ و بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی	آتش	آتش	آتش
کہہ بلبل چبّے طفل نے مصحف	ہو گیا اسل سلم ختم قلیسا ہو گئی	اسیر	اسیر	اسیر
قمری کہا ترے آگے محاق میں	یا کہ کتاب بھی تو احتراق میں آیا	ناخ	ناخ	ناخ
نہیں جو مائل یہ چراوہ پر	دشمن فلک ایک تنہا تنہی ہو	اسیر	اسیر	اسیر
اچھا مزہ نہیں لب شیرین کے	قندین چوسا ہوا ہے کسی خدمت رسیدہ کا	نسیم	نسیم	نسیم
ہمارا کعبہ دل میں چراغ داغ روشن تھا	نہ تھی قندیل محراب تک میرا بل کا لکی	اسیر	اسیر	اسیر
پونے غیر کے لب میں سے	تلخ بگڑھی وہ چاشنی وہ توام عمل گیا	نسیم	نسیم	نسیم
لب شک ہو کر ہین کف دست	سرخ ہونے لگی کہہ کہہ قول رقیبوں کو کیا دیا	داغ	داغ	داغ
وہ تو میں جو ہن آج ستر لک	سب کی کنوڑی رہی مٹی ہمیشہ عرب کی	عالی	عالی	عالی
ابھی کھیل کھی ہو گا اکدن	دکھا دینگے قبائس کو کہ تو نہیں مت ایسی ہوتی ہو	داغ	داغ	داغ

لفظ	رواج	آ	تظیر شعر
باب کاف عربی			
کابل	نکر	ناسخ	اے ہجر جان میں نہیں نکلتا کہ نور سحر
کاٹ برش	نکر	اسیر	بے یار چمن میں صفت گل ہوں جگر چاک
کاٹ پھانس	موت	شوق	دیکھ کر عقل میری جاتی ہے
کار کام	نکر	نسیم	صلح کی ایسہ بھر کل پڑ گئی
کاروان	نکر	ناسخ	جس گلچہ چمن نور آفہ روان پیدا ہوا
کاروبار	نکر	سومن	بیکار ملی اس قدر فرصت ہر رات دن
کافند	نکر	سومن	نامہ روئین جو لکھا تو یہ بھیگا کاغذ
کافور	نکر	ناسخ	زیت نیم چھوڑ کر چارہ سودا عشق
کاکل زلف	موت	وزیر	کاکل جو اس کے شعلہ سے سرگ گئی
کال	نکر	اسیر	اے بر سرِ قرہ نر کا نہ برسا جس سال
کالبد	نکر	ناسخ	تکلف و تشویش گل ہر گل میں داغ چھوین
کام حلق	نکر	افتر	نہ پھر گیارہ قیہوں کا شیریں دہانے
کام کار	نکر	اسیر	مفسلی مفسر کی منتہی کی بجائے ہنسی
کام مقصد	نکر	سومن	کام دل پنج دہلا کو سونپا
کان گوش	نکر	سومن	بھڑکان اوس سدا پانا نہ کے
کاہ گدس	موت	آتش	دو کاہ ہوں پر کاہ ہر گران میں کو
			دو کاہ ہوں مگر کوہ پر چار ہوں

لفظ	معنی	تصویر	شعر
اکایا	مونث	حال	عرب جس پہ ترفیق تھا جہل چھایا پلٹ دی ہر کائنات میں اس کی گایا
کائنات	مونث	اسیر	مال کا رہی دو گز زمین کفن و مسکن بڑی بساط نہیں کائنات اتنی کم
کائناتِ دنیا	مونث واحد	رند	رونا اگر بھی ہو تو طوفان آگ کا انکھوں میں کائنات پھر گئی بھی
کباب	مذکر	اسیر	وہ چختہ کار ہون ساقی کہ کچھ نہ ملا جلا دل اور جوب تک کباب خاتم
کبک	مذکر	آتش	چل نہیں گئے گا ہرگز تیرے کھیل کی چال باؤ نہیں موج ایگی کباب کی کھال
کبوتر	مذکر	ناسخ	فرغ دل تب سے آپ کا ہے صید جب کبوتر اڑاتے تھے پر کا
کتاب	مونث	آتش	حجت ہو کہ مذہب عشق ایک کابلغ سینہ پر کتاب ہو علم الکلام کی
کٹار	مذکر	گویا	خون بہا اوسے مانگتے تو کسے کوڑی رکھنا نہیں کٹا اپنا
کدو سیر	مذکر	دویر	سما مرے سینے میں مثل دل شیشے تھامی محتسب ہاتھ کیا کدو آیا
کر	مونث	مصحفی	گالیاں روز تم کر مجھے دے جاتا ہو مجھ پر دے اپنے اس باکی کر مانتے ہو
کردن	مذکر	صابر	ہو جو دم نالہ و افغان دفع اشک آہ ساتھ شہزادوں صابر کرد فرانتوں
کرامات	مونث	اسیر	جام اگر ٹوٹ گیا کون کرامات گئی خیر خرم کی رہے ساقی تری خیرات گئی
کراماتِ رب	مونث	رند	خیر کرتا تعجب کو کہ کئی پر نہ رہا معجزہ عشق کا تھا اوک کرامات دہی
کربلا	مونث	رند	مرتے تھے یوں نہ تشنہ دیداران کر قاتل گلی تھی گے تری کربلا نہ تھی
کرگدن	مذکر	ناسخ	کرگدن کا بھی ذرا حوصلہ دیکھے کوئی اپنے قاتل کو پس منہ پر دیتا ہو
کرم	مذکر	جرات	بندہ خاندن جو آپ سے کرم تم نے کیا پر لیا باتوں ہی میں دلوں تم نے کیا
کرن	مونث	ناسخ	چل چپک ہی ہو زیادہ سناروں سے پاؤں میں لگا کر ن آفتاب کی

کلام	رواج	نظم	شعر
کروٹ	مونٹ	ظفر	تیرے بیمار کا یہ حال ہے اب اتنا توئی کہ
کروٹ	مونٹ	ظفر	کان میں مرے ہاتھی کو کہ جاتی ہے
کس بل	نذر	گوہر	نیم بسمل چھوڑنے سے مجھ کو حال کیا ہوا
کسک	مونٹ	واغ	کسک دل میں چھ چارہ گر ہو گئی
کشت	مونٹ	اسیر	آب تاب و تیغ نے دل کی شائین کشت
کشف اللغات	مونٹ	اسیر	جلد تیرے کھلے غوا مضبوط
کشور	نذر	جرات	یہ جوش انکسار کھٹکھٹا دھوا پھولا ہوا
کف	نذر	خستہ	سین اعجاز کیا دواہ مسیحا جہاں
کف پا	نذر	آتش	کیا چمک کر نکلا تصاوت مٹا بارے
کف پا	مونٹ	سومن	آج ہم رنگ حنا ہے گریہ
کفک	مونٹ	ظفر	جو ناکوں کی گرداب اور گل میں بین صاف
کفن	نذر	ناخ	وے ڈوبو پٹہ تو اپنا ملے کہ
کل اوردہ	مونٹ	ظفر	آویستے ہیں جس کو ایک پتلا گل کا
کل اوردہ	مونٹ	امانت	نہ پہنچا آپ سادہ چہرہ کر باس غریب کو
کل عضدہ	مونٹ	راحت	توڑ دی تو نے کل مری کل کل
کلام	نذر	اسیر	بے قرباویہ دہن نطق کام اللہ کا
کلاک	نذر	لازم	لازم ہے یہ کلمہ اللہ کا ہے حسن خدا کو کی تعریف

نکاح	انواع	نظیر	شعر
کھلک	مونث	صوفی	زندان سے جو ہوتی سوہا ہائی
کل کل	مونث	ظفر	آہی خیر ہو کر یہ ک شدت کل اور پی
کلہ - ٹولی	مونث	صبا	مشکل کشی شیشہ ہو روئی چرس کی
کلب	مونث	اسیر	دو ہا بار کے مضمون چھینکے کیا ہم سے
کمان	مونث	ناسخ	لاکھوں گہی شیشہ گیسو کے ابرو خون کئے
کمان حکم	مونث	نکلت	جنگ پر عشق سے آنا علمداری کر
کمر عشق	مونث	ناسخ	قد سنبلی کمر ہر اوس بری خسار کی
کند	مونث	اسیر	ہزار کوس ہو محبوب دوڑ کر آئے
کمل	مذکر	سحر	روح کو ہوتا ہر نعم کے دو کلمے سے جہا
کمل کلیم	مذکر	ناسخ	اچھے جاؤ یوں بسر کرنا پو کوئی یاد نہ
کیت اپ	مذکر	آتش	ترے نفل فلک رفت تھو وہ بکریں دوتا
کین	مونث	مومن	اے حلقہ زلف دام داری ہر عیبت
کنار	مونث	مومن	خفقان الفتون سے ہم دم کی
کنج گوشہ	مذکر	مومن	گو رہیں جو ش غم دل نہ نکلا ہاے
کنکر	مذکر	ظفر	کیا کنک لکھا سادہ گھبراہن بیٹھے بیٹھے
کنوار چھل	مذکر	جان	کبھی چھوٹ بھی آئے پو چھا کر جو رکھا حال کیا
کتوان	مذکر	آتش	ملاحت ذوق یاد کار ہر بہرہ شور
			یوں کھلک بیان پر ہے آئی
			نکر و اغیار کل کل مجھ سے نر و نریت کا
			کھ فقر و غفل تھا جلتی ہے
			زبان کلیہ ہر فعل در معانی کی
			ہر چند یہ کمان ہر بے تیر آپ کی
			یعنی اشکوں کے واسطے کی کمان نکلی ہے
			کتے ہیں جیتی مائیں پر ہر جہیزم زار کی
			عجیب جذب کند خیال رکھتی ہے
			میرا کل مکر تابوت پہ ڈالا ہوتا
			خاک کا بستر ہے کمل سایہ دیوار کا
			کیت خاتمہ مضمون لکھو اسی بست بگرا
			اے ناز واد اکین ہماری ہر عیبت
			طوفی گردن کنارا سب و غم کی
			آپ ہی میں ہم نہیں کنج تنہائی ملا
			میں نے شہب میں جو ان کوئی کنکر بھینکا
			تھی تو ار تو جہم کنوار چھل تھا ہر اوتار
			عجیب لطف کا کھاری ہر کونان نکلا

نظیر	نظیر	نظیر	نظیر	نظیر
کنول سحر	مذکر	آتش	میشد چو شکر بر باد پانی بر آتش	نظیر
مذکر	مذکر	اسیر	یاران رفتند که غم بر سر کج طبعین	نظیر
مذکر	مذکر	ناخ	تو نے جن سے قاتل کیا کچھ کلاں	نظیر
مذکر	مذکر	غفر	کوئی شک نہ کرتا ہر تو گھر سے کیا	نظیر
مذکر	مذکر	سحر	زبون تیر سے کہ کس کی چو	نظیر
مذکر	مذکر	اسیر	یگر وائل اور قارون کے خزانہ میں	نظیر
مذکر	مذکر	آتش	شیر نی مان بونی رکھتا جو تو تو کو	نظیر
مذکر	مذکر	غفر	تمام بادوشی خاک میں نہ ساق	نظیر
مذکر	مذکر	اسیر	آتش افروزی کیا کرتا ہر دم با آبی روز	نظیر
مذکر	مذکر	رنگین	یو جی میگووگا نہ کی سجاد خاص	نظیر
مذکر	مذکر	رند	اکثر شاعر ہر روز ہم بکاشت	نظیر
مذکر	مذکر	ناخ	اگر بچہ پنا پر نہ نصیرین ہر شام ہم چک	نظیر
مذکر	مذکر	امانت	چکر کے گنگہ میں نشان ہر دوش بولا	نظیر
مذکر	مذکر	مصطفیٰ	اوس در پہ کوئی بکارتو کیا خاک نہ	نظیر
مذکر	مذکر	مومن	غرض نام و نشان سارا بتایا	نظیر
مذکر	مذکر	خستہ	میں نے میں نشان لکھو نہیں ہر جگہ	نظیر
مذکر	مذکر	اسیر	کیا شمع جلین ہر جگہ سفید کی روشنی	نظیر
مذکر	مذکر	مذکر	مذکر	نظیر

لفظ	واج	آ	نظم
کھینچ	سونٹ	داغ	اوجہ بے عشق کی دھینگے کبشش کی اس شید روئے ہے ہم سے کمال کھینچ
کھیل	نذر	آتش	عشق ہنفتہ ہو گیا اشکوں کے آشکار یہ طفل کھیل کھیلنگے افشای راز کا
کھینچ	سونٹ	اختہ	ترہیز کردہ خمخاند عالم بنا ساغر اور خمار کچر بھی یہاں تلچٹ کی بھرتی ہو
کیف	نذر	نسیم	میشویشان نصیب رہیں سامین کو کیف شرب ناب مرے ہر سخن میں تھا
کیل	سونٹ	نظم	مے کے ملا نام درمیت دبا آہن کی کیل میں ہو تیرا دوست ظالم تو بادشمن کی کیل
کین	سونٹ	موسن	مری تعزیت میں نہ لاغیر کو کسان تک تم پیشہ کین ہو چکی
باب کاف فارسی			
کات	سونٹ	آتش	جس باندہ ہے ہو گاتی تجھے دیکھا بھڑکا دل رہا بشی مٹی مری جاتی کات نہ تھی
گاج	سونٹ	رنگین	گاج باریک جو جھلسی سی ہو ٹوکی تو اوس کی شب ہی سی ہو
گال	نذر	صبا	لوگ کئے گئے کندہ پر پڑا ہر مینا سبزہ خطوہ خوش رنگ تر گال ہوا
گاؤ	سونٹ	امانت	مستکار باغ کا سبزہ ہو کیا طراوت بخش چریہ گھاس نوگا دوزین ہری ہو جا
گاؤن	نذر	آتش	لاشون کو عاشقوں کے اوٹھو گلی ہو بے کا پھر یہ گاؤن نہیں جی اور گیا
گت	سونٹ	امانت	ستار میں بھی حن ہتی ہر رنگ کو بجاؤ گی کہیں سخن جزا گت تچا من شے کی
گر و غبار	سونٹ	ناخ	چہرہ خورشید کا غار دہنا یا چرخ گرداوری آماہ جب تیری تجلی گاہ کی
گرداب	نذر	ظفر	ترے کیا چہر میں ہو کہ ہم اب آپ جلائے ہیں یہ دور آستین یا رب ہی مگر داب پانی کا
گردباد	نذر	ناخ	شعلہ نرف صاسر و چراغان بنا دیا اوٹھا گرد باد ہوا ہی غبار کا
گردون	سونٹ	آتش	اس قدر رنگ گر گیا نہیں زیا پیار پھانسی دیجئے اسے گرد ہر ماری پیا

لفظ	اوج	شعر	تفسیر
گردوغبار	نکر	ظفر	سربندو کے گردوغبار اپنے ہاتھ کا
گردون	نکر	ناخ	شامل کو کوئی ہوتا ہے اگر اسے ناخ
گرز	نکر	اسیر	مرا مفلک نہ باندھے غیر اپنے شعر میں
گرگ	نکر	ناخ	تو وہ یوسف ہی کہ تجھ پر کیا بشر دے میں
گر وہ	نکر	نسیم	کیا قوت بازو تھی زسے بہت تھاں
گرہ	مونث	اسیر	عقدہ کا دام سب شکار کھاٹے تو کیا
گریبان	نکر	اسیر	آزاد رو کیو ہو جائے باہر ہر کس لئے
گر چنانچہ	نکر	اسیر	بقصد بھگدڑ ہی کس قدر قات کی تلاش
گرزار	نکر	اسیر	نفل کے جسم سے کرتے ہیں استخوان
گرز	نکر	مومن	اس جوش طیش پر ہوئی شکل سے
گرز چپہ	مونث	صبا	بر سے آنکھوں کے کباب زنگی میں لہند
گرزان	مونث	سودا	باپ کے گھر میں جاٹ کر چینی
گرزندہ	نکر	وزیر	یہ تیرے انھی گیسو میں زہر ہر قاتل
گفتگو	مونث	آتش	بڑا ہوئے بھی تو ان قسم تو ان کی
گل جمہ	نکر	گویا	یہ کس نے ہاتھ اپنے دیا گل شمع محفل کا
گل مع	نکر	ناخ	عشق نے بکھو دکھایا آج اعجاز طیل
گل بیچ	نکر	نسیم	یہ غلجی دینا ہی جو دل غصہ ہوتا ہے

نکاح	زوج	آ	اظہیر شعر
گلاب	نذر	ناخ	ہولی یہ شیشے سے نفرت فراق ساتی ہیں
گلاب رنگ	نذر	امانت	غش آیا مجھ کو تو بولا چٹک کے منہ کا
گلشن	نذر	خلفہ	سدا دل شعلہ افروز آتش جہان رہتا ہے
گلستان	نذر	نسیم	ایک سو دروازے دو چار پھر تو سیر کر
گلستان نام نہاد	سوت	آتش	قصہ کوئی کچھ نچوڑی کس رخ سیرخ فام کی
گلشن	نذر	وزیر	اپنے محبوب کا کوہ رہے سکن اپنا
گلگون	نذر	آتش	یوگی کی طرح گردہ دکھلائی ندی
گلگیر	نذر	اسیر	گردن پہ کیوں دیا لیا سر کو کاٹ کر
گلہو حلق	نذر	ناخ	کیا بیون کی ہجر ساتی میں کہ لگی بگی ڈاک
گلیم	سوت	آتش	نہ روز چیری کچھ خوب ہو نہ شام فراق
گلستان	نذر	رند	سحر تک سحر کی شوق کھو لاکھ بار اٹھ کر
گلن	نذر	خلفہ	نام نہاد کا لکچر اوس کا گن باتی رہا
گنبد	نذر	سومن	خپش سے فناک میں اعلیٰ شمس مدھون تھا
گنبد	نذر	اسیر	مگر کیا تھا دیکھ کر کس چشم وحشی کو اسیر
گنج	نذر	آتش	محبت ہوتی ہے مدھون کو بھی غش کال
گنج شیشہ	نذر	آتش	لاؤ ٹھوکر نہ کر اوس کی ہولی و قاتل دجا
گنگا	سوت	اسیر	ہم تو پیار ہی غریب کو دی بھر منغان
			اٹھاس شہر میں بستی ہوئی گنگا دیکھی

لفظ	واج	حکم	نظم
لات پاون	سہنٹ	صبا	رقبا سے کہہ سنا ہو پانی ہون کو
لا جورد	نکر	آتش	کرتے مہر اوس کو شہد ہنصر بن صرف
لاشس	سہنٹ	رند	آتش جہر سے ہیں پچھتا سوا جہر عاشق
لاگ	سہنٹ	مومن	مہر و خن سے لاگ سی دل کو
لاف	نکر	آتش	وہ بہن بہن نکلا حوض غرور
لال جانو	نکر	دیر	رنگین لب علی کی صبا سے
لا لچ	نکر	ناہنج	حسن بچہ کو کیا تیرے زاج نہ لاشد کر
لام	نکر	اسیر	چڑھائی ہنسن پیر یا خطا پر کھینچا
لب	نکر	مومن	منہ میں کہنا غم صبا کے بھرا پانی
لباس	نکر	خضر	نہ ہو دین میں نصرت نکل کیونکہ کر گزریا
لب بام	نکر	فوق	قسمت تو دیکھو توئی ہو جا کر کمان کند
لپٹ	سہنٹ	خستہ	گرائی نہ ہو لطف نہ محبوب کی تو کیا
لت	سہنٹ	میر	پاون میر کہ یہ ترانہ میں اب رہتا نہیں
لٹھ	نکر	نسیم	بولاد کہ یہ جو لٹھ مرا ہے
لبام	سہنٹ	رند	گردش بر آسمان کو میری دعا کے تھ
لچک	سہنٹ	خضر	نوفہ کہیں دو غنچے میں نرم شکم گل
لحد	سہنٹ	باسبہ	غیرت کا ہر مقام زمانے کا اقتدار
			ہو جی سہر عزا پر ہے لات تھاری
			ہو جی میرے خط سنا چھ لا جورد پایا
			لاش اوس کی تیرے ہنچ بھنستی ہوگی
			اگر م رکھے اک انگ سی دل کو
			وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہو
			کیا خوب یہ لال بولتا ہے
			اپنے بندوں کو خدا پر تیا ہو لایع جو کا
			کئی رنگ بند ہوا ہر نامش اف پر شان کا
			تیرے لب سے جو لب ساغر سرشار لگا
			لباس لاش پیکر کا یہ ایسا سپید ایا
			دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا
			دیکھا دپٹ تیرے میری اگر ایسی
			رقبہ رقتا اوس طرف تباہی مجھ کو تہا
			موسے کا عصا ہر اثر دیا ہے
			ہاتھ آگئی ہے میرے لبام اوس کی ہو دک
			باریک کم ہر خوش گل کئی ہر پاک بھر دیجا
			تکذیب کا ہے جلد بادشاہ کی

لفظ	رواج	نظم	شعر
لوح تخی	مونث	ناسخ	بہت اوس کیم تن کی سیج مضمون جو پورن مجھے دکا رہن لوصین کچھ پر پاندی کی
لوڑ شیخ	مونث	اشتر	حسن کی لوجب نظر آئی عشق میں بوسے نیشکر آئی
لوگن	مونث	انشار	میں جھپک اٹھی لے کے اٹھانے کل جھجھو دی جو پھر لکان میں لوگن
لہر سچو	مونث	ناسخ	شغل دل کا جو پھر عشق میں بحر صحت رات دن بیٹھا گنا کر تا پھر لہر آب کی
لہو	مذکر	صبا	محضر ہمار خون کا ہو گا یہ حشر کو اچھا ہوا لہو دے دامن میں بھر گیا
لیل	مونث	اشتر	پیشے دن گھر وہ لیل وفات آپر ہوئی جب محمد سانی گذرنا تو دنیا ہو خاک
باب سیم			
ما تم	مذکر	ناسخ	کیا کہیں مرگ اجا میں جو ہم کو غم ہوا اگر سو دشمن کوئی داس کا بھی اک تم ہوا
ماٹ	مذکر	اسیر	چہا بہت دروغ کا ہو زیر آسمان شاید کہ ماٹ خیل کا کوئی بگڑ گیا
ماجو	مذکر	جان	مسی خراج تہی ہر کو کا تو ڈھو ڈھ لا سوسن کو طاق میں نہیں ماجو نظر پڑا
مار ساپ	مذکر	ناسخ	کا کل پینچا جانان کا اگر غم ہے یہی سوکھ کر مار سید مانند مر ہو جا نیگا
مار زو	مونث	ناسخ	نہیں تلوار کی حاشیہ دشمن ہوا دزدک زیادہ ہوتی ہے کوس سے اول مار سونگی
ماش	مذکر	جان	چھتہ اچھو مولوی کی اڑھ کے جادو ماڈا پری غم نے کچے کونیشے میں اڑتا رہی
مان عمت	مذکر	ظفر	الطاف دکر مژدن پر رہتا ہے تھمدا تم چاہتے تھو اچھی نہیں مان کسی کا
مانگ	مونث	ظفر	مانگ کیا لہو تین ظاہر زوت مفر دکی صبح نکلی بھاڑ کچھانی شب و بھر کی

نقطہ	ج	آ	نظیر شعر
مخ سلیمان	نکر	آتش	عاشق اس غیرت بقیہ کل پڑا آتش
مخ	نکر	اسیر	ہستی نقاش قدرت ضاظر ہو گئی
مربک	نکر	مصطفیٰ	وہ اوگھٹا راہ پڑا مصطفیٰ
مرگ	سوت	رند	مرگ عاشق آپ کو منظور اوجانی ہوئی
مرہم	نکر	ناسخ	سوزش پرواغ میں بھی پروگ آتا ہے
میخ	نکر	آتش	لباس سنجہ بین کر جو وہ جو ان نکلا
مزاج	نکر	صبا	آتے ہی فصل گل کے جنون ہو گیا ہیں
مزار	نکر	دویر	ناز نے دی نہ نصرت آگے آگے
مزار	سوت	سیر	کیا غلو کر اوس خوبی عالم کی گل ہیں
مزع	سوت	رند	آبیاری ابر جسٹے دیک اب کورس
مزه	نکر	خضر	اگر کچھ نہ بولوں ہنوزہ الفت کا جانا ہے
مژگان	سوت	خضر	اچھوہا شکستے مژگان اگر ادنیٰ نہیں ہوتی
مژہ	سوت	خضر	کیا کہوں جس مہرہ افش کر کی گل ہیں
ساس	نکر	ناسخ	رہ گیا میں سوس کر دل کو
سترا	نکر	اسیر	سرگین آنکھ کی تعریف میں صریح کر
سجد	سوت	ناسخ	تصور ہو بہت یسین پڑا کبھی نماز نہیں
سند	سوت	اسیر	یاد آ رہی میری میں نقیری کے مزے

نظم	شعر	خ	ج	نظم
فروغ شعله رخسار آتش ناک کیا کہ تھا	دم رقص منہ مشعل بڑھتی ہی روشن کیا	امانت	مونث	مشعل
مشق کی یہ الفت زلف بت خود کا دم	ہو گیا قد جھکتے جھکتے صفا صورت لالہ کی	اسیر	مونث	مشق
صبح تک بچا نہیں ممکن شب بخت میں	میرزہ خرمین بھرا ہر مشک ساز شام کا	ناسخ	مذکر	مشک
تیر وں مشک چھو گئی مجھ بے گناہ کی	پیاسی پسینے لے تو قسم پیاس کی	دبیر	مونث	مشک
مصیبت محبت میں اے دل پرگی	ابھی سہل ہو گئے مشکل پڑ گئی	زند	مونث	مشکل
اے داغ سلامت رہیں لٹکا ہوا	جو آتی ہو الفت تو مصیبت نہیں جاتی	داغ	مونث	مصیبت
مہر مہر میں لاکھوں ہی لاکھوں شائین	باندھو مہر جو قد یار کی رختی کا	آتش	مذکر	مضمون
اوس گل کے داغ عشق نے ایسا کیا	گل گل کے مغز شمع کے سحر نکل گیا	صبا	مذکر	مغز
مقدور استراحت کا رکھ دیتا تو ہم لیتے	زمین سے جانا آسان دیتا تو ہم لیتے	اسیر	مذکر	مقدور
آج کل کو مقدیش کمان چھڑتا تھا	کب ڈو پڑے یہ مری طرح گر اڑتا تھا	مومن	مذکر	مقدیش
ترک کرنی تجھے ایشیو ملا تا نہ تھی	گدے عشق کی میری یہ مکافات نہ تھی	زند	مونث	مکافات
رٹ ہو جس نام کی اوس کا نشانہ نہیں	اس کا نام ڈھونڈو مارا ہو مکافات نہیں	ناسخ	مذکر	مکان
جو شیراز کچھ نہیں ان کی غذا ابھی	نے لکھیں چلے ہیں نہ کتب ہوا ابھی	دبیر	مذکر	مکتب
اہل دین کی اور خصلت طرز دنیا اور	مکران شہر وں ہو سکتا ہو کب روباہ کا	اسیر	مذکر	مکر حید
خال یا اکب لیسیرین پر پڑے	شہر ہو جو جاکے گس پر لگی ہوئی	ظفر	مونث	گس
نہ گھوڑے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا	رفیق دل میں سمجھ لو اگر ملال ہوا	نسب	مذکر	ملال
ہو گیا بندہ ملائیکہ تیرے انداز کا	کیا کیا کیجے خداوند دو عالم ناز کا	اختہ	مذکر	ملاک

نظم	چون	نظم	نظم
ملبوس	نذر	سوسن	یہ آب درنگ کہان لعل اور مرد کو
ملک غنہ	نذر	اسیر	ممسک نین با ملک اپنی کھلا دونا
ملک غنہ	نذر	ناسخ	گھر پنا حاد ثون سے جو بر باد ہو گیا
من جہر	نذر	نصیر	تسا را کھانج زلفون بین ایو متین چکا
منبر	نذر	آتش	باد شہ حسن اے یار بنایا ہی تجھے
منتر	نذر	اسیر	کیا ہاتھ دین اس افی گیر کو لگاؤں
منجن	نذر	اسیر	تیز دندان طع بستے ہیں چشم یار
منديل	مونث	رند	نہ جایا کر و بزم زندان میں آشیخ
منزل شہ	مونث	صبا	چاہیے بہر تلاش یار از خود رفتگی
منزل نصیر	مونث	صبا	بست طریقے کئے اختیار
منزل شہ	مونث	امانت	رکھنا قدم دل رہ وحشت میں بھکر
منتقار چٹھ	مونث	ناسخ	در گل کے تصویر میں ہوئی ہر قسم نالائ
منظر	نذر	غالب	صبر دم دروازہ خسا در کھلا
منگل سبک	نذر	صبا	آیا اپنے پائش ماہ دو ہفتہ شہر سے
منہ برات	نذر	غالب	سوز دل کا کیا کرے باوان اشک
منہ غنہ	نذر	سوسن	مرگتے بھران میں چھپا یا ہے منہ
منہ	نذر	سوسن	پہل پہلٹ مجھے نہ دکھلا منہ

نظم	چ	ج	نظم
نظم شعر			
مُنہ مرض ^{۱۲}	نذکر	اسیر	نذکر
مُنہ حاتم ^{۱۳}	نذکر	اسیر	نذکر
موج عیب ^{۱۴}	نذکر	آتش	نذکر
موج بال ^{۱۵}	نذکر	ظفر	نذکر
موج بان	نذکر	اسیر	نذکر
موت مرگ ^{۱۶}	موت	مومن	موت
موتی	نذکر	اسیر	نذکر
موتیا	موت	وانغ	موت
موج لہو ^{۱۷}	موت	ناسخ	موت
سور چھٹا ^{۱۸}	نذکر	صبا	نذکر
سور چال نخت ^{۱۹}	موت	ناسخ	موت
سور چھل	نذکر	ناسخ	نذکر
موسم	نذکر	آتش	نذکر
مول نصیبت ^{۲۰}	نذکر	آتش	نذکر
موسم	نذکر	آتش	نذکر
موج چھ	موت	نظم	موت
مستان	موت	امانت	موت

نذکر قلقل مینا کی مرض میں تقلید غرور سے کیا متوجہ چار آبا
 وہ بھی لڑوے غم سے گریبا جاک پڑ کر بخیا مرے زخم جگر کو منہ ہر سوزن کا
 تیرے دہان کھائی دجی مٹی کی کبر ہے پری دُخ میں سو نظر آبا مجھے
 رہی گرفتار دین پریشانی فرکان کی تو شہر سادہن پر یہ سہرہ ہون کے نکلیگا
 شک کلاب کیا آگیا ہوش ہو کہ غش میں کوئی نگلا مرثا اوس پر کی
 غم مقصد رسی نازع اور صم اب آئی سوت بخت نار سا کی
 لگا کین افسردہ میں بے سلا پر کمان پائین کسی ہاتھ کب نہ ہو موتی میرے آنسو کا
 دل کی کلی بچھ کے کجی صبا کھلی چمکا کھلا کلاب کھلا سوتا کھلی
 وہ اشک بارہون کہ مری چشم نہ ہو تار نگہ کے بدلے ملی موج آب کی
 دیدہ غور میں اعلیٰ ہوئے دلی ادنیٰ ایک اک مور بھی رتبے میں سلیمان لکلا
 کیا کہ نصیب کچھ مژدہ کی صفین کے قری کو قابو چو فوج خط نے صنم سور چال کی
 جو کہ ادنیٰ خیر شاد وہ اعلیٰ جو تیرین سور چھل افسر ہوتا ہر دم طاووس کا
 زوال جسک عاشق کنارہ کرتے جاہلین مہا رباع ہوتی ہر خزان موسم ہر پت چھو
 دل چھتے ہیں عاشق بے تاب لیجئے قیمت وہی جو مل جو مال مزید کا
 سخن بخت میں متناہون لب سیر سے عہد میں اپنے نہیں موسم عمل میں ہوتا
 داسی بات میں کہم کیج لیون لکلا ہر ایک پونچھ یہ تیری جو تاو کھائی ہر
 دکھ لاگی اچ اپنا جو اوس رخ کی تھی چھوٹکی رخ بدر یہ مستاب غضب کی

لفظ	رواج	ت	نظم شعر
باب نون			
ناخن	مذکر	اسیر	زخم ہونے کا شکر ہو تانا تو خون دینا
نارنگہ	مؤنث	صبا	آفتاب شش بجی داغ جگہ سے سر ہڑو
ناز	مذکر	مومن	یہ غم نہ فتنہ گر نہ ہو گئے
ناسور	مذکر	آتش	آتش نہ پوچھ حال تو مجھ درد مند کا
ناف	مؤنث	اسیر	واسن کا بوجھ اوٹھ نہ سکا نازکی ہو یا
ناقوس	مذکر	آتش	دربار میں تل کے لئے اور تراجو دھنم
ناک	مؤنث	آتش	بینی یا کو عوی ہو گل زینت کو
ناگ	مذکر	ناسخ	مشابہا پر ہو جو تیری تلف یہ جانک
نال	مذکر	سحر	جی چھوٹا ہو کو وہ علم سخت گران ہو
نام	مذکر	نسیم	تشفی کے لئے احباب دیتے ہیں خاطر
نان	مؤنث	آتش	نعت فقر و موجود جسے بخت ہو
ناوک	مذکر	نسیم	سرے کا جو دنالہ تری نگھین دیکھا
نبات	مؤنث	اختہ	دکھو دلائی ہو شیریں نہی اسے نوشاہ
نباء	مذکر	ظفر	کیا ہم سے کیا نباء کیا خوب
نباء	مؤنث	مومن	میں بھی کچھ خوش نہیں دفا کر کے
			زنگین سچا ناخن شمشیر ہو گیا
			آتش دل ذرہ نار ستر ملتی نہیں
			یہ ناز نہ ہو گئے پر نہ ہو گئے
			آتش نہ پوچھ حال تو مجھ درد مند کا
			واسن کا بوجھ اوٹھ نہ سکا نازکی ہو یا
			دربار میں تل کے لئے اور تراجو دھنم
			بینی یا کو عوی ہو گل زینت کو
			مشابہا پر ہو جو تیری تلف یہ جانک
			جی چھوٹا ہو کو وہ علم سخت گران ہو
			تشفی کے لئے احباب دیتے ہیں خاطر
			نعت فقر و موجود جسے بخت ہو
			سرے کا جو دنالہ تری نگھین دیکھا
			دکھو دلائی ہو شیریں نہی اسے نوشاہ
			کیا ہم سے کیا نباء کیا خوب
			میں بھی کچھ خوش نہیں دفا کر کے

نظم	نظم	نظم	نظم
نفس	موت	آتش	گرم چہشتی سے تپ عشق کی کیونکر بچنا
نفس	موت	اسیر	نظم کا اپنی طبیعت تعلق نہ گیا
نغمہ	نذر	نسیم	ٹھیکے پر بہونج کے تخت ٹھہرا
نغمہ	نذر	غالب	تو مجھے بھول گیا ہو تو پنا بنا دو
نخل	نذر	سوسن	ہر اک جوان گاہری بن قد جھکا آؤ
نخل	نذر	ذوق	شہید ذوق سیرت میں ہو چن چن لکھ
ندا	موت	ناخ	جو کہے سے باہرین آنے لگی
نذر	موت	غالب	ناگ اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلین
نذر	نذر	ناخ	نقد امراض فقط کیا دیکھ کچھ اور بھی
نذر	موت	اسیر	چاہا جو زندگی تو نہویا سے جدا
نذر	موت	آتش	دکھائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی
نذر	موت	اسیر	ضعف رکھتے ہیں لہو تری کونکے
نذر	موت	اسیر	ایک سہ ایک سہ و ایک سہ و ایک
نذر	نذر	ناخ	اور طار سے یہ ہوتی عرش پر عادی کیا
نسیم	موت	اسیر	وہ باد پائیز تر گرم رو کہ چار قدم
نشان	نذر	اسیر	حس عاشق کی آگ سے ہو حیات
نشان	نذر	مومن	خبر نہیں کہ اسے کیا ہوا پراؤں پر
نشان	نذر	نشان	نشان پانظر تاہر ناسر کا سا

نظم ہے
نظم کی یہ شکل ہے
نظم کی یہ شکل ہے
نظم کی یہ شکل ہے

نظم	شعر	نسخ	نسخ	نسخ
نقصان	مذکر	ناسخ	نہیں ہر مقتدر اگر کا تو کیا غم ہے	ہو اے سجدہ بلیہ کیا نقصان آدم کا
نقص تبدیلی	مذکر	نسیم	ایک صہر پر رہی صورت نہ مانند خیال	جب بھلی ہستی مجھے نقل ہو گیا پیدا ہوا
نقیب	مذکر	اسیر	فرشتہ نزع میں آیا نظر تو سمجھا میں	ہوئی حضور سے میری طلب نقیب آیا
نگہ نگینہ	مذکر	ناسخ	ہر گلشن خوبی دو پروردہ سلیمان	خاتم میں نہ کیا کوئی گنگ ہر عقیق شجر کی
نگار	مذکر	نسیم	نقشے سے وہی نگار پایا	قسمت کا لکھا سا آگے آیا
نگار شہر	مذکر	رند	ہو چو منظور اور دھر ہو اب کی دنیا	ادھر جیاتی ہو یہ بسنی وہ مگر بتا کر
نگہ	مؤنث	اسیر	کیا ہر نقل مگر کر کے دیکھتے ہیں مجھے	ابھی تلک نگہ التفات اتنی سے
نگین	مذکر	آتش	کس لعل آتشیں کا ہو دل اپنا شیفہ	جس پر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا
نم	مذکر	موسم	چھوڑا ندل میں بھی تپ چھوڑے گا	روستے تھے زار زار اور انکھوں میں غم تھا
نماز	مؤنث	اسیر	طاعت میں پر یاد خطبہ گون	پڑھتا ہوں نماز میں گمن کی
نکاح	مذکر	رند	کہیں عاشقوں اپنے ترش رو بیاڑ بس	شیریں بہت کچھ چہرے سے آخر تک گیا
نمک	مذکر	غالب	زخم پر چھڑکین کما طفلا بے پروا نمک	کیا مزہ ہونا اگر تھہر میں بھی ہونا نمک
نمکدان	مذکر	موسم	بے سبب نہ کہ لب زخم پہ افغان ہوگا	شوخی شہر سے بھرا اس نکدان ہوگا
نمود	مؤنث	ناسخ	گو ہر گوش صتم کی آب کا ہے یہ اثر	سبزہ خط نے جو گالوں پر نمود آغاز کی
تنگ	مذکر	موسم	منہ کو آیا سونا صحن نے کما	پاس کیا ہو کہ تنگ ہی زار ہا
نوبت باج	مؤنث	خستہ	نقارچی بھی حجر میں سیر قیام ہیں	نوبت بھی بھڑک ابھی تک بھی نہیں
نوبت باج	مؤنث	آتش	خوش فاشی وہ نہیں باجے یانی کی	اس میں کثرت ہی نہ دور فوٹائی کر

لفظ	معنی	نظیر
نور	نور	نور
نوریت حالت	مورث	مورث
نور	مذکر	ناسخ
نورتن	مذکر	امانت
نوروز	مذکر	اسیر
نوک	مورث	امانت
نوک	مورث	اسیر
نون حرف	مذکر	وزیر
نہال	مذکر	ناسخ
نہایت لقمہ	مورث	سالک
نہر	مورث	اسیر
نہین	مورث	مومن
نمربانی	مورث	وزیر
نیر ستارہ	مذکر	سالک
نیر عظم آفتاب	مذکر	اسیر
نیرنگ کر	مذکر	صبا
نیش	مذکر	ناسخ
نوشکر	مذکر	آتش
نور	مورث	نور
نورتن	مذکر	امانت
نوروز	مذکر	اسیر
نوک	مورث	امانت
نوک	مورث	اسیر
نون حرف	مذکر	وزیر
نہال	مذکر	ناسخ
نہایت لقمہ	مورث	سالک
نہر	مورث	اسیر
نہین	مورث	مومن
نمربانی	مورث	وزیر
نیر ستارہ	مذکر	سالک
نیر عظم آفتاب	مذکر	اسیر
نیرنگ کر	مذکر	صبا
نیش	مذکر	ناسخ
نوشکر	مذکر	آتش

نظم	اوج	خ	تظہیر
نیل	مذکر	آتش	کہا بیکل جب تو آتش سو کو بجھ چکے تھے
نیل انگنٹھا	مذکر	مومن	کیا رزون تیرہ تپتی جھپٹا یاد کو
نیلام	مذکر	اسیر	رخت تن میرا فضا کی ہاتھیر چا عشق سے
نیلو فر	مذکر	ظفر	خال شکلیں آتش ہتھار پر پیدا ہوا
نیشہ	مؤنث	مومن	کیا نعت عذوق نہ خوان تھے
پا سوار			
دار	مذکر	ظفر	زخمی کو اپنے آپ سسکا نہ چھوڑے
وبا	مؤنث	رند	ہزار دن مر گئے اس پر سکتے ہر لاکھ
وبال	مذکر	ظفر	آگیا زلف کے سو دین جو کاکل کا نیلا
جہ	مؤنث	صبا	وجہ حرمت کلال کی ہوتی
ورود خلیفہ	مذکر	اسیر	مغفرت میں کیا ہر دم ہو بوٹوں پر کہ
ورق	مذکر	وزیر	یوسف کی اوریار کی تصویر کیا ملے
ورم سون	مذکر	ناسخ	رہنے کے آسمان یوں ہیں مجھ کو زار ہوا
وصال گرا	مذکر	جرات	اوس جانے سے یہ لال ہوا
وضو	مذکر	وزیر	نماز کو ہم ہاتھ جان دھوئے
وضع پختی	مؤنث	ظفر	ہرگز ابرو سے خمیدہ پر
وضع طح	مؤنث	رند	کرگی دیکھئے کس کس کب سیدھا
			بہ شیر دہی وضع تیری بالکی بالکی

نظیر	شعر	نظم	شعر	نظم
وطن	مذکر	نسیم	افکندیدہ زمین میں کیا خانہ دیوان کی فکر کر پڑے جس جاو میں اپنا وطن ہو جائیگا	
زفا	سہنت	مومن	جب تک تھک گئے تو بھی نہ پوچھا کہ تہے کس قوم پر وفا کی	
وقت	مذکر	نسیم	فصل گل آئی زمانہ جوں کے جوش کا بہت ای ساقی یہی چوت تو شان و شوکت کا	
دہم	مذکر	مومن	تھے بے گناہ جرات پاپس بھی ضرور کیا کرتے وہ پوچھت جسدِ لاد آگیا	
پاک پھوڑ				
ہاتھ دست	مذکر	مومن	حال دل بار کو لکھوں کیوں کر ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا	
ہاتھ دار	مذکر	اسیر	کچن نام کا اکھاڑ میں تھارو ہم بھی چھوڑ دیا تھ ادھر بھی تو کوئی پالت کا	
بار	مذکر	رند	تم جانتے جا کس لئے پھراے غیر ہے چنکا کلی کہ موتیوں کا ہار دے گی	
پان	سہنت	تفسیر	وعدہ دل سے اٹکا کر رہے وہ ظفر منہ کوں سے خدا جاگ بھان ہو گی	
پتیار	مذکر	آہستہ	محفل میں نال پوچھ کے بولایا کیسے دھو میں اپنے یار کے ہتیار ہو گیا	
ہٹ	سہنت	نسیم	ہٹ اوس جوں کی تو ہاتھ مارا شیشہ ہوا چوہر چرسا را	
انجر	مذکر	رند	دیر کیوں تجھ یار کرتا ہے دیر کیوں تجھ یار کرتا ہے	
بہج	مذکر	وزیر	جس طرف نکلا جرم عاشقان چلا گیا ساتھ اوس یوسف لقا کے کار دار ہو گیا	
ہرف	مذکر	ظفر	ناکار نہ تھی کن کو تری دیکھ کے آج دل کی جانی ہو جو ظالم ہفت تیر ہا	
ہرن	مذکر	آتش	کسی شرم کیاج بہر اثبات میں دیوانہ تو مجھ سے مت ہاتھی کی طرح جنگلی ہرگز نہ	
چرک عادت	سہنت	ظفر	باو لا دولت دنیا کی ہو خواہش جین لیں گئے اُسے یہ کوئی شرک جاتی ہے	
ہٹ و بد	سہنت	رند	دیکھ نہی نہ آکر کے عدم سے وجود کی دن رات کے پھر گئے یوں ہٹ و بدو کی	

نظم	رواج	نسخ	تفسیر
ہلال	مذکر	ناسخ	یہ رنگ سینہ خراشی آئین ہر ناخن کا
ہل چل	مربوث	امانت	کہ جیسے سرخ شفق میں ہلال ہوتا ہے
ہوا	مذکر	وزیر	ہل چل کر ملکوں کے زمان میں پڑی ہے
ہنسہ	مذکر	آتش	ہو گیا بوس سگ یا پھر لگا جو وزیر
ہنگام	مذکر	صبا	دوست دشمن یا رکھنا تھا اپنی کیا
ہوا باد	مربوث	غالب	چمن دیکھ کر روہ کو دل چین لانا ہے
ہوا خواہش	مربوث	آتش	بھونکنے میں یہ سر گلن کے ہم ہے
ہوا دار	مذکر	صبا	عاشق کے سر کے تھہر ہو سو گدگد
ہو جی	مربوث	آتش	اے غم سنا سوا رہی نہ بھولو
ہوس	مربوث	رند	دلت العمر جو ایک چشم زدن کا وقفہ
ہوش	مذکر	وزیر	کے حور واسطے کرنا ہوتا تھا شے
ہون اور ہان	مربوث	رنگین	رخ سے سر کی لف ہوش راہ نور کا
ہونٹ ب	مذکر	ظفر	کہا میں نے کہ ملتی جا ادھر آ
ہونس	مربوث	ظفر	گدڑے تھے انہار دعا گان
ہوجان	مذکر	ناسخ	یکس کی پونصل کو اک باکھا گئی
ہیکل	مربوث	رنگین	تیرے گیسو میں دیکھے ہو سو اچھا

بیامی ستان

نظم	نظم	نظم	نظم
یا حزن و غم	موت	ساک	اسم عظم کب نظر کا مرے جفا رکھو
یا سہیں	موت	ناسخ	صحرایں دیکھتا ہوں جو شوق غزال کی
یا قوت	موت	آتش	اون غداروں کی جو باقی چھوٹا آتش
یا بیضا	موت	خضر	خضر کو کس لبت گین سے ہم تو کام نہ کرتے ہیں
یا رقان	موت	سومن	از بکس ثبت نامہ سوز تب درون
یا یقین	موت	آتش	خاک پاؤں نہ آتش نفس کی چھڑکی
یا حزن و غم	موت	ناسخ	محو ایسا چاہئے عاشق خیال دو دین
یا حزن و غم	موت	آتش	یا بکھر حسن میں کی جس دم لئی لہر
یا حزن و غم	موت	آتش	اوڑ گیا طائر بسا رحمن

بالتی

کتاب ہذا کی جرہی سرکار آصفیہ و سرکار انگریزی میں کرادی گئی ہے کوئی صاحب بغیر اجازت طبع نہ
کرین ورنہ بالعیوض نفع کے نقصان اٹھائینگے۔ ہاں جو نقد نسخے مطلوب ہوں قیمت مقررہ پر طلب
کرین قیمت فی جلد علامہ و مصحح لکھا گیا ہے۔

پیشہ موید الدین حسن - حیدر آباد محلہ راؤ رمبا - کوچہ نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر۔

جس کتاب پر مولف کے دستخط نہ ہو وہ سرورق ہے۔

تصنیف المصنف

و و پیکر - قواعد زبان اردو خصوصاً متعلق بہ تذکیر و تانیث مع ... انظار مستثنیات و اصلاح اظہار

عوام وغیرہ - قیمت فراموش

رسالہ عاویہ - قواعد زبان اردو و جانع و مانع بلاغہ و گرامر شعریہ مع ایک دریا بحر اچھو کوڑے
مین - قیمت فراموش

مختصر مفید مرہطی - در تعلیم زبان ہندی از حروف ابجد تا نوشت و خواند کابل مع قواعد

زبان و تہذیب و تمدن

تعلیم ملکی حصہ اول

اساس ریاست کرناٹک - احوال و زبان کرناٹک

راے در باب فرہمین - ماخوذ از آیات کلام مجید - درخواست پر مفت ملکتی ہے مگر

بیرنگی بھی جاگی

محاسن اسلام - رد جملہ ذرایب مروجہ ہندوستان و پشت جملہ مسائل اسلام بر دلائل

عقلی و طبی مقبولہ اہل الرائے - دس جنکی کتاب حقیقی خراج پر بنیست ثواب دی جاتی ہے

تا کر طبع ہو سکے

طعام الاثیم - در انظار ماہیت ادویہ و اغذیہ مستعملہ زمانہ حال شعل بر اجزائے ممنوعہ

مذہب اسلام

الحق مر - در ایضاح امر حق و در مقدمہ ذاتی

مکتب طلب

نیر طبع

محصوہ لڑاکا ہر حال میں ذمہ خریدار

اشتخار چھپانی مطبع شمسی حیدرآباد دکن

ہمارے مطبع میں ہر قسم کا کام اردو فارسی عربی ہندی وغیرہ بہت صحت و صفائی اور کفایت سے وقت معمودہ پر طبع ہوتا ہے۔ کتابیں نقشہ جات سرکاری دفاتر کے کاغذات۔ کرٹوں گیر میمنی میونسپلٹی کے فارم رقعہ۔ کارٹوں وغیرہ۔ سنہری۔ روپہلی۔ سبز۔ زرد۔ سیاہ۔ ہر قسم کی عمدہ سیاہی سے بہ نسبت دیگر مطابع کے عمدہ اور کفایت سے طبع ہوتے ہیں اگرچہ اس مطبع کو شروع ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے تو بھی ہمارے مطبع کا کام انڈیا کے اون نامی مطابع سے جو سالہا سال سے کام کر رہے ہیں۔ کہیں بڑا چڑھا ہوتا ہے نمونہ کے لئے ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب یا مطبوعہ فارم کافی دوانی ہیں جن صاحبوں کو ضرورت ہو مشتر سے خط و کتابت فرمادیں۔

المش
محمد ابراہیم خیلان کبر آبادی مہتمم مطبع شمسی حیدرآباد دکن

